# اعانة الامین لطائفة المنصورین

یعنی

# عقائد و خدمات علمائے دیوبند

کثر اللہ سوادہم


مؤلف

مولانا محمد امین مدظلہ

مدرس مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی، چناب نگر


پسند فرمودہ

مناظر اسلام شاہین ختم نبوت
حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب
مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، پاکستان

حضرت مولانا غلام رسول دینپوری صاحب
صدر مدرس مدرسہ عربیہ ختم نبوت
مسلم کالونی، چناب نگر

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزال طائفۃ من امتی منصورین لا یضرھم من خذلھم حتی تقوم الساعۃ (ابن ماجہ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت سے ایک گروہ کی ہمیشہ (اللہ کی طرف سے) مدد کی جائے گی ان کو رسوا کرنے والے نقصان نہیں پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی

# اعانۃ الامین لطائفۃ المنصورین

یعنی

# عقائد و خدمات علماء دیوبند کثر اللہ سوادہم

مؤلف


مولانا محمد امین مدظلہ

مدرس مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی، چناب نگر


(پسند فرمودہ)

مناظر اسلام، شاہین ختم نبوت
حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب
مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، پاکستان

حضرت مولانا غلام رسول دینپوری صاحب
صدر مدرس مدرسہ عربیہ ختم نبوت
مسلم کالونی، چناب نگر


مکتبہ نافع، بہاولپور

0301-7755153

نام کتاب ——— اعانۃ الامین لطائفۃ الصوفیۃ

مؤلف ——— مولانا محمد امین مدظلہ

ناشر ——— مکتبہ نافع بہاولپور

ملنے کے پتے

مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر

0301-7755153

مکتبہ نافع بہاولپور

0301-7755153

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

# فہرست مضامین


| عنوان | صفحہ نمبر |
|---|---|
| انتساب | 9 |
| عرض مرتب | 10 |
| تقریظ ...... حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ | 17 |
| تقریظ: حضرت مولانا اعجاز مصطفیٰ صاحب مدظلہ | 18 |
| تقریظ ...... حضرت مولانا غلام رسول صاحب دین پوری مدظلہ | 19 |
| تقریظ ...... حضرت مولانا حافظ عبدالجلیل صاحب یزدانی مدظلہ | 22 |
| تقریظ ...... حضرت مولانا قاضی احسان احمد | 23 |
| انگریزوں نے ہندوستان پر کس طرح قدم جمائے | 24 |
| علماء دیوبند کی سیاسی، قومی و دینی خدمات | 25 |
| حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ | 25 |
| حضرت شاہ عبدالعزیزؒ بن شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ | 27 |
| شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کا فتویٰ کہ مسلمان اب دارالحرب میں ہیں | 29 |
| حضرت شاہ محمد اسحاق صاحبؒ | 30 |
| حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی وفات | 30 |
| حضرت سید احمد شہیدؒ | 31 |
| حضرت سید احمد شہیدؒ کے انقلاب کے لئے دورے | 32 |

| | |
|---|---|
| تحریک شاہ ولی اللہ کا دوسرا دور | 34 |
| انگریزوں کی عملداری سے پہلے ہندوستان کی تعلیمی حالت | 37 |
| تعلیم کے متعلق انگریز کی پالیسی واصول | 37 |
| دارالعلوم دیوبند کی بنیاد | 39 |
| بریلی شہر میں علماء دیوبند کی دینی خدمات | 41 |
| جناب احمد رضا خان کے خاندان کا تعارف | 44 |
| جناب احمد رضا خان کے والد مولانا نقی علی کا تعارف | 46 |
| علماء دیوبند سے بریلویوں کی مخالفت کی ابتداء | 49 |
| امکان نظیر اور امتناع نظیر کا مطلب | 50 |
| تحذیر الناس کے متعلق ایک واقعہ | 54 |
| جناب احمد رضا خان صاحب کا تعارف وبچپن | 57 |
| اعلیٰ حضرت کی جوانی | 60 |
| علماء حق دیوبند کے متعلق اعلیٰ حضرت کا فتویٰ | 62 |
| بریلویوں کا عمل فتویٰ کے خلاف | 63 |
| انگریز کی وفاداری میں اعلیٰ حضرت کے فتوے | 65 |
| سپاسنامہ یعنی انگریز کا شکریہ ادا کرنا | 67 |
| بریلوی مسلک کے مفتیان کرام کے فتوے عوام میں مقبول نہیں | 68 |
| اعلیٰ حضرت کا بڑھاپا | 69 |
| اعلیٰ حضرت کی علمی خیانت ''تحذیر الناس'' کی عبارت میں | 69 |
| مرتے وقت اعلیٰ حضرت کی وصیت | 71 |

| | |
|---|---|
| بریلوی حضرات کی علماء دیوبند سے مخالفت ہے اختلاف نہیں | 72 |
| بریلوی حضرات کی تصدیق کہ علماء دیوبند مسلمان ہیں | 73 |
| پیر کرم شاہ صاحبؒ کے نزدیک تحذیر الناس مایہ ناز کتاب ہے | 73 |
| امتناع نظیر کا مسئلہ پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کی نظر میں | 74 |
| حضرت خواجہ غلام فریدؒ علماء دیوبند کا احترام کرتے تھے | 74 |
| علماء دیوبند کے عقائد کا فرقہ وہابیہ کے عقائد سے تقابلی جائزہ | 77 |
| جناب احمد رضا خان اور مرزا قادیانی کے عقائد وخیالات کا تقابلی جائزہ | 79 |
| اعلیٰ حضرت کا اجماعی مسئلہ سے انحراف | 81 |
| اعلیٰ حضرت کے نزدیک حیات عیسیٰ علیہ السلام مختلف فیہ ہے | 81 |
| اعلیٰ حضرت کا مرزائیوں کی مسجد میں تقریر کرنا | 82 |
| علماء دیوبند کی طرف سے تفسیری خدمات اور علماء بریلویت کی تفسیری خدمات کا تقابلی جائزہ | 85 |
| احادیث رسول ﷺ پر علماء دیوبند اور علماء بریلویت کی خدمات کا جائزہ | 86 |
| سیرت مبارکہ ﷺ پر علماء دیوبند اور علماء بریلویت کی خدمات | 88 |
| تحریکات ہند میں علماء دیوبند اور علماء بریلویت کا کردار | 88 |
| مسلمانوں کو کافر بنانے میں علماء دیوبند وعلماء بریلوی میں فرق | 89 |
| کفر کے فتوؤں کی ایک جھلک | 90 |
| بریلوی حضرات نے اپنے اکابرین کے فتوؤں کو غلط قرار دے دیا | 90 |
| مولانا منظور احمد فیضی کا فتویٰ | 91 |
| عقیدہ نور وبشر ...... پہلا اختلاف | 93 |
| بریلوی حضرات کا عقیدہ ان کی عبارات سے | 94 |

| | |
|---|---|
| بریلوی حضرات کے عقیدہ نور میں تضادات | 96 |
| بشریت نبی کا انکار دراصل نبوت کا انکار ہے | 98 |
| نور کی تعریف | 99 |
| عقیدہ بشریت قرآن پاک کی روشنی میں | 101 |
| عقیدۂ بشریت احادیث کی روشنی میں | 104 |
| عقیدۂ بشریت صحابہ کرامؓ اور سلف صالحینؒ کے اقوال کی روشنی میں | 107 |
| بریلوی حضرات کی عبارات کہ آپ ﷺ کی حقیقت ہی معلوم نہ ہو سکی | 110 |
| عقیدۂ بشریت فتاویٰ جات کی روشنی میں | 110 |
| عقیدۂ نور و بشر کے متعلق بریلوی حضرات کی توہین آمیز عبارات | 112 |
| عقیدۂ نور و بشر کے متعلق علماء اہل سنت دیوبند کی تائید بریلوی کتب سے | 114 |
| عقیدۂ نور کے متعلق بریلوی حضرات کے شبہات کے جوابات | 115 |
| عقیدۂ نور کے متعلق بریلوی حضرات کی توہین آمیز عبارات | 122 |
| عقیدۂ نور کے متعلق بریلوی حضرات سے چند سوالات | 122 |
| عقیدہ حاضر و ناظر ...... دوسرا اختلاف | 124 |
| بریلوی حضرات کا عقیدہ ان کی عبارات سے | 124 |
| بریلوی حضرات کے عقیدہ حاضر و ناظر میں تضادات | 126 |
| لفظ حاضر و ناظر کا ثبوت اللہ تعالیٰ کے لئے بریلوی علماء کی کتب سے | 131 |
| حاضر و ناظر صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے قرآن پاک کی روشنی میں | 132 |
| حاضر و ناظر صرف اللہ کی ذات ہے احادیث کی روشنی میں | 133 |
| آپ ﷺ ہر وقت ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہوتے، احادیث سے ثبوت | 134 |

| | |
|---|---|
| آپ ﷺ حاضر وناظر تھے نہ علم غیب کل عطاء فرمایا گیا تھا فقہاء کرام کی عبارات کی روشنی میں | 137 |
| بریلوی مسلک کے فتاویٰ جات سے علماء دیوبند کے عقیدے کی تائید | 139 |
| عقیدۂ حاضر ناظر کے متعلق بریلوی حضرات کی توہین آمیز عبارات | 140 |
| عقیدہ حاضر وناظر پر بریلوی حضرات کے شبہات اور اس کے جوابات | 141 |
| عقیدہ حاضر ناظر کے متعلق بریلوی حضرات سے چند سوالات | 144 |
| عقیدہ علم غیب ...... تیسرا اختلاف | 145 |
| بریلوی حضرات کا عقیدہ ان کی عبارات سے | 147 |
| بریلوی حضرات کے عقیدۂ علم غیب میں تضادات | 149 |
| علم غیب کی تعریف | 155 |
| غیب کی خبر علم غیب نہیں | 155 |
| انبائے غیب اور اطلاع علی الغیب کی چند احادیث | 157 |
| عالم الغیب ہونا اور علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کی صفت خاص ہے | 160 |
| علم غیب خاصہ خداوندی ہے قرآن پاک کی روشنی میں | 161 |
| عالم الغیب اور علم غیب خاصہ خداوندی ہے، حضور ﷺ کی صفت نہیں | 162 |
| علم غیب خاصۂ خداوندی ہے، محبوب خدا کی صفت نہیں فتاویٰ جات کی روشنی میں | 170 |
| فریق مخالف کو علم غیب کے متعلق چیلنج | 173 |
| عقیدہ علم غیب کے متعلق بریلوی حضرات کے شبہات کے جوابات | 175 |
| بریلوی حضرات سے علم غیب کے متعلق چند سوالات | 179 |
| عقیدہ مختار کل ...... چوتھا اختلاف | 181 |
| بریلوی حضرات کا عقیدہ ان کی عبارات سے | 182 |

| | |
|---|---|
| بریلوی حضرات کے عقیدہ مختار کل میں تضادات | 185 |
| مدد وپکار مافوق الاسباب وتحت الاسباب کا مطلب | 190 |
| مختار کل صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے قرآن کریم کی روشنی میں | 192 |
| مختار کل اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، احادیث کی روشنی میں | 194 |
| آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں مختار کل نہیں ہوں | 198 |
| مختار کل، متصرف ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے | 200 |
| انبیاء، اولیاء کے بارے میں مختار کل کا عقیدہ شرک وکفر ہے فتاویٰ جات کی روشنی میں | 207 |
| عقیدہ صلوٰۃ وسلام قبل الاذان ...... پانچواں اختلاف | 218 |
| علماء حق دیوبند بدعت سے روکتے ہیں نہ کہ درود شریف پڑھنے سے | 220 |
| بریلوی حضرات کا عوام کو دھوکہ | 222 |
| اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنے پر بریلویوں کے پاس کوئی دلیل نہیں | 224 |
| پانچویں دلیل اور سنت کی تعریف | 228 |
| بریلوی حضرات کا اعلیٰ حضرت کے فتوؤں کو ماننے سے انکار | 229 |
| بریلوی حضرات کا صحابہ کرامؓ کے نام سے دھوکہ | 231 |
| انگوٹھے چومنا بدعت ہے | 234 |
| عقیدہ ایصال ثواب ...... چھٹا اختلاف | 235 |
| اعلیٰ حضرت کا فتویٰ کہ تیجہ وغیرہ کا اہتمام جائز نہیں | 237 |


☆..........☆..........☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

# انتساب

دین واسلام کے تحفظ کی اس کاوش کو بندہ ناچیز اپنے والدین کے نام منسوب کرتا ہے۔ جن کی پرخلوص دعاؤں سے بندہ دینی خدمات سرانجام دینے میں یہاں تک پہنچا۔

اور اپنے چچا شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ کے نام جن کے زیر سایہ میں نے یہ مقام حاصل کیا۔

اور ...... اپنے اساتذہ کرام کے نام جن کی تعلیمی وتربیتی جدوجہد کے طفیل اللہ رب العزت نے اس عظیم خدمت میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائی۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

# عرض مرتب

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم ۰ اما بعد!

احادیث مبارکہ میں حضور ﷺ نے اپنی امت کے ایمان کے تحفظ کے لئے قیامت تک آنے والے فتنوں سے متعلق پیش گوئی فرمائی ہے۔ جن میں سے بہت بڑا فتنہ عقائد کے بگاڑ کا فتنہ ہے اور جوں جوں حضور ﷺ کا زمانہ مبارکہ دور ہوتا جارہا ہے اسی قدر خودرو گاس کی طرح فتنے اگ رہے ہیں برصغیر (پاک و ہند) میں جہاں اور بہت فتنے پیدا ہوئے ان میں سے ایک عقیدے کے بگڑ اور دین میں ایجادات کا فتنہ ہے۔ جس کی تردید اور احیائے اسلام اور تجدید دین کے لئے اللہ تعالیٰ نے قطب ربانی مجدد الف ثانی حضرت مولانا سید احمد سرہندیؒ کو پیدا فرمایا۔ انہوں نے آکر تجدید دین کا کام کیا اور حضور ﷺ کی مٹنے والی سنتوں کو زندہ کیا اور ان گنت انسانوں کے ایمان کا تحفظ کیا اور شب روز اصلاحی مواعظ اور تحریروں کے ذریعے اپنے مریدین و متوسلین اور جملہ باشندگان برصغیر کی اصلاح فرمائی، حضرتؒ کے بہت سارے متعلقین نے اپنے خطوط کے ذریعے جہاں اپنی روحانی تربیت و اصلاح چاہی تو وہاں دین اسلام اور عقائد پر اپنے شکوک و شبہات کی اصلاح بھی کرائی، حضرتؒ نے اپنے ''مکتوبات'' کے ذریعے ان کے جوابات تحریر فرمائے جو ''مکتوبات امام ربانی'' کے نام سے مطبوعہ شکل میں آج بھی موجود ہیں، ان مکتوبات میں جہاں دیگر اصلاح کی باتیں موجود ہیں تو وہاں قطب ربانی، مجدد الف ثانی حضرت سید احمد سرہندیؒ نے اپنے مکتوبات میں یہ بھی لکھا ہے کہ آنے والے دور میں جو فتنے اٹھنے والے ہیں وہ عقائد کے فتنے ہوں گے۔ جس میں لوگوں کے عقائد بہت خراب ہوں گے۔ (مکتوبات حصہ اول)

حضرت کی یہ پیش گوئی آج من وعن پوری ہو رہی ہے کہ ہر آدمی نے اپنے عقائد و نظریات اپنی عقل و دانش کے مطابق بنا لئے ہیں۔ حالانکہ عقائد قرآن و حدیث اور اجماع امت کے ذریعے قرون اولیٰ سے تواتر کے ساتھ منقول چلے آرہے ہیں۔ آج کے اس پرفتن دور میں ان پر اعتماد کرنے کے بجائے خوف خدا سے خالی ہر شخص مطلق العنان ہو کر اپنے ہر قول و فعل کو اپنی خواہش اور عقل کے مطابق صحیح ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اور دوسروں کو اس پر چلنے کی

دعوت دے رہا ہے اور ''ہم چوں ما دیگرے نیست'' کا دعویٰ رکھ کر بس اپنے آپ کو عالم و عاقل دوسروں کو جاہل، خود کو ہدایت یافتہ دوسروں کو گمراہ تصور کرتے ہوئے تعصب کی عینک لگا کر، اپنی خوش فہمی میں مبتلا ہو کر اپنی آخرت سوارنے سے نابلد ہو رہا ہے۔ اس پر آشوب زمانہ میں بگڑا ہوا آدمی خیر اندیش و بہی خواہ کو مخالف اور بدراہ سمجھتے ہوئے کنارہ کش ہو جاتا ہے اور بدخواہ و گمراہ کن کو مخلص و خیر سمجھتے ہوئے اس کا ہم نوالہ و ہم پیالہ بن کر رہ جاتا ہے۔

آج کل یہی صورت حال بریلوی حضرات میں پوری طرح نظر آ رہی ہے۔ کہ انہوں نے بھی علماء سوء کو اپنا رب بنا رکھا ہے۔ اب جس چیز کو ان کے علماء حرام کہیں، بدعت کہیں، غلط کہیں اس کو یہ غلط کہتے ہیں اور جس چیز کو وہ حلال کہیں، سنت کہیں، صحیح کہیں بس اسی کو صحیح کہتے ہیں۔ گویا ایسے لگتا ہے کہ اکثریت کی سوچ ماؤف ہو چکی ہے بغیر سوچے سمجھے بلا دھڑک وخوف ان علماء حق کو کافر کہتے ہیں جو حقیقی معنوں میں انبیاء کے وارث اور ''انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء'' کی حقیقی تصویر ہیں۔ ان پر الزام تراشی اور بہتان طرازی ان کا شیوہ اور مسلک کی پہچان بن چکا ہے۔ ان کا کوئی جلسہ وجلوس، نشست و برخاست محفل و مجلس ان اولیاء اللہ پر زبان درازی سے خالی نہیں ہوتی۔ جب سے ''اہل السنۃ والجماعۃ'' علماء دیوبند پر انہوں نے الزام تراشیاں شروع کی ہیں اور جس دن سے انہوں نے علماء دیوبند کی مخالفت شروع کی ہے اسی دن سے حضرات علماء دیوبند نے ان کے ایک ایک الزام کا تحریری و تقریری مدلل انداز میں جواب دیا ہے اور دیتے آ رہے ہیں کہ جتنے کفریہ و گستاخانہ عقائد انہوں نے علماء دیوبند کی طرف منسوب کیے ہیں ان سب سے علماء دیوبند بری ہیں اور واضح طور پر علماء دیوبند کی کتب میں یہ عقیدہ موجود ہے کہ ہم بھی ان کفریہ و گستاخانہ عقائد رکھنے والے کو کافر کہتے ہیں۔ ایسے گستاخ شخص سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ لیکن یہ لوگ ایسے کج فطرت و کج طبع ہیں کہ علماء دیوبند کی طرف منسوب غلط بات کو غلط ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اتنا کچھ کہنے کے باوجود یہ لوگ کہتے ہیں کہ نہیں علماء دیوبند اور ان سے تعلق رکھنے والے کافر و گستاخ ہیں۔

قارئین کرام! امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ مسلمان کے کسی قول میں اگر ننانوے فیصد بھی کفریہ احتمال موجود ہوں تو بھی اسے کافر نہیں کہنا چاہیے جب تک کہ سو فیصد کفریہ احتمالات اس میں نہ ہوں۔ چہ جائے کہ کسی کی عبارت میں بزور خود قطع و برید کر کے یا اپنی طرف سے کوئی

ایسی عبارت وضع کر کے اس پر کفر کی ایسی مہر لگا دے جو تا قیامت ختم نہ ہو سکے۔ چاہے وہ چیخ چیخ کر کیوں نہ کہتا رہے کہ میری تقریر و تحریر میں تو ایسی کوئی عبارت ہی موجود نہیں جس سے تم وہ کفر مراد لے رہے ہو جو ہمارے نزدیک بھی حضور ﷺ کی ذات سے متعلق ایسا گستاخانہ نظریہ رکھنے والا قطعاً مسلمان نہیں بلکہ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے، نیز علماء دیوبند کے ذی استعداد فاضل مناظرین نے مناظروں میں اور اپنی دیگر تحریروں اور کتابوں میں بھی اپنے اکابرین علماء دیوبند کی صفائی پیش کی ہے اور جن عبارات سے کسی کو وہم یا شک ہو سکتا تھا تو اس کا مطلب نحوی تراکیب اور منطقی کلیات سے سمجھایا وہ کتابیں اور مناظرے آج بھی دنیا کے کتب خانوں اور لائبریریوں میں مطبوعہ شکل میں موجود ہیں مثلاً حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی کتاب ''مناظرہ عجیبہ''، مولانا محمد منظور نعمانیؒ کی کتابوں کا مجموعہ ''فتوحات نعمانیہ'' اور حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ کی کتاب ''عبارات اکابر'' ان کے علاوہ دیگر چھوٹی بڑی کئی کتابیں برصغیر (پاک وہند) کے کتب خانوں میں پائی جاتی ہیں جنہیں ہر منصف مزاج آدمی پڑھ کر اپنا اور دوسروں کا دل مطمئن کر سکتا ہے اور فتویٰ تکفیر سے باز آ سکتا ہے مگر ''طوطا چشمی'' اور ''گر نہ خواہی تو بہانہ ہائے بسیار'' کا تو کوئی علاج نہیں۔

ناظرین کرام! مہذب دنیا کا بھی یہ اصول نہیں ہے کہ بغیر کسی کے جرم کے اس کو مجرم کہا جائے۔ جب تک کہ زبان، بیان، اشارے، کنائے، شواہد و قرائن سے مجرم ہونا ثابت نہ ہو جائے۔ تو دین کا جو دین سب سے اعلیٰ ہے۔ جس نے دنیا کو بھی اصول دیئے کس طرح یہ غلط اصول ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کی گستاخی و جرم، قول و فعل، زبان و بیان، تحریر و تقریر سے تو دور کی بات ہے۔ اشارے و کنائے سے بھی ثابت نہیں ہوتی۔ اس پر کافر اور گستاخ رسول ﷺ ہونے کے فتوے لگائے جائیں کسی طرح بھی ادنیٰ فہم رکھنے والے انسان کے نزدیک زیب نہیں دیتا۔

حیف در حیف ہے ایسے فتوے لگانے والوں پر اور ان کے ماننے والوں پر کہ جن کے اکابرین نے جس مسلک کے لوگوں کو اعلیٰ درجے کا مسلمان متقی و پرہیز گار کہا ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہا کہ اگر علماء دیوبند حقیقی معنوں میں مسلمان نہیں تو پھر دنیا میں کوئی مسلمان نہیں ہے۔ لیکن ان کے متبعین نے صرف اور صرف انہیں لوگوں کو نشانہ بنا رکھا ہے اور انہی کی تردید کو دین کی اعلیٰ خدمت سمجھ رکھی ہے اور انہی کے خلاف کام کرنے کو اپنا شعار اور اوڑھنا بچھونا بنا لیا ہے۔ ''فالی اللہ المشتکی''

## بریلوی علماء کی طرف سے علماء دیوبند کے مسلک کی تائید

واقعہ نمبر ۱...... حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کے متوسل خصوصی حضرت مولانا غلام محمد گھوٹویؒ شیخ الجامعہ عباسیہ بہاول پور نے ایک فتوے کے جواب میں تحریر فرمایا کہ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا زمانہ میں نے پایا مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ اور مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کی ایک دفعہ زیارت کی ہے مصاحبت کا اتفاق نہیں ہوا، مولانا اشرف علی تھانویؒ کی ایک دفعہ زیارت کی ہے اور ایک دفعہ وعظ سنا ہے اس سے زیادہ ان حضرات کی مصاحبت کا اتفاق نہیں ہوا مگر میرا اعتقاد ان بزرگوں کے متعلق یہ ہے کہ یہ سب حضرات ربانیین، اولیاء امت محمدیہ میں سے ہیں احقر کو بعض مسائل میں اگرچہ اختلاف بھی ہے مگر میرا اعتقاد یہی ہے اور اس اعتقاد کے اختیار کرنے کا سبب یہ ہے کہ ان حضرات کی تصنیف کردہ کتابوں کا مطالعہ و استفادہ اور قبول عام ہے بالخصوص مولانا اشرف علی تھانویؒ کی خدمات طریقت پر نظر کر کے شبہ ہوتا ہے کہ وہ اس صدی کے مجدد تھے۔

(علماء اہل سنت دیوبند مشائخ پنجاب ص ۴۷، بحوالہ چراغ سنت مولانا سید فردوس شاہ قصوری، ص ۳۲۰)

**واقعہ نمبر ۲**...... حضرت مولانا کامل الدین رتو کالویؒ صاحب فرماتے ہیں کہ جب ضلع سرگودہا میں اہل سنت و جماعت دیوبند کی تکفیر کر کے افراتفری پیدا کر دی گئی تو وہاں کے معززین نے مجھے خانقاہ گولڑہ شریف فتویٰ لینے کے لئے بھیجا بعد ازاں احقر گولڑہ شریف پہنچا صوفی غلام نبی کی وساطت سے حضرت پیر غلام محی الدین صاحب سجادہ نشین سے ملاقات ہوئی میں نے سارا واقعہ بیان کیا (اور سرگودھا کی صورت حال سامنے رکھ کر فتویٰ ان کی خدمت پیش کر دیا کہ اس کا تحریری جواب چاہیے) انہوں نے مولانا غلام محمد گھوٹوی خلیفۂ خاص حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کو (جو اتفاقاً آئے ہوئے تھے) حکم دیا کہ آپ میری طرف سے ان کو فتوے کا جواب لکھ دیں تو انہوں نے لکھا: میرا مذہب یہ ہے کہ علمائے دیوبند مسلمان اور دین کا کام کر رہے ہیں جو شخص ان کے حق میں کچھ برا کہتا ہے اس کا ایمان خطرے میں ہے، میرے قبلہ حضرت بڑے پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کا بھی یہی مذہب تھا۔ (ڈھول کی آواز مولانا کامل الدین رتو کالوی ص ۹۹)

**واقعہ نمبر ۳**...... حضرت مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادری مرحوم نے لاہور کے ایک تربیتی اجتماع میں یہ خطاب فرمایا کہ: مجھے کہا گیا ہے کہ میں معین طور پر بیان کروں کہ بریلویوں اور

دیوبندیوں کے درمیان اساسی عقائد کے اعتبار سے کیا اختلاف ہے؟ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ بریلوی شہر اور دیوبند شہر دونوں جگہ ہر خیال اور عقیدہ اور مذہب کے لوگ موجود ہیں اس لئے دیوبندیوں اور بریلویوں کے اختلاف کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا موضوع تقریر کا یہ عنوان ہی صحیح نہیں، علاوہ ازیں بریلی اور دیوبند دونوں ہندوستان میں رہ گئے اس پاکستان میں ان کے اختلاف کا سوال بے معنی ہے اگر موضوع سے مراد یہ ہے کہ بریلی کی دینی درسگاہ اور دیوبند کی دینی درسگاہ سے تعلیم و تربیت حاصل کرنے والوں کے نظریات وافکار کے اختلاف پر روشنی ڈالی جائے تو میں اعلان کیئے دیتا ہوں کہ اساسی عقائد کے اعتبار سے دونوں مکتب فکر کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔ بریلوی علماء حضرات رسول اکرم ﷺ کی ادنی توہین کرنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں، اور دیوبندیوں کے علماء بھی اصولی طور پر اسی کلیہ وقاعدہ پر ایمان رکھتے ہیں، دونوں سلسلوں کے علماء کے درمیان بعض عبارتوں کے متعلق رائے کا اختلاف ہے، بریلوی علماء دیوبندی علماء کی بعض تحریروں پر معترض ہیں اور یہ رائے رکھتے ہیں کہ ان تحریروں کے ظاہری معنی کو سمجھنے والا شخص گمراہ ہے، دیوبندی اپنے اکابر کی ان تحریروں کو قابل گرفت یا مورد تنقید خیال نہیں کرتے، لیکن اصول واساس میں بریلوی علماء سے سو فیصد متفق ہیں۔

(منقول از تحذیر الناس ایک تحقیقی مطالعہ بحوالہ روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۰ اپریل ۱۹۵۵ء)

معلوم ہوا کہ اہل سنت والجماعت علماء دیوبند اور بریلوی علماء کے درمیان شروع میں کوئی اصولی اختلاف نہیں تھا اصول وعقائد ایک جیسے تھے صرف غلط فہمی ولاعلمی یا عدم تحقیق کی بناء پر ایک دوسرے کی عبارات کے متعلق کچھ خدشات ظاہر کیئے جاتے تھے اب کہ بریلوی علماء الامان والحفیظ! ایسے ایسے عقیدے گھڑھ لیئے کہ جن کو قرآن وحدیث سے دور کا بھی تعلق نہیں انہوں نے ہر چیز کے متعلق اپنی طرف سے غلط عقائد وضع کیئے ہوئے ہیں، جو آنے والے صفحات میں خوب واضح ہوں گے اور الحمد للہ علماء دیوبند کے عقائد اتفاقی عقائد ہیں جو واضح طور پر اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ان کا ثبوت قرآن وحدیث سے ہے جن پر مستقل عقائد کی کتابیں موجود ہیں۔

**واقعہ نمبر ۴**..... نقشبندی سلسلہ کے نہایت قوی بزرگ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ جن کی خانقاہ شرقپور شریف (لاہور) میں تھی آپ کی مسجد میں پہلے بریلوی طرز پر نعت خوانی، غزل، وشعر خوانی قوالی وغیرہ ہوا کرتی تھی اگرچہ بعد میں بند کرا دی گئی جب آپ نے علماء دیوبند کا طرز وطریقہ اپنایا آپؒ کا واقعہ آپ کی سوانح عمری میں لکھا ہے کہ آپ کے پاس حضرت مولانا

مولوی انور علی شاہ صاحب کشمیریؒ صدر مدرس مدرسہ دیوبند ہمراہ مولانا مولوی احمد علی صاحب لاہوریؒ شرقپور شریف حاضر ہوئے اور حضرت میاں صاحب کو بڑی ارادت سے ملے آپؒ مولانا لاہوریؒ سے کچھ باتیں کرتے رہے اور شاہ صاحبؒ خاموش رہے پھر آپ نے مولانا انور شاہ صاحبؒ کو بڑی عزت سے رخصت کیا موٹر کے اڈے تک میاں صاحبؒ خود سوار کرانے کے لئے تشریف لائے شاہ صاحبؒ نے میاں صاحبؒ کو کہا کہ آپ میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں آپؒ نے ایسا ہی کیا اور رخصت کر کے واپس مکان پر تشریف لے آئے بعد ازاں آپ نے بندہ سے فرمایا کہ شاہ صاحبؒ بڑے عالم ہو کر اور پھر مجھ جیسے خاکسار سے فرما رہے تھے کہ میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں اور حضرت میاں صاحبؒ نے فرمایا کہ دیوبند میں چار نوری وجود موجود ہیں ان میں سے ایک شاہ صاحبؒ ہیں۔ (مطالعہ بریلویت ص ۱۵۶ ج ۱ بحوالہ خزینہ معرفت باب نمبر ۱۳ ص ۳۸۴)

یہ صرف نمونہ کے لئے چند واقعات نقل کر دیئے ہیں ورنہ بہت سارے واقعات اس قسم کے موجود ہیں جن میں بریلوی اکابرین نے علماء دیوبند کی گستاخی ایمان واسلام کے لئے خطرے کا سبب کہا ہے۔ جس سے روز روشن کی طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حقیقی اولیاء اللہ اور مجددین اسلام علماء حق اہل سنت والجماعت علماء دیوبند ہیں جن کا مسلک قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے ان کے مسلک کی پیروی کرنا نجات کا قوی ذریعہ ہے اور ان سے انحراف وگستاخی اس حدیث کا کامل مصداق بننے کے مترادف ہے من عاد لی ولیاً فقد آذنته بالحرب (جس نے میرے ولی سے دشمنی رکھی اس کے لیئے میری طرف سے اعلان جنگ ہے)۔ (مشکوۃ شریف)

اس لئے بریلوی مسلک والوں سے گزارش ہے کہ آنے والے عقائد پر بغیر تعصب کے غور وفکر کریں کہ اگر یہ عقائد قرآن وحدیث سے ثابت ہوتے تو ان کی تردید کوئی بھی نہ کرتا جب کہ اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند آج تک ان کے غلط نظریات اور ان کی ایجاد کردہ بدعات ورسوم کی تردید کرتے آرہے ہیں، ان اہل حق کی طرف سے تردید کا ہونا ہی ان کے نظریات کے بطلان کی قوی دلیل ہے۔ لہذا اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند اور بریلوی حضرات کے عقائد کے اختلاف کو واضح کرنے کے لیئے یہ کتاب مرتب کی گئی ہے۔ جس میں ترتیب یہ رکھی ہے کہ پہلے اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند کی مسلکا خدمات بالترتیب ذکر کی ہیں، اس کے بعد بریلوی حضرات کے مسلک کی بنیاد اور ان کی خرافات کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد عقائد میں سے پہلے علماء دیوبند کا عقیدہ ذکر کیا ہے تاکہ صحیح عقیدہ معلوم ہو سکے اس کے بعد مسلک بریلوی کا عقیدہ بحوالہ نقل کیا ہے

تا کہ فرق بین الحق والباطل واضح ہو جائے بعدہ علماء دیوبند کے عقائد کو قرآن وحدیث کے صریح الفاظ سے ثابت کر کے سلف صالحین کی عبارات سے انہیں مؤید کیا ہے۔جس سے ثابت ہو گا کہ حضرات علماء دیوبند کے عقائد کوئی نئے بنائے ہوئے نہیں (جیسا کہ بریلوی حضرات ان پر اس کا الزام لگاتے ہیں) بلکہ قرون اولیٰ سے ہی یہی عقائد آرہے ہیں۔

میں نے کتاب کو ترتیب دیتے ہوئے انتہائی کوشش کی ہے کہ کسی مقام پر کوئی کمی کوتاہی نہ رہ جائے لیکن انسان بہر حال خطا کا پتلا ہے۔جس سے غلطی کا نہ ہونا بہت بعید ہے ہو سکتا ہے باوجود کوشش کے کوئی کمی رہ گئی ہو اور کسی مقام پر کوئی ایسی چیز رہ گئی ہو۔جس کو آپ حضرات ضروری سمجھتے ہوں تو آپ سے عاجزانہ التماس ہے کہ بندہ ناچیز کو ضرور اس سے مطلع فرمائیں بندہ آپ کا بے حد مشکور ہو گا اور انشاء اللہ دوسرے ایڈیشن میں اس کمی کوتاہی کو دور کرنے کی بھر پور کوشش کی جائے گی۔

بندہ اپنی گذارشات کے آخر میں ان تمام حضرات کا بے حد مشکور ہے۔جنہوں نے اس کتاب میں میری مدد اور رہنمائی فرمائی ہے۔خصوصاً اپنے چچا جان ''شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم العالیہ'' کا جن کی شفقتوں نے مجھے کچھ لکھنے پر آمادہ کیا اور حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب دامت برکاتہم امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی اور حضرت مولانا غلام رسول صاحب دین پوری دامت برکاتہم کا جنہوں نے حرف بحرف پروف پڑھنے میں اپنے قیمتی اوقات میں سے کچھ وقت نکال کر بندہ ناچیز پر تا زندگی احسان فرمایا اور اسی کے مطابق کتاب کا نام تجویز کیا، اور برادر صغیر حضرت مولانا محمد شاہد ندیم صاحب اور برادر محترم جناب یوسف ہارون صاحب کا جنہوں نے کتاب کی تصحیح میں خوب تعاون کیا، اور برادر محترم حضرت مولانا محمد انس صاحب کا جن کی انتہائی مدد اور کوشش سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔جزاھم اللہ احسن الجزاء فی الدارین !دعاء ہے کہ اللہ رب العزت اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں قبولیت تامہ فرما کر بندہ اور اس کے متعلقین کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے اور پڑھنے والوں کے لئے نافع بنائے۔آمین ثم آمین!

(مولانا) محمد امین مبارک پوری

فاضل جامعہ باب العلوم کہروڑپکا ...... ۱۰ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

# تقریظ ...... حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ

باسمہ تعالیٰ وتقدس!

برادر عزیز مولانا محمد امین صاحب نے پہلے ایک کتاب ''التحقیق المتین فی حیات النبی الامین ﷺ'' مرتب کی۔ جسے اللہ رب العزت نے شرف قبولیت سے نوازا۔ جس اہل علم نے بھی اس کا مطالعہ کیا تحسین کی۔

اب ان کی کتاب ''اعانۃ الامین لطائفۃ المنصورین'' تیار ہوئی ہے۔ جسے تاحال فقیر نے نہیں دیکھا۔ البتہ حضرت مولانا غلام رسول دین پوری نے اسے مکمل پڑھا ہے اور مثبت رائے سے مطلع فرمایا ہے۔ فقیر دعا گو ہے کہ حق تعالیٰ مولانا محمد امین صاحب کے قلم میں برکت نصیب فرمائے۔

تاہم اس خواہش کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ امت کے باہمی نزاعی مسائل کی بجائے ''کفر بواح'' کے خلاف اپنی صلاحیتوں کو صرف کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مخلصانہ محنت کو شرف قبولیت اور قبولیت عامہ سے سرفراز فرمائیں۔ ان کے لئے اور ان کے والدین واعزہ کے لئے شفاعت نبوی ﷺ اور نجات خداوندی کا ذریعہ بنائیں۔ آمین بحرمۃ النبی الکریم!

فقیر: اللہ وسایا ...... ۱۲ر فروری ۲۰۱۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

## تقریظ ...... حضرت مولانا اعجاز صاحب

## معاون مدیر ماہنامہ بینات جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى!

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے اس علم دین کو ہر زمانے میں ایسے عادل لوگ لیتے رہیں گے جو غالی لوگوں کی تحریفات، باطل لوگوں کی دروغ گوئی اور جہلاء کی باطل تاویلات کو رد کرتے رہیں گے۔ انہیں علماء میں سے نوجوان حافظ فاضل عالم مولانا محمد امین صاحب زید لطفہ ہیں، جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے تصنیف کا ذوق سلیم عطا کیا ہے خصوصاً فرق باطلہ کی کج ادائیوں کو واضح کرنے اور انہیں صراط مستقیم کی راہ پر گامزن کرنے کا بہت ہی نفیس اور عمدہ انداز من جانب اللہ ودیعت ہوا ہے۔

زیر نظر مسودہ ''اعانة الامين لطائفة المنصورين ''اسی سلسلہ کی کڑی ہے جس میں موصوف نے بانی بریلویت امام احمد رضا خان کے حالات زندگی ان کی تعلیم، بریلوی، دیوبندی کا نزاع کب اور کیوں شروع ہوا؟ پھر عقائد میں علماء بریلویت کا تضاد اور زیر بحث مسئلہ کی قرآن وسنت کی روشنی میں پوری تحقیق اور بریلوی عقائد کا قرآن وسنت کے خلاف ہونا خوب خوب واضح کیا ہے میں سمجھتا ہوں جو بھی خالی الذہن ہو کر اس کتاب کا مطالعہ کرے گا انشاء اللہ حق اس پر واضح ہوگا اور وہ صحیح معنی میں حضور اکرم ﷺ کا پیروکار بنے گا۔

اس لیے میں نے اس کتاب کو مکمل پڑھا ہے اور نفس مضمون کو سمجھانے اور اسے حل کرنے میں مولف نے بہت ہی عمدہ کوشش کی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی اس محنت کو قبول فرمائیں اور گم کردہ راہ لوگوں کے لیے اس کتاب کو صراط مستقیم پر آنے کا ذریعہ بنائیں۔ آمین!

وصلى الله تعالىٰ على خير خلقه سيدنا محمد وعلىٰ آله وصحبه اجمعين!

(مولانا) محمد اعجاز مصطفیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

## تقریظ ...... حضرت مولانا غلام رسول صاحب دین پوری مدظلہ

## صدر مدرس مدرسہ عربیہ ختم نبوت چناب نگر

الحمدللّٰہ و الصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ ۰ امابعد!

مذہب اسلام اللہ تعالیٰ کا وہ آخری دین ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضور سرور کائنات، خاتم النبیین ﷺ کی وساطت سے ہمیں عطا فرمایا ہے۔ جیسے حضور ﷺ ''خاتم النبیین'' ہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ کا دین ''خاتم الادیان'' اور آپ ﷺ کی شریعت ''خاتم الشرائع'' ہے۔ اس دین کی حفاظت '' حق جل مجدہ'' نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔ جیسا کہ خود ارشاد فرمایا: ''انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون'' ( کہ ہم ہی نے ذکر نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں)۔ پھر خوش قسمتی اس ضعیف اور بوڑھی امت کی کہ اسے اس دین کی حفاظت کے لئے آلہٗ کار بنایا۔ اور اب قیامت تک کے لئے یہی امت اس دین کامل کی حفاظت کرتی رہے گی۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لاتزال طائفۃ من امتی قوامۃ علی امر اللہ لایضرھا من خالفھا'' ( کہ میری امت کا ایک طبقہ ہمیشہ اللہ کے دین پر مضبوطی سے قائم رہے گا۔ اس طرح کہ اس کا مخالف اسے کسی قسم کا ضرر نہ پہنچا سکے گا)۔ جو طبقہ اس دین کی حفاظت کرے گا اسے محدثین حضرات نے احادیث کی صراحت ودلالت سے ''اھل السنۃ و الجماعۃ'' قرار دیا ہے۔ یہ بھی انتخاب خداوندی ہے کہ امت میں سے ''اھل السنۃ و الجماعۃ'' کو خدمت حفاظت دین کے لئے قبول فرمایا۔ جیسے دین کے محافظ اللہ تعالیٰ ہیں اسی طرح اس طبقہ ''اھل السنۃ و الجماعۃ'' کے محافظ بھی حق سبحانہ وتعالیٰ ہیں۔ اس لئے کہ وہ طبقہ من حیث الجماعۃ ہو یا من حیث الفرد یہ شجرۂ خداوندی ہے۔ جس کی آبیاری ونشوونما کی ذمہ داری بھی اللہ ''جل جلالہ وعم نوالہ'' نے لے رکھی ہے۔

بمصداق حدیث ''لایزال اللہ یغرس فی ھذا الدین غرسا یستعملھم فی

طاعته" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اللہ تعالی اس دین میں ہمیشہ ایک خاص قسم کا پودا لگاتے رہیں گے جسے اپنی اطاعت میں استعمال فرماتے رہیں گے)۔اب وہ جماعت (اهل السنة و الجماعة) من حیث الجماعة یا فرد من حیث الفرد کیا کام کریں گے؟ من جملہ ان کے کاموں میں سے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "یحمل هذا العلم من کل خلف عدو له ینفون عنه تحریف الغالین و انتحال المبطلین و تاویل الجاهلین" (کہ یہ علم سلف سے خلف کے صاحب عدل (یعنی پختہ علم والے اور متقی لوگ) لیتے رہیں گے۔ جن کے ذریعے غلو کرنے والوں کی تحریف، اہل باطل کے جھوٹ اور جاہلوں کی غلط تاویلات کا مقابلہ کر کے ختم کرتے رہیں گے)۔

ان مذکورہ بالا احادیث کی روشنی میں اندازہ لگائیں کہ کس قدر خوش نصیب ہے وہ آدمی جسے اللہ تعالی علم کی دولت لازوال سے مالا مال بھی فرمائیں۔اور پھر حفاظت دین کا کام بھی لیں۔ بالخصوص دور حاضر میں جو فتنوں کی آماجگاہ ہے جہاں ہر چہار طرف سے علوم نبویہ ﷺ کو وقت کا ضیاع اور اس کے حاملین کو دنیا کا نکما طبقہ شمار کیا جا رہا ہے۔اس میں علم دین کا حصول اور اس کا تحفظ ''کارے دارد'' کے مترادف ہے۔ ہمارے اکابرین علماء دیوبند نے برصغیر (پاک و ہند) میں جان جوکھوں میں ڈال کر جو دینی خدمات سرانجام دیں ہیں یہ انہیں کا ہی حصہ ہے۔ان کی قربانی جب تاریخی اوراق میں لکھی اور پڑھی جاتی ہے تو دانتوں کو بھی پسینہ آ جاتا ہے۔اب جو کوئی بھی حفاظت دین کا کام اگر کر سکتا ہے تو ان ہی نفوس قدسیہ کے ''کشیدہ خطوط'' کے مطابق کر سکتا ہے۔ اور اپنی جملہ سعی کو ان حضرات کی محنت کے ساتھ منسلک کرتا جائے تو عنداللہ مقبولیت کی امید ہو سکتی ہے۔کیونکہ یہ حضرات عنداللہ مقبول تھے۔امید ہے کہ اللہ تعالی ضرور ان کے نقش قدم پر چلنے کے صدقے ہماری بھی نجات فرما دیں گے اور مذکورہ بالا احادیث کی پیشگوئیوں کے مطابق ہمیں بھی ان کا مصداق بننے کی توفیق مرحمت فرمائیں گے۔

''عزیز القدر، برادر مکرم فاضل نوجوان حضرت مولانا محمد امین صاحب مدظلہ (کہنہ مشق مدرس مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر)'' کی شب و روز کی سعی پیہم کا نتیجہ یہ کتاب

"اعانة الامین لطائفة المنصورین" ہے۔ جس میں "اکابرین علماء اهل السنة و الجماعة کی برصغیر میں قرآن وحدیث کے علوم کی اشاعت کرنا، تجدید دین اور فتنۂ الحاد کا مقابلہ وخاتمہ کرنا، دین اکبری اور نئی سے نئی دین میں اختراعات وایجادات اور رسوم وبدعات کی تردید کرنا، جہاد حریت کی تاریخ، دارالعلوم دیوبند کی بنیاد، اور فتنۂ تکفیر وتضلیل اور اس کا پس منظر وپیش منظر "اهل السنة و الجماعة" اور مبتدعین کے عقائد کا تقابل" جیسے موضوعات پر جامع مگر دلچسپ اور عام فہم انداز میں بحث وتمحیص ہے۔ اس سے قبل برادر مکرم مؤلف موصوف نے "عقیدہ حیات النبی ﷺ" پر "التحقیق المتین فی حیات النبی الامین (ﷺ)" تحریر فرما چکے ہیں۔

جسے اللہ تعالی نے ایسی مقبولیت خاصہ وعامہ عطا فرمائی کہ اس کے کئی ایڈیشن چھپ کر ہاتھوں ہاتھ نکل چکے ہیں۔ عزیزم برادر مکرم مؤلف وموصوف نے بندہ کو حکماً فرمایا کہ آپ پڑھ بھی دیں اور کچھ لکھ بھی دیں یہ ان کا حسن ظن تھا ورنہ بندہ ہر لحاظ سے علمی وعملی دولت سے مفلس اور تہی دست ہے۔ تاہم ان کے حکم کی تعمیل میں بندہ نے اس کتاب کو از اول تا آخر حرف بحرف پڑھا تو بندۂ حقیر پرتقصیر کے قلب وجگر سے دعائیں نکلیں کہ حق سبحانہ وتعالی کتاب مسمّٰی بہ "اعانة الامین لطائفة المنصورین" کو بھی حسب سابق بلکہ اس سے کہیں زیادہ قبولیت تامہ عطا فرمائے۔ اور خواص وعوام کے لئے نافع اور مفید بنائے۔ اور برادرم مؤلف موصوف اور بندۂ نابکار کو اکابرین علماء دیوبند کے نقش قدم پر چل کر دار آخرت میں انہی کی معیت میں حضور خاتم النبیین ﷺ کے "لواء الحمد" کے نیچے محشور فرمائے اور آپ ﷺ کے دست مبارک سے آب کوثر وتسنیم نصیب فرمائے۔ آمین بحرمة سید المرسلین و خاتم النبیین ﷺ!

خاکپائے اکابرین علماء دیوبند

(مولانا) غلام رسول دین پوری خادم ختم نبوت چناب نگر

۱۰ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

## تقریظ ...... حضرت مولانا حافظ عبدالجلیل صاحب یزدانی مدظلہ

## خطیب جامع مسجد طیبہ گرواں بھاولپور

بندہ نے کتاب ہذا کا مطالعہ کیا چیدہ چیدہ مقامات پڑھے بہت مفید وعمدہ پایا ہے، اس میں بریلویت کا تعاقب کیا گیا ہے اور ان کے مذہبی وسیاسی کردار کو تاریخی حقائق سے واضح کیا گیا ہے رسوائے زمانہ علماء سوء جنہوں نے انگریز کی وفاداری اور مجاہدین سے غداری کو اپنا مذہبی فریضہ سمجھ کر اسلام دشمنی اور مسلم دشمنی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی پھر تلبیس حق بالباطل کر کے اپنے آپ کو عشاق رسول کہنے لگے اور مجاہدین اسلام کے خلاف کفر کے فتوے دئے اور جہاد کو حرام کہا ہندوستان کو دارالسلام کہہ کر انگریز کے خلاف جہاد کو ممنوع قرار دیا انگریزوں سے سیاسی وفاداری کی وہی فرقہ ضالہ آج تک علماء حق سے برسرپیکار ہے، اس پرفتن دور میں کتاب ہذا کی اشد ضرورت تھی کہ نئی نسل کے لیے ان کے سیاسی ومذہبی کردار کو تاریخی وتحقیقی حقائق سے واضح کیا جائے تاکہ ان کے لیئے حق وباطل میں امتیاز کرنا آسان ہو جائے۔

نیز مؤلف موصوف نے ان کے عقائد کا اہل حق کے عقائد کے ساتھ موازنہ کیا ہے تاکہ حق وباطل میں امتیاز ہو سکے کتاب میں علماء دیوبند کے شاندار کارناموں کو تاریخی حقائق سے واضح کیا گیا ہے، تمام تحریکات اسلامی جو ہندوستان میں چلائی گئیں ان کے بانی علمائے دیوبند تھے جنہوں نے قربانی کی لازوال داستان اور تاریخ مرتب کی انگریز اور ان کی روحانی اولاد کے آگے نہ جھکے نہ بکے اور تا قیام قیامت اہل حق کی یہ جماعت قائم ودائم رہے گی انشاء اللہ

دل سے دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور مزید احقاق حق اور ابطال باطل میں تحقیقی کام کرنے کی توفیق عنایت فرمائے اور اس محنت کو اپنی بارگاہ میں قبولیت سے نوازے آمین اور قارئین کے لیئے ہدایت کا ذریعہ بنائے آمین!

خاکپائے علماء دیوبند

حافظ عبدالجلیل یزدانی بہاولپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

## تقریظ ...... حضرت مولانا قاضی احسان احمد

## مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

دین اسلام رب العالمین کا کامل ومکمل اور آخری دین ہے، جس کو نبی آخر الزمان خاتم النبین حضرت محمد مصطفی ﷺ کل انسانیت کے لئے لے کر مبعوث ہوئے۔ بہت ہی خوش نصیب اور سعادت مند ہیں وہ پاکیزہ نفوس جنہیں اس کامل ومکمل دین اور ہادیٔ برحق سے رہنمائی میسر ہے۔

اللہ بہت جزائے خیر عطاء فرمائے ہمارے برادر مکرم محترم مولانا محمد امین صاحب حفظہ اللہ کو جنہوں نے مبتدعین کو راہ سنت دکھانے اور بتانے کی بہت عمدہ اور شائستہ کوشش کی ہے۔ رب کریم اس کتاب کو خواص وعوام کے لئے بالعموم اور اپنی سادہ لوحی کی بناء پر بدعت وگمراہی کو دین سمجھنے والوں کے لئے بالخصوص ہدایت کا ذریعہ بنائے آمین!

رب کریم بحرمت حضور نبی کریم ﷺ ہمیں فہم سلیم اور صراط مستقیم پر استقامت نصیب فرمائے۔

**والسلام!**

(مولانا) قاضی احسان احمد کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

نحمده ونصلي على رسوله الكريم ، اما بعد!

## انگریزوں نے ہندوستان پر کس طرح قدم جمائے

۱۶۰۱ء میں انگریز برطانیہ سے ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام سے تجارت کی غرض سے ہندوستان پہنچا۔ جنوبی ایشیاء میں مغل بادشاہ جہانگیر کا دور حکومت تھا۔ ان سے اجازت لے کر تجارتی مراعات حاصل کیں۔ پھر آہستہ آہستہ اپنے قدم جمانا شروع ہو گئے۔ جیسے جیسے ان کے قدم جمتے گئے، انہوں نے جنوبی ایشیاء ہندوستان پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ اورنگزیب عالمگیر کا عہد حکومت ۱۷۰۷ء تک ہے۔ اس دور میں تو حکومت مغلیہ اپنے انتہائی عروج پر تھی۔ لیکن ہندوستان کی بدقسمتی کہ عالمگیر کے جانشین ناخلف ثابت ہوئے۔ اس کی وفات کے بعد مغل حکمران کمزور ہوتے گئے۔ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ مغلیہ سلطنت ختم ہو گئی۔ شہر کلکتہ جس میں انگریزوں نے رہنے کی اجازت لی تھی اور شہر بنگال جس میں ان کو بہت زیادہ مراعات حاصل تھیں، انہوں نے سازش کے تحت غدار فوج کا سپہ سالار میر جعفر کے ساتھ مل کر سراج الدولہ جو بنگال کا حاکم تھا۔ اس کو لڑائی کے دوران شہید کرا دیا اور میر جعفر کو بنگال کا نواب بنا کر حکومت پر انگریزوں نے مکمل قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۱۷۵۷ء کا ہے۔

اس کے بعد انگریزوں نے ریاست میسور کے خلاف کارروائیاں شروع کر دیں، جس میں مسلمان بادشاہ یکے بعد دیگرے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوتے گئے۔ غداروں کی دھوکا دہی کی وجہ سے بالآخر ۱۷۹۹ء میں حیدر علی سلطان کا بیٹا فتح علی المعروف ٹیپو سلطان اپنی شہادت کے بعد ملک و مسلمانوں کو اللہ کے سپرد کر کے اپنی آخرت سنوار گیا۔ انگریزوں نے جو اپنے ساتھ ہندو ملائے ہوئے تھے۔ ان کو ریاست میسور کا بظاہر حکمران بنا کر خود کنٹرول سنبھال لیا۔ بنگال اور میسور کی فتوحات کے بعد مرہٹوں جو کہ ہندو ہیں، ان کے ساتھ لڑائیاں لڑیں۔ آخر کار ان کو بھی ختم کر دیا۔

اب ان کی طاقت اتنی ہو چکی تھی کہ دکن جو ایک مشہور بڑی ریاست تھی۔ اس کے بادشاہ نے انگریزوں کی اطاعت بغیر جنگ بندی کے قبول کر لی۔ اس طرح انگریز جنوبی ایشیاء کے تمام جنوبی علاقوں پر قابض و حکمران ہو گئے۔ اس کے بعد انہوں نے علاقہ اودھ، دہلی، پنجاب اور سندھ کی طرف اپنی توجہ دی۔ بالآخر ۱۸۴۳ء میں حملہ کر کے پورے سندھ پر قابض ہو گئے اور

تھوڑے عرصہ بعد سندھ کو بمبئی کا حصہ بنا دیا۔اس کے بعد پنجاب کی طرف توجہ کی۔جس پر رنجیت سنگھ کی حکومت تھی۔اس نے شروع میں انگریزوں سے صلح کر لی۔اس کے مرنے کے بعد سکھوں اور انگریزوں میں لڑائی ہوئی، جس میں سکھ شکست کھا گئے۔انگریزوں نے پنجاب کو بھی اپنی حکومت میں شامل کر لیا۔یوں یہ سوداگر جو تجارت کی غرض سے مسکین بن کر آئے تھے، ۱۸۵۷ء تک پورے جنوبی ایشیاء پر قابض ہو کر حکمران بن بیٹھے۔

گویا اٹھارویں صدی کا جب آغاز ہوا تو ہندوستان کے پورے ملک کا سیاسی مرکز ایک تھا۔ابھی پہلی دہائی ختم نہیں ہوئی تھی کہ ۱۹ فروری ۱۷۰۷ء میں اورنگزیب عالمگیر کی وفات کے بعد وہ قیامت برپا ہوئی کہ ملک کا شیرازہ کا ایک ایک ورق جدا ہو گیا۔یورپ کی وہی سفید فام طاقتیں جن کو ابھی ایک صدی ہی گذری تھی، غاصب حکمران بن گئے۔جب مسلمانوں کے بادشاہ ملک و ملت کا وفادار سلطان ٹیپوؒ کا جنازہ ان گوروں نے دیکھا تو ان کی زبان سے بے ساختہ الفاظ نکلے، آج ہندوستان ہمارا ہے۔

داستان ہے دردوغم داستان عندلیب

## علماء دیوبند کی سیاسی، قومی و دینی خدمات

قارئین کرام! آپ حضرات نے انگریز کی سازشیں ملاحظہ کی جس سے اندازہ ہو گیا ہو گا کہ انگریز کس طرح شاطر، چالاک، دھوکے باز، غدار قوم ہے۔اب ان کے مقابلہ میں درویش صفت، خدا منش، جلیل القدر، آزاد خیال مفکرین اسلام تحریک آزادی کے بانی، اپنے تن، من، دھن کی بازی لگانے والے، اپنے مقدس ایمان کے نور فراست سے دیدہ بصیرت، پاک باز ہستیاں، ملک و قوم کے وفاداروں نے تحفظ ملت و بقائے اسلام کی خاطر کس طرح ہر قسم کی قربانی، جفاکشی، فاقہ مستی اور ایثار کو منظور کر کے ''لا یخافون لومة لائم'' کا کامل مصداق بن کر اہل سنت والجماعت علماء دیوبند میدان میں آئے اور کیا کردار ادا کیا۔وہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں۔

## حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

(پیدائش ۱۷۰۳ء......وفات ۱۷۶۲ء) جس وقت حضرت نے ہوش سنبھالا، اس وقت یہ تباہ کن اور خونی ڈرامے اپنے عروج پر تھے۔حضرت نے ان سب کو اپنے سامنے ہوتے دیکھا، جس کی وجہ سے آپ کے قلب حساس میں بردباری وطن و قوم و ملت کا درد تھا۔اسی اضطراب اور

بے چینی میں آپ نے اپنے بیدار مغز سے کام لینا شروع کیا اور اصلاحی جدوجہد شروع کر دی، جس کے نتیجے میں آپ نے حجاز مقدس کا سفر اختیار کیا۔ وہاں دو سال قیام کر کے علمی و روحانی مشاغل کے ساتھ ساتھ اپنے اصلی مقصد میں بھی کوشش کرتے رہے۔ یورپ اور ایشیاء سے آنے والے زائرین سے ان کے ممالک کے بارے میں پوری واقفیت حاصل کی۔ اس وقت ترکی کی حکومت ایشیاء کی سب سے بڑی حکومت تھی۔ اس کے اندرونی حالات کا بڑی گہری نظر سے مطالعہ کیا۔

ان تمام ممالک کے حالات کا جائزہ لینے کے بعد آپ نے یہ فیصلہ کیا اس وقت جو کچھ تباہیاں موجود ہیں۔ ان سب کا اصل سبب ملوکیت اور بادشاہت ہے، نہ کہ نظام اسلام (جیسے آج کل ہم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں) لہٰذا ان تباہیوں اور بربادیوں کا ایک ہی علاج الجہاد، الجہاد ہے۔ تیس سال کی عمر میں ہندوستان واپس آئے۔ یہ مغل بادشاہ محمد شاہ کا زمانہ تھا۔ اس کی حکومت برائے نام تھی۔ ملک کی حالت بگڑ چکی تھی۔ اسی زمانے میں ایران کے بادشاہ نادر شاہ درانی رافضی شیعہ نے حملہ کر کے محمد شاہ کو شکست دے دی اور ۱۷۳۸ء میں اس نے جو قتل عام کیا اس میں ہندو مسلمان کی کوئی تمیز نہیں تھی۔ زیادہ تر مالی نقصان مسلمانوں کا ہوا کیونکہ یہی مدمقابل تھے۔ ان کے ہاتھ میں حکومت کی باگ ڈور تھی۔ یہ بادشاہ کئی دن تک خرابیاں کرتا ہوا بالآخر واپس چلا گیا اور ۱۷۴۷ء میں قتل کیا گیا۔

نوٹ...... اسی نادر بادشاہ شیعہ رافضی کی فوج میں جناب احمد رضا خان کا خاندان بھی ساتھ تھا۔ لیکن بادشاہ واپس چلا گیا اور اس کرم فرما خاندان کو ہمیشہ کے لئے ہندوستان میں بطور یادگار کے چھوڑ گیا۔ اس کے بعد حضرت شاہ ولی اللہؒ نے مجبور ہو کر بادشاہ احمد شاہ ابدالی کو خط لکھا اور مدد چاہی۔ یہ بادشاہ ہندوستان آیا اور پانی پت کے میدان میں اس نے مرہٹوں کو شکست دی۔ اس طرح مرہٹوں کی قوت ختم ہو گئی۔ دو ماہ تک دہلی کے اندر اس کی فوج نے بھی خوب لوٹ کھسوٹ کی۔ اس کے بعد حضرت نے ملک کے عام حالات کو سدھارنے کے لئے اور مسلمانوں کے دینی، سیاسی، معاشرتی زوال کو روکنے کے لئے، اصلاحی نظریات مرتب کیے اور ساتھ ساتھ ٹریننگ سنٹر بھی قائم کیے اور اصلاحی خطوط درباری امراء، افسران حکومت، ارباب صنعت و حرفت اور علماء کرام کو روانہ فرمائے اور اس کے علاوہ ان اصلاحی اور انقلابی نظریات کو کبھی ترجمہ قرآن شریف کے رنگ میں پیش کیا، کبھی تصوف اور اسلامی فلسفہ میں چھپایا جیسے حجۃ اللہ البالغہ، البدور البازغہ، فیوض الحرمین وغیرہ۔

کہیں نصیحت کے پیرایہ میں ادا کیا۔ جیسے تفہیمات الہیہ اور کہیں تاریخ اسلام اور

خصائص صحابہ کا جامہ پہنایا۔ جیسے ازالۃ الخلفاء، حیات ولی وغیرہ کتابیں لکھ کر قلمی جہاد کا حق اداء کرتے ہوئے درس قرآن مجید وحدیث کے سلسلہ کو ترقی دی اور مسلمانوں کے اذہان وقلوب میں انقلاب کا جوش وجذبہ پیدا کر کے خود داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے ۱۷۶۲ء بمطابق ۱۱۷۶ ہجری میں اپنے خالق ومالک حقیقی سے جا ملے۔

## حضرت شاہ عبدالعزیزؒ بن شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

(پیدائش ۱۷۴۶ء......۱۱۵۹ ہجری......وفات ۱۸۲۴ء......۱۲۳۹ ہجری) اس کے بعد دور آتا ہے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ۔ کا یہ اپنے والد کی وفات کے وقت سترہ سال کے تھے اور حضرت شاہ ولی اللہؒ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ انہوں نے اس کم عمری میں اپنے والد کی مسند کو سنبھالا اور جانشینی کا حق اداء کر دیا۔ ان کی تعلیم وتربیت اور نشر واشاعت نے اس قدر ترقی کی کہ پورے ہندوستان میں کوئی علمی حلقہ ایسا نہیں رہا جس کا تعلق اس علمی مرکز سے نہ ہو۔ وہ اصلاحی اور انقلاب کا ہمہ وقت تصور جو شاہ ولی اللہؒ کی وفات تک چند دماغوں کی مخصوص امانت تھی۔ اس بزرگ کی وفات کے وقت ملک کا عام جذبہ بن چکا تھا۔ ہزاروں نوجوان اب اس انقلاب کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر چکے تھے اور ان کی یہ صداء ہندوستان سے گزر کر ایشیاء کے دور دراز ممالک تک پہنچ چکی تھی۔

اس کی صورت یہ تھی کہ حضرت شاہ صاحب ہفتہ میں دو مرتبہ عام اجتماع میں تقریر ضرور کیا کرتے تھے۔ دہلی اور دہلی کے علاوہ بیرون شہروں سے ہزاروں آدمی اس اجتماع میں شرکت کے لئے آتے اور آئندہ کے لئے بے تاب رہتے اور یہ صورت تقریباً مرتے دم تک جاری رہی اور اس تقریری پروگرام پر عمل ہوتا رہا اور یہ دو دن منگل اور جمعہ کے طے تھے۔ حضرت مولانا رحیم بخش صاحب کا بیان ہے کہ آپ کی تقریر "ان من البیان لسحرا" کا مکمل مصداق ہوتی تھی۔ تقریر ایسی پر اثر ہوتی تھی کہ مخالفین گھروں سے اعتراض کا ارادہ کر کے نکلتے لیکن وہاں جا کر "فبھت الذی کفر" کا ایسا مصداق بن جاتے کہ دم مارنے کی گنجائش نہ ہوتی تھی۔ آپ کا طرز بیان ایسا عجیب ہوتا تھا کہ ہر مذہب وملت کا آدمی مجلس سے خوش اور گرویدہ ہو کر اٹھتا تھا۔ آپ کی کوئی بات کسی کو کوئی تکلیف نہ دیتی تھی۔ آپ کو خلق خدا کی خدمت کا ہر وقت خیال رہتا تھا۔

آپ نے اپنی تقریر میں ایک دفعہ یوں بیان فرمایا کہ اللہ کے شکر سے اگر مجھے غازی الدین حیدر جو علاقہ اودھ کا بادشاہ ہے۔ اپنے پاس بلائے تو میں ضرور پہنچوں گا اور اس انداز سے تقریر کروں گا کہ ان کی آنکھیں کھل جائیں گی اور راہ راست پر آ جائیں گے اور مجھے اپنے قتل کئے

جانے کا کوئی خوف وخطرہ نہیں۔ صرف یہی وسوسہ اور تمنا دامن گیر ہے کہ اگر اسی حالت میں قتل کر دیا جاؤں تو جو کام پیش نظر ہے وہ ادھورا رہ جائے گا۔

(علماء ہند کا شاندار ماضی ج ۲ ص ۴۳ بحوالہ ملفوظات ص ۱۵)

یہ دور اگرچہ مغل بادشاہوں کا تھا اور وہ اس خاندان کا احترام کرتے تھے۔ مگر افسوس کہ بادشاہ اپنے اختیار میں نہیں تھے۔ (جیسے آج کل ہمارے بادشاہ اپنے اختیار میں نہیں ہیں) اور جو لوگ بااختیار تھے۔ ان لوگوں کو حضرت کی یہ اصلاحات کب گوارہ تھیں۔ چنانچہ انہوں نے مختلف تکلیفیں دینا شروع کر دیں۔ حتیٰ کہ نوبت سنت رسول ﷺ پر عمل کرنے کی آگئی۔ حضرت کو گھر سے بے گھر کر دیا گیا۔ دو مرتبہ آپ کو زہر بھی دی گئی لیکن اللہ کے فضل سے اس نے خاصا اثر نہ کیا۔ مگر جسمانی صحت پر اس کا بہت برا اثر پڑا۔ ان مصیبتوں اور تکلیفوں کی وجہ سے حضرت مختلف امراض میں مبتلا ہو گئے۔

یہ وقت ایسا وقت تھا جب مغل بادشاہوں کا تخت جاٹوں، مرہٹوں، سکھوں اور احمد شاہ ابدالی درانی کے بھنور میں پھنسا ہوا تھا۔ ان طوفانی حملوں کے علاوہ خود ارکان دولت، وزراء، امراء کا آپس میں اختلاف سلطنت مغلیہ کی ریڑھ کی ہڈی کو مزید کمزور کر رہا تھا۔ بالآخر ۱۸۰۳ء میں انگریز نے دہلی پر قبضہ کر لیا لیکن بادشاہ کو معزول نہیں کیا۔ بلکہ بادشاہ کو تاج و تخت کے ساتھ باقی رکھتے ہوئے صرف اختیارات ایسٹ انڈیا کمپنی کے تسلیم کر لئے گئے (جیسے آج کل افغانستان میں کرزئی کی حکومت کا حال ہے) اور ترتیب یہ بنائی گئی کہ مخلوق خدا کی ہوگی۔ ملک بادشاہ کا ہوگا اور حکم کمپنی بہادر کا ہوگا۔ حکومت کے کاروبار جو ہندو یا مسلمانوں کے امراء اور وزراء کے حوالہ تھے، اب اس کمپنی کے حوالے کر دیئے گئے۔

تہذیب و تمدن کی یہ صورت اختیار کی گئی کہ ہندوؤں کے معاملات ان کے پنڈتوں کے حوالے کئے گئے اور مسلمانوں کے معاملات قاضیوں کے سپرد کر دیئے گئے۔ تہذیبی خود مختاری بھی حوالہ کر دی گئی۔ اب یہ صورت حال کہ بادشاہ مسلمانوں کا۔ حکم انگریز کا چل رہا تھا۔ عوام تو عوام خواص بھی اس فرق کو نہیں سمجھ سکتے تھے۔ جو سابق امراء، وزراء کے اختیارات کے درمیان تھا۔ ان کی نظر مذہب پر اور بادشاہ پر تھی کہ یہ سب محفوظ ہیں۔ اس کو دیکھتے ہوئے مسلمانوں کی زباں پر ایک نازک سوال اور پیچیدہ مسئلہ یہ تھا کہ اس موجودہ حالت کو آزادی کہا جائے یا غلامی؟ ہندوستان کو دارالحرب کہا جائے یا دارالاسلام مانا جائے؟ اگر دارالحرب کہیں تو حکومت سے جنگ کرنا یا اس ملک سے نکل جانا مذہباً فرض ہے اور اگر اس کو دارالاسلام کہا جائے کہ حکومت اگرچہ غیر

مسلموں کی ہے لیکن مسلمانوں کا جان، مال محفوظ ہے۔ مذہبی آزادی ان کو حاصل ہے۔ اس بناء پر حکومت سے جنگ کرنا درست نہیں۔ یہ سوال علماء کرام اور مفکرین اسلام کے سامنے آیا تو شاہ ولی اللہؒ کے سیاسی درسگاہ کے تربیت یافتہ مسلمانوں کے رہنماء سیدنا حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے فتویٰ صادر فرمایا۔

## شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کا فتویٰ کہ مسلمان اب دارالحرب میں ہیں

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ (۱) قانون سازی کے جملہ اختیارات عیسائیوں کے ہاتھ میں ہیں۔ (۲) مذہب کا احترام ختم ہے۔ (۳) شہری آزادی سلب کرلی گئی ہے لہٰذا ہر محبِّ وطن کا فرض ہے کہ اس اجنبی طاقت سے اعلان جنگ کردے اور جب تک اس کو ملک بدر نہ کردے، اس ملک میں زندہ رہنا حرام جانے۔ اس فتوے کے مطابق اب مسلمانوں کے لئے دو ہی راستے تھے یا تو ہجرت کر کے کسی دوسرے ملک چلے جائیں یا پھر آزادی حاصل کریں۔ ظاہر ہے کہ اپنے وطن کو چھوڑنا ان کو ناگوار تھا۔ لازمی طور پر یہیں رہ کر آزادی حاصل کرنا ضروری تھا۔ یہی فتویٰ درحقیقت جنگ آزادی کی پہلی آواز تھی اور اسی کے مطابق آخر تک مسلمان لڑتے رہے۔

## فتوے کے اثرات

عام مسلمان جو انگریزوں کے تیز رفتار اقتدار سے حیران و پریشان رہ گئے تھے اور اپنے اندر ایسی صلاحیت نہیں رکھتے تھے کہ اپنے مذہب کی روشنی میں کوئی فیصلہ کرسکیں کہ اس حکومت کے مقابلہ میں کیا طرزِ عمل اختیار کریں۔ ان کے لئے ایک راستہ کھل گیا جس کا فوری اثر یہ ہوا کہ جو مسلمان باہمت جنگجو مجاہد طبقہ تھا وہ بھی اس حکومت سے وابستہ ہوگیا جو اس وقت انگریزوں کے خلاف برسرِپیکار جنگ کررہی تھی اور وہ صرف مرہٹوں کی طاقت تھی۔ چنانچہ مسلمانوں اور مرہٹوں نے آپس کے پرانے اختلافات ختم کر کے ایک ہو گئے اور مسلمان مرہٹوں کے ساتھ انگریزوں کے خلاف جنگ میں شریک ہوگئے۔ خود حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنے فتوے کے مطابق اپنے خاص معتقد اور مرید سید احمد صاحب کو امیر علی خان کے پاس بھیج دیا جو ایک عرصہ سے انگریزی طاقت پر شب خون مار رہے تھے۔ اس طرح اپنے فتوے کی عملی شکل مسلمانوں کے سامنے پیش کردی۔

لوگوں نے بھی بڑھ چڑھ کر اس جہاد میں حصہ لیا لیکن تدبیر پر اللہ کی تقدیر غالب رہی۔ بالآخر ۱۸۱۸ء ابھی ختم نہیں ہوا تھا کہ ہندوستان کی چھوٹی بڑی تمام طاقتیں انگریز کے سامنے

شکست کھا چکی تھیں۔ انگریزی حکومت کا جھنڈا پورے ملک میں لہرانے لگا۔ اب ان حالات میں کوئی ایسا شخص نہیں تھا جو انگریز حکومت کے سامنے کچھ کر سکے۔ البتہ ایک طاقت جو کسی طرح بھی سر جھکانے کے لئے تیار نہ تھی وہ پیچھے نہ ہٹے وہ اپنی طاقت کے مطابق لڑتے رہے۔ یہ طاقت وہی جماعت ہے جس کی تربیت شاہ صاحبؒ نے شاہ ولی اللہؒ کے اصولوں پر کی تھی۔ انہوں نے پیچھے ہٹنے کی بجائے قدم بڑھانا شروع کر دیئے اور انقلاب کا ایک مکمل پروگرام بنایا اور اپنے شاگردوں، مریدوں اور مجاہدوں کی صلاحیتوں کا جائزہ لے کر ذمہ داریاں تقسیم کر دیں۔

## خلاصہ کلام

یہ کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے ہمہ گیر انقلاب کا جو بیج بویا تھا، حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی آبیاری سے وہ ایک تناور درخت بن چکا تھا۔ چنانچہ تعلیم و تربیت اور ایک مخصوص قسم کی اخلاقی ٹریننگ جو منزل مقصود تک پہنچنے کا بہت ضروری پروگرام تھا، اس کا حلقہ اتنا وسیع ہوا کہ پورے ہندوستان میں قرآن وحدیث کا کوئی ایک عالم جو قابل اعتماد ہو، ایسا نہ تھا جس کا رشتہ شاگردی بالواسطہ یا بلاواسطہ حضرت شاہ صاحبؒ کے دامن فیض سے وابستہ نہ ہو۔

## حضرت شاہ محمد اسحاق صاحبؒ

حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب، یہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے نواسہ ہیں۔ ان کو حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے اپنی زندگی ہی میں اس گروپ کا سربراہ اور انچارج بنا دیا تھا۔ شاہ عبدالعزیز صاحب ہر معاملہ میں ان کو اپنے ساتھ شریک رکھتے جس کا مطلب یہ تھا کہ لوگوں کو مکمل ان پر اعتماد ہو جائے کہ شاہ اسحاق صاحب کا حکم شاہ عبدالعزیز صاحب کا ہی حکم ہے۔ خود حضرت شاہ صاحب نے بھی ان پر وہی اعتماد کیا جو صحیح جانشین پر کیا جاتا ہے لہٰذا حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے بعد انہی کو جانشین مقرر کیا گیا۔

## حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی وفات

وہ ہستی جس نے سترہ سال کی عمر میں ملک وملت کے لئے اپنی جان و مال، اہل و عیال کی پرواہ نہ کرتے ہوئے میدان میں اتری تھی اور ساری زندگی خلق خدا کی خدمت میں، ان کی راحت کے لئے گذار دی۔ بالآخر موت ان کے دروازے پر آ پہنچی۔ یہ ہندوستان کا دولہا، ۷ رشوال ۱۲۳۹ ہجری، ۱۸۲۴ء کی صبح خلق خدا کو اس کے حقیقی مالک کے سپرد کرتے ہوئے اپنے فرائض سے سبکدوش ہو کر اپنی آخرت سنوار گئے۔

## شاہ صاحبؒ کا جنازہ

شاہ صاحبؒ کی پاک باز زندگی اور مخلصانہ خدمت نے لوگوں میں وہ محبت و تعلق اور عشق پیدا کر دیا تھا کہ جو نماز جنازہ ایک دفعہ پڑھی جاتی ہے۔اس شہنشاہ علم و عمل کے جنازہ پر پچپن مرتبہ پڑھی گئی۔ (علماء ہند کا شاندار ماضی ج ۲ ص ۸۷۱)

نوٹ...... شاہ صاحبؒ نے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا جو فتویٰ دیا۔اسی کے مطابق مسلمان انگریز کو نکالنے کے لئے جہاد کرتے رہے۔مسلمان پیچھے ہٹنے کو تیار نہ تھے اور نہ ہوئے۔انگریز کے لئے مسلمانوں کو پیچھے ہٹانے کا کوئی اور راستہ نہ تھا تو اس نے مسلمانوں میں دراڑ پیدا کرنے کے لئے مختلف فتنے کھڑے کئے۔ان میں سے ایک فتنہ وہ تھا جس نے شاہ صاحبؒ کے فتوے کے اثر کو ختم کرنے کے لئے ایک اور فتویٰ لکھا جس میں مسلمانوں کو یہ باور کرایا گیا کہ ہندوستان دارالحرب نہیں بلکہ دارالاسلام ہے۔جس کا مطلب یہ تھا کہ اب تک جتنے لوگ انگریز کے مقابلہ میں شہید ہوئے ہیں، وہ سب حرام موت مرے ہیں اور جوانہوں نے قربانیاں دی ہیں وہ سب بے کار بلکہ الٹا یہ لوگ سزا کے مستحق قرار پائیں گے اور یہ فتویٰ شاہ صاحب کے فتوے سے تقریباً ایک صدی بعد دیا جا رہا ہے، جس وقت کے مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی یہی فتویٰ دیا تھا کہ جہاد حرام ہے اور جناب احمد رضا خان نے بھی ہندوستان کو دارالاسلام ثابت کر کے یہی فتویٰ دیا کہ انگریز سے جہاد حرام ہے۔ملاحظہ فرمائیے:

''اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام ''(یہ ایک پوری کتاب ہے جناب احمد رضا خان طبع اول ۱۳۴۵ ہجری) جس سے صاف پتہ چل رہا ہے کہ اس فتنہ کو انگریز ہی نے کھڑا کر کے مسلمانوں میں پھوٹ ڈلوائی۔وہ خود تو چلا گیا لیکن اس کا خود کاشتہ پودا ابھی پھل پھول رہا ہے۔''المرء مع من احب...... حدیث''

## حضرت سید احمد شہیدؒ

(پیدائش ۱۷۸۶ء...... ۱۱۹۹ ہجری...... وفات ۱۸۳۱ء...... ۱۲۴۵ ہجری) حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے بعد دور آتا ہے حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق صاحبؒ کی امارت میں حضرت مولانا سید احمد صاحب شہید کا۔یہ اصل میں رائے بریلی کے رہنے والے اس خاندان کے چشم و چراغ تھے جو اپنے تقدس اور بزرگی کے لحاظ سے پورے علاقہ اودھ میں خاص شہرت رکھتا تھا۔آپ کے مورث اعلیٰ شاہ علم اللہ کی خانقاہ تکیہ شاہ علم اللہ کے نام سے مشہور تھی۔شاہ ولی اللہ صاحبؒ

نے اسی خانقاہ کو اپنے نظریات کی تعلیم و تربیت کا مرکز بنایا تھا اور شاہ ابو سعیدؒ کو اس مرکز کا انچارج بنایا تھا جو حضرت سید احمد صاحبؒ کے نانا تھے اور انہی کے تربیت یافتہ تھے حضرت سلطان ٹیپوؒ حضرت سید احمد صاحبؒ نے حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے حالات سن رکھے تھے۔ ان کی بزرگی کے قائل ہو چکے تھے۔ کچھ دنوں کے لئے ادھر ادھر گھومتے گھماتے بالآخر دہلی میں جا پہنچے جہاں ان کو شاہ عبدالعزیزؒ اور ان کے بھائیوں کی شفقت اور تعلیم نے ایسا گرویدہ بنایا کہ سید صاحبؒ ساری عمر کے لئے اسی دروازے کی خاک بن گئے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے جو انقلاب کا ایک پروگرام بنایا تھا اور اس کی ذمہ داریاں تقسیم کی تھیں۔ ان ذمہ داریوں میں ایک گروپ کی قیادت حضرت سید احمد شہید صاحبؒ کے سپرد کی گئی۔ یہ سید احمد صاحبؒ نواب امیر علی خان کے لشکر میں شامل ہو کر تمام تر جہادی ضرورتوں کو سیکھ چکے تھے اور ۱۸۱۶ء میں دوبارہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے پاس دہلی میں قیام پذیر تھے۔

حضرت سید صاحبؒ اس گروپ کے اہم ترین رکن اور مشیر خاص بنائے گئے۔ حضرت مولانا عبدالحئی صاحبؒ اور حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ جو حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب کے بھتیجے تھے۔ ان تینوں حضرات کی کمیٹی کے یہ ذمہ داریاں سپرد کی گئیں۔:

۱...... ملک میں دورہ کر کے انقلاب کی روح پیدا کریں۔

۲...... رضا کار رکن بھرتی کر کے فوجی ٹریننگ دیں۔

۳...... انقلاب کے لئے چندہ جمع کریں۔

۴...... فوجی کارروائی باضابطہ جنگ کا آغاز کریں۔

## حضرت سید احمد شہیدؒ کے انقلاب کے لئے دورے

اب ایک طرف تو شکست خوردہ عوام کے جذبات انگریز کے خلاف برانگیختہ تھے۔ دوسری جانب ان بزرگ ہستیوں کی تربیت گاہ کے وہ اثرات جو منتشر طور پر ہمہ گیر انقلاب کے لئے دماغوں میں موجود تھے، ان کو معلوم ہوا کہ اس طرح ایک جہادی تنظیم کی تشکیل ہو چکی ہے تو جگہ جگہ سے اس تنظیم کو دعوت کے پیغام پہنچنا شروع ہو گئے۔ چنانچہ پورے ملک میں دوروں کا پروگرام بنایا گیا اور آئندہ سات سال میں اس گروپ نے ملک اور بیرون ملک کے تین دورے کئے۔

پہلی دفعہ دورہ شروع ہوا ۱۲۳۱ ہجری بمطابق ۱۸۱۶ء میں۔ یہ دورہ لوگوں کی ذہنی تربیت اور بیعت طریقت کے لئے اور دوسری دفعہ دورہ شروع ہوا بیعت جہاد کے لئے۔ اس کے بعد تیسرا اور آخری دورہ شروع ہوا تا کہ لوگوں کو اکٹھا کر کے حج کریں۔ ان کی تنظیمی قوت کا تجربہ ہو جائے۔ ۱۲۳۹ ہجری میں یہ قافلہ واپس آیا۔ اس سے پہلے ہی شاہ عبدالعزیز صاحبؒ دنیا سے جا چکے تھے۔ اب جب یہ قافلہ واپس آیا تو اب اس قافلہ کے ساتھی صرف حاجی ہی نہیں بلکہ مجاہد بھی ہیں۔ انہوں نے ہمہ گیر انقلاب کے لئے اپنے آپ کو مکمل تیار کر لیا تھا۔ یہ اپنی کایا بھی پلٹ چکے تھے اور جس کے پاس جاتے اس کی کایا بھی پلٹ دیتے۔ حضرت سید احمد صاحبؒ فقط سپہ سالار ہی نہیں تھے۔ شیخ طریقت بھی تھے۔ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے مجاہدین بھرپور ایمانی صفت کے حامل ہوا کرتے تھے۔

اب جو انہوں نے انقلاب کے لئے ظاہری اسباب تیار کرنے تھے وہ ہو چکے۔ ہر علاقے کے مسلمان جہاد کے لئے پوری طرح تیار تھے۔ اب سوال یہ تھا کہ جہاد کی ابتداء کہاں سے کی جائے۔ مناسب موقع اور مناسب جگہ کی تلاش تھی۔ حضرت سید احمد صاحبؒ کو خبر ملی کہ پنجاب اور پشاور کی وادیوں میں سکھوں نے مسلمانوں پر بڑا ظلم کر رکھا ہے۔ وہ سکھ اسلام کے شعار کی کھلم کھلا توہین کر رہے ہیں۔ مساجد، جماعت اور آذانوں سے خالی ہو گئی ہیں۔ حضرت سید احمد صاحبؒ ان کی مدد کے لئے اور ان کو سکھوں کے ظلم سے بچانے کے لئے ۱۸۱۶ء میں اپنے تیار کئے ہوئے مجاہدوں کے ساتھ جہاد کے لئے دہلی روانہ ہوئے۔ دور دراز کا سفر طے کر کے پشاور پہنچے۔ یہاں سے جہاد شروع کرنے کا ایک خاص مقصد یہ بھی تھا کہ سکھوں سے اس علاقہ کو آزاد کرا کے پھر افغانوں اور پٹھانوں کو ساتھ ملا کر انگریزوں کے خلاف بھی جنگ کی جا سکے گی۔

اور ایک مصلحت یہ بھی تھی کہ جہاد انگریزی سلطنت سے دور ہو گا۔ فی الحال انگریز اعتراض اور رکاوٹ نہیں بن سکے گا۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ انگریز نے کوئی روک ٹوک نہیں کی۔ وہاں پہنچ کر جب مقصد شروع کیا گیا تو ابتداء میں خاصی کامیابی حاصل ہوئی۔ سکھوں کو شکست ہوئی۔ پشاور پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا۔ اللہ کی مدد سے مجاہدین کے مقابلہ میں سکھ فوج منظم اور جنگی ساز و سامان سے پوری طرح لیس تھی۔ اس کے باوجود جیت اسلام کی تھی۔ اس وقت پشاور پر حکومت رنجیت سنگھ کی تھی۔ پشاور کے جو سردار تھے وہ بھی اگرچہ سید صاحبؒ کی امارت کو تسلیم کر چکے تھے۔ مگر وہ تھے رنجیت سنگھ کے زیر اثر اور اس سے مرعوب۔ اس اندرونی کمزوری کا نتیجہ یہ تھا جب میدان گرم ہوا تو مجاہدین کا پلہ بھاری تھا۔

یہ پشاور کے سردار اپنی فوج اور سامان جنگ لے کر میدان سے علیحدہ ہو گئے۔ اب لڑائی کا سارا زور ان مجاہدین پر آپڑا۔ ہندوستانی مجاہدین اپنی پوری ہمت کے ساتھ لڑتے رہے مگر وہ اس طرح کمزور ہو گئے کہ اب فتح کے امکان ختم ہو گئے۔ اب سید احمد صاحبؒ مسلمان سرداروں سے بددل ہو کر پشاور کا علاقہ چھوڑ کر بالا کوٹ کو اپنا مرکز بنالیا۔ اس بالا کوٹ کی وادی کاغان میں ایک محفوظ میدان منتخب کر کے ڈیرے ڈال کر خیمے لگا دیئے گئے۔ یہ وادی تین اطراف سے تو بالکل محفوظ تھی۔ اس لئے ادھر سے حملہ کا خطرہ نہیں تھا۔ بقیہ ایک راستہ میں حفاظتی دستے کا انتخاب کیا گیا۔ دشمنوں نے مئی کے مہینہ میں حملہ کرنا چاہا لیکن فوج کے گذرنے کا کوئی راستہ ان کو نہیں ملا۔ واپس جانے ہی لگے تھے کہ کچھ غداروں نے ایک نہایت مخفی راستہ ان کو بتلا دیا۔ اس دشمن فوج نے ایسی تیزی کے ساتھ کارروائی کی کہ راستہ کی چوکی کے محافظ دستہ کو آناً فاناً شہید کر کے بے خبر مجاہدوں کے سر پر آ کھڑے ہوئے۔

اب سید صاحبؒ بھی ہمت مردانہ سے لڑتے رہے اور دوسرے جانباز بھی پوری ہمت صرف کر کے جان کی بازی لگا دی لیکن یہ حملہ بزدلانہ مسلمانوں کی بے خبری میں ہوا تھا۔ دشمن سامان جنگ سے پوری طرح لیس تھے۔ مقامی باشندوں کی بھی دشمن کو مدد حاصل تھی۔ اس لئے مجاہدین زیادہ دیر مقابلہ نہ کر سکے۔ سکھ غالب آ گئے۔ چھ سو مجاہدین کے ساتھ سید احمد شہیدؒ اور مولانا اسماعیل شہیدؒ بھی جام شہادت کا پیالہ خوشی خوشی نوش فرما کر خلق خدا کو اللہ کے سپرد کر کے خالق حقیقی سے جا ملے۔ جو بے چارے باقی بچ گئے وہ ایسے منتشر ہوئے کہ شہیدوں کی تجہیز و تکفین بھی نہ کر سکے۔ مگر حملہ کرنے والے شیر سنگھ نے ان شہیدوں کا پورا پورا احترام کیا۔ سید صاحبؒ کی نعش مبارک کو کفن وغیرہ پہنا کر سکھ فوج کے مسلمانوں نے نماز جنازہ اداء کی پھر ان کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ تاریخ حریت کا یہ وحشت ناک حادثہ ذوالقعدہ ۱۲۴۶/۶ ہجری بمطابق ۷/مئی ۱۸۳۱ء میں پیش آیا۔

## تحریک شاہ ولی اللہؒ کا دوسرا دور

بالا کوٹ میں بظاہر مجاہدین اگرچہ شکست کھا گئے لیکن ان کا خون رائیگاں نہیں گیا۔ اس خاک سے جو چنگاری روشن ہوئی اس نے برصغیر کے مسلمانوں میں آزادی کی لہر دوڑا دی۔ حضرت سید احمد صاحبؒ نے جو انقلابی دورے کئے تھے وہ رنگ لائے۔ اب یہ تحریک کسی رہنماء کی موت و حیات سے ختم ہونے والی نہیں تھی۔ چنانچہ شہداء بالا کوٹ کا خون ابھی جمنے نہیں پایا تھا کہ مجاہدین سروں پر کفن باندھ کر پھر میدان میں اتر آئے۔ گویا سید صاحبؒ کی شہادت کو ان کے پر

جوش حامیوں اور پروانوں نے اپنے مذہب کی اشاعت کا ذریعہ بنالیا۔ یہ سارے واقعات مغربی محاذ کا حصہ تھے جس کی قیادت سید صاحب خود فرما رہے تھے۔

دوسری طرف سے حضرت سید شہیدؒ کے تیار کیئے ہوئے ساتھیوں نے مشرق کی طرف سے دورہ جہاد کیا۔ امیر مجاہدین نثار علی صاحب کی قیادت میں بنگال میں جہاد کا علم بلند کر دیا۔ کئی ماہ تک کامیاب جہاد کرتے رہے۔ ادھر ایک گروہ مجاہدین علاقہ سندھیاڑ میں جمع ہوا۔ امیر منتخب نے سرنگوں جھنڈے کو دوبارہ سربلند کر دیا جو نصف صدی سے زیادہ عرصہ تک لہراتا رہا۔ ہزاروں پاک نفوس اس کی عزت وعظمت پر قربان ہوتے رہے۔ مختصر یہ کہ ہجرت اور جہاد اور شہادت کی رسم جو سید صاحبؒ نے جاری کی تھی۔ وہ ایک لمحہ کے لئے بھی موقوف نہ ہوئی۔ کبھی حضرت مولانا عنایت علیؒ اور حضرت مولانا ولایت علیؒ کی قیادت میں سرحد کے بلند وبالا پہاڑوں میں مجاہدین نے مورچے بنائے ہوئے ہیں اور کبھی حضرت مولانا شاہ محمد اسحاقؒ کے داماد حضرت مولانا سید نصیر الدین دہلویؒ کی قیادت میں دہلی سے قافلے روانہ ہو رہے ہیں۔

اس قافلے نے وہ چنگاریاں جو حضرت سید صاحبؒ چھوڑ گئے تھے۔ پورے شمالی حصہ میں پھیلا دیں ار ر انہی حضرات کی جدو جہد کو ۱۸۵۷ء کی تحریک کا زینہ قرار دیا گیا۔ ۱۰ رمئی ۱۸۵۷ء کو ضلع میرٹھ کی مسلح افواج نے اپنے فرائض کا احساس کرتے ہوئے جنگ آزادی کی بسم اللہ کر دی۔ افراد ملتے گئے قافلہ مزید حوصلہ مند ہوتا گیا۔ گویا ۱۸۵۷ء کی یہ جنگ آزادی ہندوستان کے جدید دور کی تاریخ کا آغاز ہو رہا ہے اور اسی کے نتیجے میں صرف اقتدار ہی کی تبدیلی نہیں ہوئی بلکہ پورا نظام حکمرانی اور اس کے مقاصد کی تبدیلی عمل میں آئی۔ مسلمان پوری طرح بیدار ہو چکے تھے۔ انگریزوں کے خلاف نفرت کا جذبہ لاوے کی طرح پک چکا ہے۔ اب یہی لاوا انقلاب کی شکل میں پھوٹ چکا ہے۔ ملک کے کونے کونے میں جنگ آزادی کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔ اسی دوران ضلع مظفر نگر کی مشہور بستی تھانہ بھون میں علماء کرام نے ایک اجلاس طلب کیا تاکہ منظم صورت میں اتحاد واتفاق کے ساتھ انگریز کا مقابلہ کیا جائے۔

مشورے ہوتے رہے۔ دوران مشورہ ایک مرد مجاہد نے یوں مشورہ دیا کہ انگریزوں کی طاقت بہت زیادہ ہے۔ ہمارے پاس نہ با قاعدہ فوج ہے نہ سامان جنگ ہے۔ ایسی صورت میں آزادی کے لئے کیسے جنگ کی جا سکے گی؟ ان کی بات سن کر ایک ۲۳ سال کا نوجوان کھڑا ہوا۔ پرجوش انداز میں کہنے لگا کیا ہم جنگ بدر میں شریک ہونے والوں۔ سے بھی زیادہ بے سروسامان ہیں؟ اجلاس نے نوجوان کی بات سنی دل ہی دل میں سب صحابہ کرامؓ کے بدر والے نقشہ کو سامنے

رکھ کر فوراً ایک جماعت کی تشکیل شروع کر دی۔ اسی نوجوان کو مجاہدوں کا سپہ سالار مقرر کیا جاتا ہے۔ جس کو دنیا بانی دارالعلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے نام سے یاد کرتی ہے اور حضرت مولانا حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کو اس جماعت کا امیر مقرر کیا گیا۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو قاضی مقرر کیا گیا۔ یہ تمام حضرات اپنے علم اور تقویٰ کی بنیاد پر لوگوں کے دلوں میں گھر کئے ہوئے تھے۔ علم اور تقویٰ کی بہت زیادہ شہرت تھی۔

لوگ ان حضرات کے اخلاص سے بے حد متاثر تھے۔ یوں تھوڑی سی مدت میں لوگ جوق در جوق حضرات کے قافلہ میں شامل ہو گئے۔ اس وقت تک ہتھیار پر پابندی نہ تھی۔ لوگ اپنے پاس ہتھیار رکھنا ضروری سمجھتے تھے۔ مجاہدین جب ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو گئے۔ تھانہ بھون اور اس کے اطراف میں اسلامی حکومت قائم کر کے انگریزوں اور ان کے ماتحت عملہ کو باہر نکال پھینکا۔

جب انگریزوں نے اس علاقہ پر دوبارہ قبضہ کے لئے حملہ کیا تو علاقہ شاملی جو تھانہ بھون سے قریب ہے، میدان کارزار بنا۔ مجاہدین کے سپہ سالار حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ پہاڑ کی طرح جمے رہے۔ انگریز کے تابڑ توڑ حملے جاری تھے۔ حضرت آگے بڑھ رہے تھے کہ اچانک ایک فائر ہوا اور یہ زخمی ہو گئے۔ ان کے دوسرے ساتھی حافظ ضامن شہیدؒ کو پیٹ میں گولی لگی اور وہیں جام شہادت نوش فرمالیا۔ آخر کار انگریزوں نے غلبہ پالیا۔ مزید فوج ان کی کمک کے لئے آ گئی۔ تھانہ بھون کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ گولہ باری شروع کر دی۔ مجاہدین ڈٹ کر مقابلہ کرتے رہے۔ آخر کہاں تک بالآخر مورچے ٹوٹتے گئے۔ مجاہدین جام شہادت نوش فرماتے رہے۔ فوج نے بستی میں داخل ہو کر قتل و غارت شروع کر دی اور حضرت الامیر مولانا قاسم نانوتویؒ کے وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے۔ یہ حضرات روپوش ہو گئے۔ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو گرفتار کر لیا گیا۔ چھ ماہ بعد رہائی ملی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد حالات بالکل تبدیل ہو گئے۔

ہندوستان پر انگریزوں نے قبضہ کر کے ایسا ظلم و ستم مسلمانوں پر ڈھایا کہ الامان والحفیظ۔ کوئی مسلمان خاندان ایسا نہ بچا جو انگریزوں کے ظلم سے نجات پا گیا ہو۔ مسلمانوں کی جائیدادیں ضبط کر لی گئیں۔ مساجد پر تالے لگا دیئے گئے۔ دفتری زبان فارسی ختم کر کے انگریزی کر دی گئی تاکہ مسلمانوں کو نوکری نہ مل سکے۔ مسلمانوں کے مقابلہ میں ہندوؤں کو ہر کام میں ترجیح دی جانے لگی۔ غرضیکہ مسلمانوں پر بحیثیت قوم کے بڑا سخت وقت آن پڑا تھا۔ اور ساتھ ساتھ انگریزوں کو اس بات کا بھی پوری طرح احساس تھا کہ اگر انہیں کوئی خطرہ پیش آیا تو وہ مسلمانوں ہی

کی طرف سے ہوگا۔ اس خطرہ کوختم کرنے کے لئے انہوں نے مختلف حیلے بہانے شروع کئے۔ ان کا بھی ذکر آتا ہے لیکن پہلے آپ اس بات کا اندازہ لگائیں کہ انگریزوں کی حکومت سے پہلے ہندوستان کی تعلیمی حالت کیا تھی۔

## انگریزوں کی عمل داری سے پہلے ہندوستان کی تعلیمی حالت

۱...... تاریخ گواہ ہے کہ ۱۸۵۷ء تک ہندوستانیوں کے دلوں میں مذہب کا بہت زیادہ احترام تھا۔ چنانچہ حضرت سید احمد شہیدؒ کی تحریک کے سلسلے میں ایک ایک مجاہد عالم کے مریدوں کی تعداد اسّی اسّی ہزار تک پہنچی ہوتی تھی۔

۲...... مغل بادشاہ عالمگیرؒ کے زمانہ میں صرف بنگال میں اسّی ہزار مدرسے تھے۔ ہر چار سو آدمیوں کی آبادی پر ایک مدرسہ ہوتا تھا۔ دہلی شہر میں ۱۰۰۰ (ایک ہزار) مدارس موجود تھے۔

۳...... مسلمانوں کی قیادت ہمیشہ علماء حق اہل سنت والجماعت اکابرین علماء دیوبند کرتے چلے آرہے تھے۔

۴...... مذہب کے لحاظ سے صرف دو جماعتیں تھیں، مسلمان یا کافر۔ (آج کل کے جتنے فرق ضالہ موجود ہیں، یہ سب انگریز کی کاشتکاری ہے۔)

۵...... مسلمان نہ صرف سیاسی اعتبار سے بلکہ ذہنی اور فراست کے اعتبار سے ہندوستان میں بڑی قوت رکھتے تھے۔ ان کا نظام تعلیم اعلیٰ درجہ کی دینی تربیت دے سکتا تھا۔ مسلمانوں کا نظام تعلیم ہندوستان کے دیگر تمام نظاموں سے بدرجہا بڑھا ہوا تھا۔

۶...... ہر بستی میں مدارس کے اندر ایسا نظام تعلیم تھا جن میں لکھنا پڑھنا اور حساب و کتاب کی تعلیم پر پوری توجہ دی جاتی تھی۔

## تعلیم کے متعلق انگریز کی پالیسی واصول

ہندوستان میں انگریز نے اپنی حکومت مضبوط کرنے کے لئے ایسے ایسے اصول اور پالیسیاں وضع کیں کہ کوئی مسلمان بھی ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

۱...... ہندوستان میں ہماری حکومت کے ہر ادارے کو خواہ وہ کسی محکمے سے بھی تعلق رکھتا ہو یہ اصول ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ تفرقہ، پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو۔

نوٹ...... جو علماء حق انگریز کے مقابل تھے۔ ان سب کا تعلق بالواسطہ یا بلاواسطہ حضرت شاہ ولی اللہؒ اور شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے ساتھ تھا۔ جو بعد میں اکابرین علماء دیوبند کے نام سے مشہور و معروف ہوئے اور آج جتنے بھی علماء دیوبند کے مدارس اور مساجد ہیں۔ جو اکابرین

کے عقائد واعمال کے پیروکار اور متبع ہیں۔ وہ سب انہی حضرات کی طرف منسوب ہیں اور علماء دیوبند کے عقائد کی کتابیں بھی مشہور ومعروف ہیں۔ خاص کر المھند علی المفند وغیرہ حضرات اکابرین کے عقائد سے ہٹ کر جنہوں نے عقائد بنائے ہیں۔ اگر چہ وہ ظاہراً علماء دیوبند کا نام لیتے ہوں لیکن ان کا کسی قسم کا تعلق حضرات علماء دیوبند اہل سنت والجماعت سے نہیں۔ عوام ان جیسے مکار لوگوں سے واقف اور خبر دار رہیں۔

۲...... انگریزوں نے کہا کہ ہماری سلطنت اس قدر وسیع ہے کہ ہماری غیر معمولی قسم کی حکومت کی حفاظت اس امر پر منحصر ہے کہ ہماری عمل داری میں جو بڑی جماعتیں ہیں۔ ان کی عام تقسیم ہو۔ پھر ہر ایک جماعت کے ٹکڑے مختلف ذاتوں اور فرقوں اور قوموں میں تقسیم ہوں۔ جب تک یہ لوگ اس طریقے سے جدا رہیں گے۔ اس وقت تک غالباً کوئی بغاوت اٹھ کر ہماری حکومت کے استحکام کو متزلزل نہیں کر سکے گی۔ (سرجان ملیکم انگریز نے اصول بنایا۔)

نوٹ...... علماء حق دیوبند کے علاوہ جتنے بھی فرق باطلہ اس وقت دنیا میں موجود ہیں۔ وہ بالواسطہ یا بلاواسطہ انگریز کے ہی لگائے ہوئے پودے ہیں۔ ان سب باطل فرقوں کے عقائد اور علماء کے نام ونشان بھی موجود نہیں تھے۔ انگریز کی ان پالیسیوں سے پہلے اگر کسی نے تجربہ کرنا ہے تو فرق باطلہ کے اکابرین کے حالات وعقائد کا مطالعہ کرے۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔ پہلے تو ان جیسے باطل فرقوں کے عقائد کی ایسی کتاب جس پر ان کے اکابرین سمیت تائیدی دستخط موجود ہوں کہ یہ سب اسی کتاب میں موجود عقائد پر متفق ہوں۔ دنیا جہاں میں ایسی کتاب کا وجود قارئین کرام کو نہیں ملے گا اور جو کتابیں عقائد کی ملتی ہیں۔ ان سب میں اتنا تضاد اور ٹکراؤ ہے کہ ان پڑھ جاہل بھی اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہ لوگ انگریز کی پیداوار اور خود کاشتہ باطل ومردود ہیں۔ اس بات کا آنے والے عقائد میں آپ حضرات بخوبی اندازہ لگائیں گے۔

۳...... ایک انگریز نے اپنا یوں تاثر ظاہر کیا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی والوں کی جنگ سپاہیوں کی جنگ نہ تھی بلکہ تاجروں کی جنگ تھی۔ ہندوستان کو انگلستان (برطانیہ) نے اپنی تلوار سے فتح نہیں کیا بلکہ خود ہندوستانیوں کی تلوار سے اور رشوت وسازشیں اور حد درجے کی دورخی پالیسی پر عمل کر کے ایک جماعت کو دوسری جماعت سے لڑا کر یہ ملک حاصل ہوا۔

۴...... ایک انگریز نے یوں کہا کہ ہماری گورنمنٹ کا دلی ارادہ ہے کہ مذہب اور رسم ورواج میں مداخلت کرے اور ان سب ہندوستانیوں کو کیا مسلمان، کیا ہندو، عیسائی مذہب اور اپنے ملک کی رسم ورواج پر لا کھڑا کرے۔

فائدہ...... جن لوگوں نے رسم ورواج کو پروان چڑھایا ہوا ہے اور علماء حق سے بیزار اور متنفر ہیں وہ سب اسی مذکورہ اصول کے تنا آور درخت ہیں۔

۵...... یہ اصول وضع کیا گیا کہ جو اس گورنمنٹ کے ملازم ہیں۔ وہ پادری صاحبان کو بہت سا روپیہ اور کتابیں دیں اور ان کی ہر طرح مدد اور معاونت کریں اور ہر افسر اور ملازم اپنے ماتحت لوگوں میں مذہب عیسائی کی گفتگو شروع کرے اور لوگوں کو تیار کر کے پادریوں کے وعظ میں لے آئے۔ پادریوں نے اپنے وعظ میں صرف انجیل پر اکتفا نہیں بلکہ غیر مذہب، مذہب اسلام کے مقدس لوگوں اور مقدس مقامات کو بہت برے اور ہتک آمیز الفاظ سے تقریریں کر کے لوگوں کو ان سے متنفر کرتے تھے۔

۶...... انگریز نے اپنی عمل داری میں سکول کا بہت اجراء کیا اور ان میں عیسائی مذہب کی تعلیم دینا شروع کر دی اور مستقل ٹیمیں تشکیل دی گئیں کہ گھر گھر جا کر لوگوں کو اس میں داخل وشامل ہونے کی ترغیب دیں۔ پھر امتحان لیا جاتا۔ پوچھا جاتا کہ تمہارا خدا کون ہے اور کتنے ہیں۔ تمہارا نجات دینے والا کون ہے۔ بچے عیسائی مذہب کے مطابق صحیح جواب دیتے تو ان کو قیمتی انعام دیئے جاتے اور ان کے والدین کو اعزاز دیا جاتا۔

۷...... لڑکیوں کے اسکول جاری کئے گئے تاکہ بے حیائی زیادہ پھیلے اور لڑکیاں بے پردہ ہو جائیں اور ہر علاقہ کا عہدیدار یہ سمجھتا تھا کہ اگر ہم کوشش کر کے لڑکیوں کے اسکول قائم کر دیں تو ہماری نیک نامی گورنمنٹ میں ہوگی۔

۸...... عیسائی مذہب کے پادریوں نے جگہ بجگہ وعظ کر کے مسلمانوں کو چیلنج کرنا شروع کر دیا۔ ایک پادری نہیں بلکہ پادریوں کی پوری جماعت نے اس کام کا بیڑہ اٹھایا ہوا تھا۔ مسیحیت کی تبلیغ واشاعت میں ایڑی چوٹی کا زور گورنمنٹ لگا رہی تھی۔

خلاصۂ بحث...... یہ کہ انگریزوں نے مختلف حربے استعمال کر کے مسلمانوں کو بالکل کمزور کر دیا۔ سرکاری اعلانات کے ساتھ ان پر مکمل پابندی لگا دی گئی۔ سرکاری نوکری حاصل کرنے کے لئے بالکل نااہل قرار دے دیا گیا۔ ان کی جگہ ہندوؤں کو آگے بڑھایا گیا۔ یہ تھے مسلمانوں کے تنزل اور بربادی کے اسباب جن کی ذمہ دار ایسٹ انڈیا کمپنی کے تنگ نظر اور متعصب عہدیداران ہیں۔

## دارالعلوم دیوبند کی بنیاد

قارئین کرام! اب ان حالات میں غور کریں کہ جب حکومت ہی انگریزوں کی ہو اور

اس کا نقطہ نظر بھی صرف یہ ہو کہ پورا ہندوستان عیسائی بن جائے اوران کی تمنا دلوں سے نکل کر عمل کی شکل اختیار کر رہی ہو اور بے آئین و جابر حکومت کا پنجہ ہر وقت مسلمانوں کو عیسائی بنانے میں مصروف ہو اور جنہوں نے یہ نعرہ لگا کر میدان میں پاؤں رکھے ہوں کہ ہماری تعلیم کا مقصد ایسی تعلیم ہے کہ ہندوستانی رنگ و نسل کے لحاظ سے ہندوستانی ہوں لیکن دل و دماغ کے لحاظ سے انگلستانی (عیسائی) ہوں۔ اس کڑے وقت میں بلاشبہ ردعیسائیت کے سلسلہ میں کوئی قدم اٹھانا، ان کے خلاف کوئی تقریر کرنا، کوئی تصنیف کرنا اغراض حکومت سے سراسر بغاوت تھی اور اپنے آپ کو موت کے منہ میں دھکیلنے والی بات تھی۔

خاص کر اس وقت جب علماء کا قتل عام کیا جا رہا ہو۔ پوری فضاء ان کے خلاف کر دی گئی ہو۔ ایک سو علماء کو بیک وقت پھانسی دی جا رہی ہو۔ بوریوں میں بند کر کے توپ کے منہ پر لٹکا کر گولے چھوڑنے کے ساتھ جسم کے ریزے ریزے کئے جا رہے ہوں۔ مسجدیں، مدارس کو شہید کرا دیا گیا ہو اور علماء کو پکڑ پکڑ کر دریا عبور کرا کر ہمیشہ کے لئے قیدی بنایا جا رہا ہو۔ یہ سب کچھ اس لئے کہ علماء کا قصور یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ انگریز کافر ہے، عیسائی ہے، یہودی ہے۔

اس کی اطاعت مسلمانوں کے لئے حرام ہے۔ اس کی فوج میں بھرتی ہونا حرام ہے۔ اس وقت اس انگریز کی گمراہ کن تحریک کے مقابلہ میں علماء دیوبند پھر ایک دفعہ حرکت میں آئے۔ ان کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہو گئے۔ جان ہتھیلی پر رکھ کر نعرہ تکبیر لگاتے ہوئے میدان میں اتر آئے۔ پادریوں کا تعاقب شروع کیا۔ مناظروں کا چیلنج قبول کر کے ان کے منہ پر مہر سکوت ثبت کر دی۔ ان کی تردید میں کتابوں کے انبار لگا دیئے۔ انگریزی سکولوں سے مسلمانوں کو بائیکاٹ کا حکم دیا۔ غرض نہایت دلیری، خودداری، پامردی سے انگریز منحوس کے تمام حربوں کی دھجیاں اڑا کر ان کے ہر مقصد کو فیل کر کے رکھ دیا۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

ان پاکبازوں کی پیشانیاں سربسجود ہوئیں۔ اوقات سحر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست دعا بلند ہوئے۔ ان کے تضرع اور ابتہال پر اللہ تعالیٰ نے لطف و کرم کیا۔ بانی دارالعلوم حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ نے علماء کا اجلاس طلب کیا۔ ان کے سامنے اصحاب صفہ کی سنت کو زندہ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا جس طرح پہلے مدارس کا ایک جال پھیلایا ہوا تھا۔ دوبارہ اسی نظام کو بحال کیا جائے۔ سب نے دل و جان سے مشورہ قبول کیا۔ بالآخر اسلامی ہند کی تاریخ کا وہ مبارک دن

آیا جس میں ارض بطحا کا چشمہ علم سرزمین ہند سے پھوٹا۔ رشد و ہدایت کا ایک پودا سرزمین دیوبند میں لگایا گیا۔ جس کی شاخیں دنیائے اسلام کے علمی گلشنوں کا طرہ امتیاز بن گئیں۔

اصلها ثابت و فرعها فی السماء، کا مکمل مصداق بن گیا۔ یہ مبارک دن ۱۵ رمحرم الحرام ۱۲۸۳ ہجری بمطابق ۳۰ رمئی ۱۸۶۶ء کا دن تھا۔ سب سے پہلے دارالعلوم دیوبند کا مہتمم بنایا گیا۔ حضرت حاجی حافظ سید عابد حسینؒ کو تقریباً ڈیڑھ سال کے بعد یہ صاحب مکہ معظمہ چلے گئے۔ ان کے بعد مہتمم بنایا گیا حضرت مولانا حاجی شاہ رفیع الدین صاحبؒ کو جن کو خواب میں آپ ﷺ نے مدرسہ دارالعلوم کی توسیع کے لئے نشان لگا کر دیئے تھے۔ پھر یہ سلسلہ چلتا رہا اور چل رہا ہے اور انشاء اللہ قیامت تک چلتا رہے گا۔

نوٹ...... اس وقت ہندو پاک میں جتنے مدارس یا صحیح العقیدہ علماء کرام دنیا میں موجود ہیں۔ ان کا بالواسطہ یا بلاواسطہ اسی دارالعلوم سے رشتۂ تعلیم و تعلم ہے۔ اس دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھنے کے بعد اکابرین دیوبند نے پھر دوسرے شہروں میں مدارس کا افتتاح شروع کیا۔ مثلاً ضلع سہارن پور میں مظاہر العلوم کے نام سے مدرسہ کھولا گیا۔ علاقہ مراد آباد میں مدرسہ قاسم العلوم المعروف مدرسہ شاہی قائم کیا گیا۔ شہر بریلی میں مصباح التہذیب کے نام سے ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی گئی اور اسی شہر میں کچھ عرصہ کے بعد ایک اور دینی مدرسہ کھولا گیا جو مدرسہ اشاعت العلوم کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کے علاوہ کیا دہلی، کیا لکھنؤ، کیا اجمیر، کیا علی گڑھ اور کیا بنارس، غرض پورے ہندوستان میں اسلامی علوم و فنون کے علماء دیوبند نے چشمے جاری کر دیئے۔ اب ہمارا موضوع سخن پورے ہندوستان کے دیوبند کے مدارس نہیں بلکہ صرف بریلی شہر کے مدارس، اس میں علمی شہرت کن لوگوں کی تھی۔ کون علمی طور پر شہر بریلی میں چھائے ہوئے تھے۔ ان کا تذکرہ کرنا مقصود ہے تاکہ علم و فہم رکھنے والے حضرات دیوبندی، بریلوی اختلاف کی نوعیت کو سامنے رکھ کر حق اور باطل کا صحیح فیصلہ کرسکیں۔

## بریلی شہر میں علماء دیوبند کی دینی خدمات

ہندوستان کے شہر بریلی کے رہنے والے ہر باشندے کو بریلوی کہا جاتا ہے۔ قطع نظر اس بات کے کہ وہ مسلمان ہے یا غیر مسلم لیکن اس وقت عام طور پر بریلوی بریلی شہر کے باشندے کے لئے نہیں بولا جاتا بلکہ مخصوص قسم کے عقائد رکھنے والے، رسم و رواج کو پروان چڑھانے والوں کے لئے بولا جاتا ہے۔ جن کی سادے الفاظ میں پہچان یہ ہے کہ ہر سنت کے خلاف کام کرنا اور بدعت کو شریعت کا مسئلہ بنا کر فتوے لگانا ہے اور اپنے آپ کو اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان کی

طرف منسوب کرنا ہے۔ کیونکہ جناب احمد رضا خان اسی شہر میں پیدا ہوئے ہیں۔ یہیں رہ کر اعلیٰ حضرت نے پچاس سال جدوجہد کر کے اہل سنت والجماعت کی عوام کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر کے دو مکتب فکر علیحدہ علیحدہ قائم کردیئے ہیں۔

جن کے نظریات آنے والے صفحات میں آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں گے۔
دیوبندی بریلوی اختلاف سے پہلے حضرت مولانا محمد احسن صدیقی نانوتویؒ جو حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے ہم جد ہیں۔ انہوں نے بریلی میں ایک مرکزی مدرسہ مصباح التہذیب کے نام سے ۱۸۷۲ء میں قائم کیا۔ جس کا بعد میں مصباح العلوم نام رکھا گیا۔ یہ مدرسہ آج بحمداللہ جاری وساری ہے۔ اس کے تقریباً بیس سال بعد یعنی ۱۸۹۲ء میں ایک اور مدرسہ کا افتتاح کیا گیا جو اشاعۃ العلوم نام سے موسوم ہے۔ جس کے بانی حضرت شیخ الہند کے نامور شاگرد حضرت مولانا محمد یلیین صاحبؒ ہیں۔ چند ہی دنوں میں یہ مدرسہ بھی پورے علاقے کا مرکزی مدرسہ بن گیا۔ حضرت مولانا محمد یلیین صاحبؒ کے شاگردوں میں حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کا نام بھی نامور علماء میں شمار کیا جاتا ہے۔

اسی مدرسہ میں ابتداً مولوی احمد رضا خان کا آنا جانا بھی تھا۔ نمازیں وغیرہ پڑھنے کے لئے اس کو ترجیح دیتے تھے۔ یہ دونوں مدرسے شہر بریلی میں مرکزی حیثیت رکھتے تھے جس کی وجہ سے حضرت مولانا محمد احسن نانوتویؒ کو پورے شہر بریلی میں غیر معمولی شہرت حاصل ہوگئی۔ مزید یہ کہ حضرت کو بریلی شہر کے کالج میں شعبہ فارسی کا صدر مقرر کیا گیا اور بعد میں شعبہ عربی کا اجراء ہوا تو اس کی صدارت بھی حضرت کو ہی سونپ دی گئی۔ حضرت کی مقبولیت کو چار چاند لگ گئے۔ وہاں کے عوام وخواص خصوصاً عمائدین بریلی مولانا احسن نانوتویؒ پر پورا پورا اعتماد کرتے تھے بلکہ لوگ تو گھریلو وذاتی معاملات میں بھی حضرت کو اپنے گھر لے جاتے اور اپنے جھگڑے وغیرہ کے فیصلے کراتے اور مولانا کے گھر پر بھی اکثر عمائدین واکابرین بریلی کی مجلس مشاورت منعقد ہوتی رہتی تھی اور جب کبھی کوئی پریشانی ہوتی لوگ حضرت کی طرف متوجہ ہوتے۔

وعظ وتذکیر کا سلسلہ بھی پورے شہر میں جاری تھا۔ لوگ مذہبی مسائل بھی حضرت سے دریافت فرماتے۔ اس پر مزید طرۂ امتیاز یہ کہ حضرت کو عیدگاہ کا دونوں عیدوں کے لئے امام مقرر کیا گیا۔ گویا یوں کہئے کہ مسلمانان بریلی کی مذہبی قیادت مولانا محمد احسن صاحب نانوتویؒ کے ہاتھ میں دے دی گئی۔ مولانا بریلی کے علمی وعوامی میدان میں عرصہ دراز تک چھائے رہے۔ کالج، مدرسہ، گھر پر طلباء کرام کا ہر وقت ہجوم رہتا تھا اور ساتھ ساتھ حضرت نے ایک پریس مطبع

صدیقی کے نام سے بنایا ہوا تھا جس سے دینی کتابیں چھاپ کر تقسیم کی جاتی تھیں اور تقریباً ایک صدی تک یہ پریس علمی خدمت میں مصروف کار رہا اور خود حضرت نے بعض مشکل اور نادر علمی کتابوں کی طباعت کا خوب اہتمام کیا۔

اکثر کتابوں کے خود ترجمے کیے۔ کئی کتابوں پر حاشیے بھی لکھے۔ جس سے ان کی شہرت دوبالا ہوگئی اور شہرت کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ حضرت کے اس مطبع پریس سے اخبار ہفت روزہ احسن الاخبار کے نام سے بریلی سے نکلتا تھا اور بریلی میں مولانا کا ایک کتب خانہ بھی قائم تھا جس سے علماء دیوبند کی کتابیں اور اس کے علاوہ دیگر مطبوعات خوب فروخت ہوتی تھیں۔ ان سب چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات بے دھڑک کہی جاسکتی ہے کہ حضرت کے مطبع صدیقی اور اس کے علاوہ اخبار وغیرہ کے ذریعے حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے علوم وافکار کی خوب نشر واشاعت ہورہی تھی اور شہر بریلی کی عوام کو حضرت کی وساطت سے حضرات علماء دیوبند سے خوب واقفیت جو محبت کے درجہ میں داخل ہوگئی تھی، حاصل ہوگئی۔ پورے بریلی میں علماء دیوبند کے نام سے ہر کوئی عشق و محبت اور اولاد سے بھی زیادہ لگن و تعلق رکھتا تھا۔

حضرات علماء دیوبند کی زیارت کے لئے لوگ ترستے و تڑپتے تھے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ بریلی شہر ان دنوں علماء دیوبند کے بڑے علمی مراکز میں ایک بڑا مرکز شمار ہوتا تھا اور یہاں کے دینی پیشوا یہی حضرات سمجھے جاتے تھے۔ یہ تصور پورے ہندوستان میں کسی کونے میں نہیں تھا کہ یہ حضرات علماء کرام کوئی نیا فرقہ ہیں یا دارالعلوم دیوبند کسی نئے عقیدے کا مرکز ہے اور اب بھی الحمدللہ پڑھے لکھے طبقہ میں یہی مشہور ہے کہ حضرات علماء دیوبند کے عقائد واعمال کا رشتہ صحابہ کرامؓ کی وساطت سے نبی کریم ﷺ تک جا پہنچتا ہے۔

ان حالات میں احمد رضا خان کے خاندان سے بھی کسی کو کوئی واقفیت حاصل نہیں تھی نہ ہی ابھی ان لوگوں نے مخصوص قسم کے عقائد کا اظہار کیا تھا لیکن علماء دیوبند کی یہ شہرت اور دینی خدمات اور لوگوں کا ان حضرات سے تعلق و محبت اس خاندان اعلیٰ حضرت کو اس طرح چبھ رہا تھا جیسے کرنٹ اور نشتر سے کسی انسان کو تکلیف ہوتی ہے اور یہی تکلیف بالآخر پہلے زبانوں پر پھر عمل کی شکل میں لوگوں کے سامنے آئی۔ کس طرح انہوں نے حضرات دیوبند کے خلاف منصوبے بنائے اور کیا کیا حربے استعمال کئے۔ یہ بعد میں آتے ہیں۔ پہلے اعلیٰ حضرت کے خاندان کا تعارف اور اعلیٰ حضرت کے شہر بریلی میں علمی مقام کا جائزہ ملاحظہ فرمائیں۔

## جناب احمد رضا خان کے خاندان کا تعارف

ہندوستان میں جتنا عرصہ علماء کرام اور مسلم عوام نے انگریز کے خلاف جو جہاد کیا ہے اور مختلف تحریکوں کے ناموں سے کام کیا۔ کسی ایک جگہ میں اس خاندان کے کسی فرد کا کہیں کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔ کیونکہ یہ خاندان ہندوستان کے باشندگان میں سے نہیں تھا۔ بلکہ اس کا تعلق افغانستان کے شہر ضلع قندھار کے موقر قبیلہ بڑھیچ کے پٹھانوں سے تھا۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت کا خلیفہ مولوی ظفر الدین بہاری اعلیٰ حضرت کا سلسلۂ نسب یوں بیان کرتا ہے۔ عبدالمصطفیٰ احمد رضا خان ابن حضرت مولانا نقی علی خان بن حضرت رضا علی خان بن حضرت مولانا حافظ محمد کاظم علی خان بن حضرت مولانا شاہ محمد اعظم خان بن حضرت سعادت یار خان بن حضرت محمد سعید اللہ خان حضور کے آباؤ اجداد قندھار کے موقر قبیلہ بڑیچ کے پٹھان تھے۔ (حیات اعلیٰ حضرت ج ۲ ص ۲)

یہ خاندان نادر شاہ ایرانی شیعہ کے ساتھ ہندوستان آیا تھا۔ جس وقت نادر شاہ ایرانی نے ۱۸۳۸ء میں سلاطین اسلام کا تختہ الٹنے کے لئے کابل قندھار کو فتح کرتے ہوئے شہر لاہور آیا تھا اور پھر یلغار کرتا ہوا قتل و غارت کرتا ہوا دہلی جا پہنچا۔ یہ متعصب قسم کا رافضی شیعہ بادشاہ تھا۔ اس نے غیر شیعہ اقوام کو ایران سے نکالا تھا اور دہلی میں صرف تین دن کے اندر آٹھ ہزار سے ڈیڑھ لاکھ تک انسانوں کا قتل عام کیا تھا۔ (مقدمہ مناظرہ نادر شاہ مابین سنی و شیعہ ص ۳)

اعلیٰ حضرت کا خاندان اسی کے ساتھ آیا تھا۔ ثبوت ملاحظہ فرمایئے:

ثبوت نمبر ۱...... ابوالمنصور حافظ محمد انور قادری ایم اے لکھتا ہے "آپ کے جد اعلیٰ حضرت محمد سعید خان کا تعلق قندھار کے باوقار قبیلے بڑھیچ کے پٹھانوں سے تھا۔ نادر شاہ نے جس وقت مغلیہ خاندان کے حکمران محمد شاہ رنگیلا پر حملہ کیا تو ۱۷۳۹ء میں یہ بھی ہمراہ آئے۔ شروع میں ان کا قیام لاہور میں رہا۔ لاہور کا شیش محل ان ہی کی جاگیر میں تھا۔ بعد میں دہلی چلے آئے۔"

(اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان ص ۱۲)

معلوم ہوا کہ اس نادر بادشاہ کے ساتھ اچھے خاصے تعلقات تھے کہ ان کو شیش محل میں رکھا جا رہا ہے۔

ثبوت نمبر ۲...... مولانا ظفر الدین صاحب لکھتے ہیں "عالی جاہ شجاعت جنگ بہادر جناب مستغنی عن القاب شاہ سعید اللہ خان قندھاری بزمانہ سلطان محمد شاہ (مغل بادشاہ) نادر شاہ کے ہمراہ دہلی آئے اور منصب شش ہزاری پر فائز ہوئے۔ ان کو سلطان والا شان کے یہاں سے بہت مواضعات جوزیرین ریاست رام پور میں معافی علی الدوام پر ملے تھے، یہ مواضعات ان کی اولاد

کے پاس اب بھی موجود ہیں۔ ان کا ایک شیش محل لاہور میں تھا۔ جس کا ابھی تک کچھ اثر باقی ہے۔"

(حیات اعلیٰ حضرت ج ۱ ص ۱۳)

معلوم ہوا کہ نادر شاہ ایرانی کے ہوتے ہوئے اس خاندان کو اچھی خاصی مقبولیت رہی ہے۔ منصب شش ہزاری پر بھی فائز رہے ہیں اور بہت سے مواضعات جو زیریں ریاست رام پور میں تھے، انہیں ہمیشہ کے لئے عطاء ہو رہے ہیں۔

فائدہ...... یہ نادر شاہ ایرانی واپس جاتے ہوئے محمد شاہ مغل بادشاہ کو شکست دے کر اس کے ساتھ کچھ عہد معاہدے کر کے واپس چلا گیا۔ لیکن اس خاندان کو محمد شاہ مغل کے پاس چھوڑ کر اعلیٰ حضرت کے مورث اعلیٰ حضرت سعادت یار خان کو محمد شاہ کا وزیر بنایا گیا۔

ثبوت نمبر۳...... پھر سعید اللہ خان کے لڑکے سعادت یار خان تو محمد شاہ کے وزیر بن گئے اور بہت سی زمین علاقہ بدایوں میں انہیں ہمیشہ کے لئے عطاء کر دی گئی۔ جس سے ان کی نسل در نسل مستفید ہوتی رہی۔ (حیات اعلیٰ حضرت ج ۱ ص ۱۴،۱۳)

## سعادت یار خان کی اولاد کا ذکر

مولوی ظفر بہاری لکھتے ہیں "ان کی نرینہ اولاد تین تھے۔ بڑے شہزادے محمد اعظم خان صاحب ہیں اور یہی حضرت امام اہل سنت کے مورث اعلیٰ ہیں۔ یہ اپنی وزارت کے عہدے سے علیحدہ ہو کر زہد و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔" (حیات اعلیٰ حضرت ج ۱ ص ۱۳)

معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت کے خاندان میں صرف ایک آدمی کو وزارت نہیں ملی تھی بلکہ اوروں کو بھی انگریز حکومت میں وزارت عظمیٰ نصیب ہوئی تھی جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ یہ اعظم خان اپنی وزارت سے علیحدہ ہو کر زہد و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔

## اعظم خان کی اولاد کا ذکر

اعظم خان صاحب نے دو شادیاں کی تھیں۔ پہلی بیوی سے حافظ کاظم علی خان صاحب ہیں اور دوسری بیوی سے چار صاحبزادیاں ہوئیں۔ حافظ کاظم علی خان صاحب آصف الدولہ کے یہاں وزیر تھے۔ (حیات اعلیٰ حضرت ج ۱ ص ۱۴)

یہ حافظ کاظم علی خان اعلیٰ حضرت کے پردادا ہیں اور آصف الدولہ کے وزیر رہے ہیں۔ یہ آصف الدولہ کون تھا ملاحظہ فرمائیے۔

## آصف الدولہ کون ہے؟

نواب آصف الدولہ عالی قسم کا رافضی شیعہ تھا۔ نوابان علاقہ اودھ میں سے تھا۔ اس ریاست اودھ پر قبضہ کرنے والا اور اس کی بادشاہت کا بانی نواب برہان الملک سعادت خان ایرانی شیعہ تھا۔ اسی شخص نے نادر شاہ ایرانی شیعہ کو مغلیہ خاندان کی سنی حکومت کو برباد کرنے اور زیادہ تاوان لینے کے لئے ابھارا تھا۔ (مقدمہ وقائع دل پذیر ص ۱۲)

شمالی ہند میں شیعوں کی تفرقہ سازی اور محرم کے جلوس میں ان کے گشت کرانے کی ابتداء بھی اسی آصف الدولہ شیعی کے زمانہ سے لکھنؤ سے شروع ہوئی۔

(بادشاہ بیگم اودھ ص ۱۲۳ مترجم محمود عباسی)

آصف الدولہ کے زمانہ میں مسلک شیعہ کی سب سے زیادہ اشاعت ہوئی۔ اس کے زمانہ میں نظام حکومت بالکل ڈھیلہ پڑ گیا تھا۔ انگریزی گرفت سخت سے سخت تر ہو گئی مگر اثنا عشری مسلک کی تنظیم کی بنیادیں خوب مضبوط ہو گئیں۔

(مقدمہ فضیلت صحابہ و اہل بیت از ڈاکٹر محمد ایوب قادری ص ۴۸)

فائدہ...... قارئین کرام! ہم اعلیٰ حضرت پر یہ الزام نہیں لگاتے کہ وہ شیعہ خاندان سے تعلق رکھتے ہوئے شیعہ تھے۔ کیونکہ ہمیں ان کے شیعہ ہونے کی کہیں وضاحت نہیں ملی۔ لیکن آپ حضرات اعلیٰ حضرت کے خاندان کے ناموں سے کیا اندازہ لگا رہے ہیں کہ وہ شیعہ تھے یا مسلمان؟ نیز اعلیٰ حضرت کے خاندان کا شیعوں کے ہاں مقبول ہونا کس چیز کی دلالت کرتا ہے کہ یہ خاندان واقعی شیعوں کا ہے یا مسلمانوں کا؟ اور اعلیٰ حضرت کے خاندان آباؤ اجداد کو وزارتوں کا ملنا اور بدایوں میں زمینوں کا ملنا یہ انگریزوں کی وفاداری پر دلالت کر رہا ہے یا مسلمانوں کی؟ اتنے کڑے وقت میں جبکہ مسلمانوں پر سخت سے سخت آفت آئی ہوئی ہے۔ ان کے مسلمان ہونے پر دلالت کر رہا ہے یا شیعہ ہونے پر؟ ہم اس بارے میں کچھ نہیں کہتے۔ آپ حضرات انہی کی زبانی خود فیصلہ کر لیں کہ یہ خاندان کس کے زیر سایہ رہا ہے۔ انگریزوں کے یا شیعوں کے؟

## جناب احمد رضا خان کے والد مولانا نقی علی کا تعارف

مولوی عبدالصمد مقتدری لکھتے ہیں کہ "ضلع بدایوں میں ان کی بڑی جائیداد تھی۔ بسلسلہ انتظام جائیداد بدایوں میں مسلسل آمد و رفت رہتی تھی۔ مولانا انوار الحق صاحب عثمانی بدایونی سے مخلصانہ، برادرانہ تعلق تھا۔ رؤسا بدایوں وکھیڑہ بزرگ کے خصوصی مشاغل مرغ بازی اور بٹیر بازی وغیرہ سے دلچسپی تھی۔" (رسالہ نذرانہ عرس ص ۷، بحوالہ مطالعہ بریلویت ج ۱ ص ۱۹۷)

معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت کے والد صاحب کو بٹیر بازی کا خوب شوق تھا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں شہر بریلی کے عام غریب مسلمان اسلام کی عزت اور وطن عزیز کی آزادی کے لئے سردھڑ کی بازی لگا رہے تھے۔ اس وقت اعلیٰ حضرت کے والد مولوی نقی علی اور ان کے والد مولوی رضا علی خان دونوں موجود تھے۔ انہوں نے چونکہ تحریک آزادی میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا۔ انگریزوں نے جب پکڑ دھکڑ شروع کی اور مجاہدین اسلام کے لئے وہاں رہنا مشکل ہوگیا۔ سارے مسلمان لوگ شہر بریلی سے کوچ کر کے دیہاتوں میں روپوش ہو رہے تھے۔ اس وقت صرف یہی خاندان بڑے آرام وسکون کے ساتھ شہر بریلی میں سکونت پذیر تھا اور لوگوں کے اصرار کے باوجود بریلی کے محلہ ذخیرہ میں یہ لوگ اپنے کاموں میں بغیر کسی خوف وخطر کے لگے رہے۔ چنانچہ علامہ قادری صاحب لکھتے ہیں:

''مسلمانوں کو گرفتار کر کے تختہ دار پر چڑھایا جا رہا تھا۔ مولانا رضا علی خان صاحب اس کے زمانہ میں بریلی محلہ ذخیرہ میں قیام فرما تھے۔ شہر کے بااثر بڑے بڑے لوگوں نے گھروں کو خیر باد کہہ دیا تھا اور دیہاتوں میں جا کر روپوش ہو گئے تھے۔ مولانا صاحب نے باوجود لوگوں کے اصرار کے بریلی کو نہ چھوڑا۔'' (سوانح اعلیٰ حضرت ص ۱۰) اور جناب مسعود احمد صاحب حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بہر کیف ماسوائے چند علماء کے مصلحت وقت کے تحت سب نے ہی انگریزوں کی حمایت میں عافیت سمجھی۔'' (فاضل بریلوی اور ترک موالات ص ۳۵) اور وہ کون سے چند علماء تھے جنہوں نے انگریز کی حمایت نہ کی اور قید و بند کی صعوبتوں کو پوری مومنانہ شان سے برداشت کیا۔ جناب مسعود صاحب لکھتے ہیں کہ ۱۹۱۶ء میں مولانا محمود حسن نے ریشمی خطوط کے ذریعے آزاد مملکت کا خاکہ پیش کیا۔ اسی مقصد کے لئے مولانا محمود حسن حجاز گئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب انگریز عربوں سے مل کر حجاز پر ترکی اقتدار کا خاتمہ کرنے کی بھرپور کوشش کر رہے تھے۔ ترکوں پر علماء حجاز اور علماء ہند کی طرف سے کفر کے فتوے لگائے جا رہے تھے۔ (یہ فتوے لگانے والے اعلیٰ حضرت تھے۔ ملاحظہ فرمایئے مطالعہ بریلویت ج ۱ ص ۱۹۲)

مولانا محمود حسن نے حجاز میں ترکی وزیروں سے بات چیت کی۔ مگر اسی دوران شریف والی مکہ نے ترکوں کے خلاف انگریز کی سازش کے تحت جنگ چھیڑ دی۔ پھر شریف مکہ نے ترکوں کے خلاف ایک محضرنامے پر مولانا محمود حسن سے دستخط کرانا چاہے مگر وہ روپوش ہوگئے۔ جب باہر آئے تو گرفتار کر کے انگریزوں کے حوالہ کئے گئے۔ ۱۹۱۷ء میں قاہرہ کی ایک جیل میں نظر بند رہے

پھر وہاں سے مالٹا کی جیل میں منتقل کر دیے گئے جو ملک شام کا ایک جزیرہ نما شہر ہے۔

(فاضل بریلوی اور ترک موالات ص ۳۷)

اعلیٰ حضرت کے والدین کا اس سخت وقت میں شہر بریلی میں سکون سے رہنا صرف اسی مصلحت کے تحت تھا کہ وہ انگریزوں کی وفاداری میں پیش پیش تھے اور یہ لوگ شہر بریلی میں شیعہ مشہور تھے۔ لوگ اکثر و بیشتر ان کو شیعہ کہتے تھے۔ چنانچہ ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب لکھتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خان کے والد نقی علی خان نے مدرسہ مصباح العلوم والوں سے کچھ چھیڑ چھاڑ شروع کر رکھی تھی۔ لیکن وہاں ان لوگوں کی کوئی علمی حیثیت نہ تھی۔ انہوں نے ایک چھوٹا سا مکتب مدرسہ اہل سنت کے نام سے قائم کر رکھا تھا۔ یہ نام اس لئے رکھا گیا تھا کہ جناب نقی علی خان کے بارے میں عام تاثر یہ تھا کہ آپ شیعہ ہیں۔ والد کا نام رضا علی وادے کا نام کاظم علی تھا۔ آپ نے اس اثر کو زائل کرنے کے لئے اپنے مکتب کا نام مدرسہ اہل سنت رکھا نہ مولانا نقی علی وقت کے کسی معروف عالم کے شاگرد تھے اور نہ ہی کسی بڑے شیخ کے مرید کہ اپنے ماحول میں انہیں سنی سمجھا جائے۔

آپ مارہرہ شریف بیعت کے لئے اس وقت گئے جب آپ کے بیٹے احمد رضا بھی وہاں بیعت کے لئے آپ کے ساتھ تشریف لے گئے۔ باپ بیٹے نے وہاں اکٹھے بیعت کی۔ باپ بیٹے کا اچانک اہل سنت کی صفوں میں آنا اور ادھر مکتب اس نام سے قائم کرنا ادھر ایک سنی پیر خانہ میں جا کر بیعت کرنا معنی خیز ہے اور کسی آئندہ کے پروگرام پر دلالت کرتا ہے۔

(مطالعہ بریلویت ج ۴ ص ۴۴)

قارئین کرام! شواہد و قرائن سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے خاندان کے سارے افراد یکے بعد دیگرے حکومت کے خیر خواہ چلے آرہے تھے۔ جس کی وجہ سے لوگ ان سے خوب متنفر تھے اور ان کو شیعوں کی صفوں میں شمار کرتے تھے اور اعلیٰ حضرت نے انہی حالات میں پرورش پائی ہے۔ وہ اپنے خاندان کے حالات سے خوب واقف تھے کہ ان کے ساتھ کیا بیت رہی ہے۔ اس لئے انہوں نے اسلام کی آڑ لے کر مسلمانوں کو پچاس سال کی مسلسل جدوجہد سے دو ٹکڑے کر دیا اور علماء حق دیوبند کی غیر معمولی شہرت ایک لمحہ کے لئے ان کو چین سے نہیں بیٹھنے دیا۔

اعلیٰ حضرت خود اور ان کے والد صاحب کسی موقع کی تلاش میں تھے کہ ایسا موقع ملے کہ جس کی آڑ لے کر حضرت مولانا محمد احسن نانوتوی صدیقیؒ کو بدنام اور کافر بنا کر لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے تا کہ ان کی غیر معمولی شہرت ختم ہو جائے اور مولانا کو جو ایک مرکزی بالاتفاق حیثیت حاصل ہے وہ کسی طرح نیست و نابود ہو جائے۔ چونکہ علمی میدان میں علماء دیوبند کا مقابلہ

کرنا ان کے خاندان کے بس کی بات نہیں تھی۔ آسمان و زمین کا فرق تھا۔ دیو بند کے علماء حضرات کا علم و فن ہر لحاظ سے آسمانوں کو چھو رہا تھا اور یہ حضرات علم و فہم سے بالکل عاری۔ اس لئے علمی میدان چھوڑ کر ان حضرات نے سازش کا راستہ اختیار کیا۔

## علماء دیو بند سے بریلویوں کی مخالفت کی ابتداء

ہندوستان میں ان دنوں امکان نظیر اور امتناع نظیر کا مسئلہ بڑے زور و شور سے چل رہا تھا۔ مولانا عبدالقادر بدایونی امتناع نظیر اور شمس العلماء مولانا امیر احمد سہوانی امکان نظیر کا نظریہ پیش کر رہے تھے۔ وقتاً فوقتاً مناظروں کی بھی نوبت آجاتی تھی۔ ان کے مناظروں کی مکمل تفصیل و حالات کتاب کی صورت میں مناظرہ احمدیہ کے نام سے ۱۲۹۰ ہجری بمطابق ۱۸۷۳ء میں مطبع شعلہ طور کانپور سے طبع ہوئے۔ اس مناظرہ میں در منثور میں نقل شدہ درج ذیل اثر

''ان الله خلق سبع ارضين في كل ارض آدم كآدمكم ونوح كنوحكم وابراهيم كابراهيمكم وعيسىٰ كعيسكم ونبي كنبيكم'' ﴿بیشک اللہ پاک نے سات زمینیں پیدا کی ہیں ہر زمین میں ایک حضرت آدم ہے، تمہارے آدم کی طرح اور ایک حضرت نوح ہے تمہارے نوح کی طرح اور حضرت ابراہیم ہے تمہارے حضرت ابراہیم کی طرح اور حضرت عیسیٰ ہے تمہارے حضرت عیسیٰ کی طرح اور نبی ہے تمہارے حضرت نبی کریم ﷺ کی طرح﴾ حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے پر بحث کی گئی اور امکان نظیر والے حضرات اس کا اثبات اور امتناع نظیر والوں نے اس اثر کا انکار کیا یہ کتاب مناظرہ احمدیہ جیسے چھپ کر آئی۔ مولوی نقی علی خان کو پہلے سے موقع کی تلاش تھی۔ وہ اسی انتظار میں تھے کہ کسی ایسے مسئلہ کو آڑ بنایا جائے جو لوگوں کی سمجھ سے بالاتر ہو، تاکہ ان کو دھوکہ دینے میں آسانی رہے۔

اب انہوں نے اسی امکان نظیر اور امتناع نظیر والے مسئلہ کے بارے میں جو اثر بیان کیا ہے۔ ایک سوال لکھا تاکہ مولانا محمد احسن نانوتویؒ سے یہ فتویٰ لیں کہ یہ اثر حضرت ابن عباسؓ والا صحیح ہے یا غلط ہے۔ مولانا احسن صاحبؒ کے پاس جب یہ سوال پہنچا تو انہوں نے ان کی سازش کو سمجھ لیا کہ کوئی فتنہ کھڑا کرنے کا پروگرام ہے، لہٰذا انہوں نے جواب دینے سے انکار کر دیا۔ مولوی نقی علی خاں نے دوسرے مفتی حضرات سے فتویٰ لیا۔ مثلاً مولانا عبدالحئی فرنگی محلی نے یہ فتویٰ دیا کہ اثر ابن عباسؓ بالکل صحیح ہے اور مفتی سعد اللہ صاحبؒ نے بھی یہ فتویٰ دیا کہ اثر ابن عباسؓ بالکل صحیح ہے۔ اس کے بعد پھر حضرت مولانا احسن صاحبؒ کے پاس ان کا تصدیق

شدہ فتویٰ بھیجا گیا کہ اب آپ اپنی رائے کا اظہار کریں اور فتویٰ دیں کہ آپ کے نزدیک یہ اثر ابن عباسؓ صحیح ہے یا نہیں۔

اب حضرت مولانا احسنؒ نے بھی ان دونوں مفتی حضرات کی تصدیق کرتے ہوئے مہر ثبت کر دی۔ اب مناظرہ احمدیہ والی کتاب کے مؤلف نے ایک جملہ اور بڑھا دیا تا کہ جو صحیح مسلک ہے اس میں پختگی آ جائے۔ وہ جملہ یہ کہ مولانا محمد احسن صاحب نانوتوی صدیقی بھی اس اثر ابن عباسؓ کے صحیح ہونے کے قائل ہیں اور اسی پر ان کی مہر بھی لگی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی علماء حضرات ان کے قائل ہیں یعنی امکان نظیر کے قائل ہیں۔

## امکان نظیر اور امتناع نظیر کا مطلب

امتناع نظیر کا مطلب یہ ہے کہ کیا آپ ﷺ کے مرتبہ کے برابر آپ ﷺ کی مثل اور کسی طبقہ یا زمین میں کوئی نبی ہو سکتا ہے یا نہیں۔ امتناع نظیر والے حضرات کہتے تھے ایسے بالکل نہیں ہو سکتا۔ اثر ابن عباسؓ جو در منثور میں نقل کیا گیا ہے وہ بالکل جھوٹا اور باطل ہے اور جو حضرات امکان نظیر کا قول اختیار کر کے فتوے دے رہے تھے۔ وہ یہ کہہ رہے تھے کہ اثر ابن عباسؓ بالکل صحیح ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ آپ ﷺ کی ذات کے بعد آپ ﷺ کی مثل کسی اور طبقہ یا زمین میں پیدا کر دے۔ لیکن یہ ہے ممکن بالذات اور ممتنع بالغیر یعنی اللہ پاک ایسے کرنے پر قادر تو ہے مگر ایسا کام اللہ کی سنت اور طریقے کے خلاف ہے لہٰذا اللہ پاک کریں گے نہیں۔ جیسے اللہ پاک کافر کو جنت میں بھیجنے پر قادر تو ہے لیکن خلاف سنت اللہ ہونے کی وجہ سے ایسا کریں گے نہیں۔

خلاصہ یہ کہ ممکن ہونے کے باوجود آپ ﷺ کی مثل ناممکن ہے۔ علماء حضرات اور مولانا محمد احسن صاحبؒ اس امکان نظیر والے مسئلہ کو اثر ابن عباسؓ کی وجہ سے صحیح کہہ رہے تھے۔ لیکن مولانا محمد احسن صاحبؒ کو حاسدین کے حسد کی وجہ سے خوب اندازہ ہو چکا تھا کہ یہ کسی وقت بھی میرے خلاف فتنہ کھڑا کر سکتے ہیں۔ حضرت نے دو مفتیان کرام کی تصدیق پر گو مہر تصدیق لگا دی لیکن مولوی نقی علی خان کے ساتھ رحمت حسین کو اسی وقت ایک خط لکھا کہ اگر کسی معتمد عالم کی تحقیق اس تحقیق کے علاوہ ہوئی تو میں اپنی اس تصدیق سے رجوع کر لوں گا۔ چنانچہ لکھا:

جناب مخدوم و مکرم دام مجدھم پس از سلام مسنون التماس ہے کہ واقع میں جواب مرسلہ مولوی نقی علی خان صاحب میری تحریر کے مطابق ہے۔ میں نے یہ جواب اس جواب کا خلاصہ لکھا تھا جو مولوی عبدالحئی فرنگی محلی نے لکھا تھا اور اس پر تصدیق مفتی سعد اللہ صاحب کی بھی ہے اور مطبع علوی علی بخش خان لکھنؤ میں چھپا ہے اور میں نے شاہ نظام حسین کے سامنے یہ اقرار کیا ہے کہ مجھے

اپنی اس تصدیق اور تحریر پر کسی قسم کا کوئی اصرار نہیں جس وقت علماء کے اقوال مستند کتابوں میں سے آئیں اور غلطی ثابت ہوگئی تو میں فوراً اس کو مان لوں گا مگر مولوی صاحب (نقی علی صاحب نے) براہ مسافر نوازی کوئی غلطی تو ثابت نہ کی اور نہ ہی مجھ کو اطلاع دی بلکہ شروع ہی سے کفر کا حکم شائع کردیا اور تمام بریلی میں لوگ اس طرح کہتے پھرے (کہ احسن نانوتوی کافر ہے) خیر میں نے خدا کے حوالہ کیا۔ اگر اس تحریر سے میں عنداللہ کافر ہوں تو توبہ کرتا ہوں خدا تعالیٰ قبول کرے۔

(عاصی محمد احسن عفی عنہ، مولانا محمد احسن نانوتوی ڈاکٹر محمد ایوب قادری، روحیل کھنڈ لٹریری کراچی ص ۸۷، منقول از تحذیر الناس ایک تحقیق مطالعہ سید شجاعت علی شاہ گیلانی ص ۱۵)

اتنی وضاحت کے بعد ستیاناس ہو حاسدوں کا جنہوں نے تفرقہ بازی کا ماحول بنایا۔ مخالفت اور طعن و تشنیع کا بازار گرم کیا۔ مولوی نقی علی خان نے مولانا محمد احسن نانوتویؒ پر واضح اور صاف لفظوں میں کفر کا فتویٰ لگا کر بریلی کے بازار میں دوڑ پڑے اور خوب پروپیگنڈہ کیا کہ مولوی احسن نانوتوی ختم نبوت کا منکر ہے۔ آپ ﷺ کی مثل اور نبی کو مانتا ہے۔ کافر ہے، گستاخ ہے۔ اس کے پیچھے عیدین کی نمازیں نہیں ہوتیں۔ اس کا درس سننا جائز نہیں۔ اس کے ساتھ میل جول رکھنا جائز نہیں۔ کافر ہے۔ پورے بریلی شہر میں اشتہارات، اعلانات، تقریریں، تحریریں یک دم ایک قیامت نما ہنگامہ کھڑا کردیا۔ حکومت انگریز کی تھی۔ جوان کی پشت پناہی کررہی تھی۔

اس نے فوراً مدرسہ پر ہاتھ ڈالا اور حضرت مولانا احسن نانوتویؒ کے مدرسہ مصباح التہذیب کو بند کردیا۔ حالانکہ جنہوں نے حضرت کی تصدیق سے پہلے مناظرے کئے تھے۔ کتاب چھپ کر منظر عام پر آگئی تھی۔ دوسرے مفتیان کرام اس کو صحیح بتلارہے تھے۔ ان کو کسی نے کچھ نہیں کہا۔ صرف حضرت مولانا محمد احسن نانوتویؒ کی تصدیق کو لے کر اتنا بڑا ہنگامہ کھڑا کرکے ان کو بدنام کیا گیا۔ وجہ صرف یہ تھی کہ حاسدین کو اس بات کا صدمہ تھا کہ اس کی وجہ سے علماء دیوبند کی شہرت کیوں ہورہی ہے اور یہ خود اتنا لوگوں کے ہاں کیوں مقبول ہے۔ اس کے علاوہ کوئی دوسری وجہ نہیں۔ عید کا موقع آیا۔ لوگ پہلے شہر بریلی کی عیدگاہ میں ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھتے تھے وہ تھے حضرت مولانا محمد احسن نانوتویؒ۔ اب مولوی نقی علی خان والد پاک اعلیٰ حضرت نے دوسری جگہ حسین باغ بریلی میں علیحدہ عید کی نماز پڑھائی اور یوں امت کو سازش کی قینچی سے دو ٹکڑے کرنا شروع کردیا۔

ڈاکٹر محمد ایوب قادری لکھتے ہیں کہ یہاں اس امر کی طرف بھی اشارہ کرنا ضروری ہے کہ اگر ابن عباسؓ کے مسئلہ میں علماء بریلی اور بدایونی (جہاں نقی علی کو زمین ملی تھی) نے مولانا احسن

کی بڑی شدومد سے مخالفت کی۔ بریلی میں اس محاذ کی قیادت نقی علی کررہے تھے اور بدایوں میں مولوی عبدالقادر بدایونی بن مولوی فضل رسول بدایونی سرخیل جماعت تھے۔ یہی بریلی اور دیوبند کی مخالفت کا نقطۂ آغاز تھا جو بعد میں ایک بڑی وسیع خلیج کی شکل اختیار کرگیا۔

(مولانا محمد احسن نانوتویؒ اور ڈاکٹر محمد ایوب قادری روہیل کھنڈ لٹریری سوسائٹی کراچی ص ۹۴)

عیدالفطر شوال ۱۲۹۰ ہجری بمطابق ۱۸۷۳ء میں مولوی نقی علی خان نے عیدگاہ میں مولانا کے خلاف جو محاذ آرائی شروع کی کہ اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں۔ حالانکہ مولانا ایک مدت سے عیدین کی امامت کراتے آرہے تھے۔ علیحدہ عید پڑھنے کا اعلان کردیا تو حضرت نے عید والے دن ہی یہ پیغام لکھ کر بھیجا کہ اگر سید احمد شاہ صاحب نماز پڑھائیں تو کسی طرح کا نزاع اور تکرار پیش نہ آئے گا۔ نہ ہماری طرف سے نہ ہمارے دوستوں کی طرف سے۔ اس صورت میں اگر سید صاحب نہ ہوں یا عید پڑھانے سے انکار کردیں تو سید صاحب کے قاضی غلام حمزہ صاحب کا امام ہونا مناسب ہے۔ اس پر بھی کچھ تکرار نہ ہوگا۔ اگر انہوں نے قبول نہ کیا تو ہمیں کوئی بحث نہیں کسی کی امامت سے، ہماری طرف سے نزاع نہ ہوگا۔

مگر صورتحال میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔ آخرکار مولانا احسن صاحبؒ نے مولوی نقی علی کو عیدگاہ سے یہ پیغام بھجوایا کہ میں عید کی نماز پڑھنے آیا ہوں، پڑھانا نہیں چاہتا۔ آپ تشریف لائیں، جسے امامت کے لئے چاہیں کھڑا کردیں میں اس کی اقتداء کرلوں گا۔

(حوالہ ڈاکٹر ایوب قادری ص ۸۶)

لیکن اس کے باوجود مولوی نقی علی خان اپنی روایتی ضد پر قائم و دائم رہے۔ علیحدہ ہی حسین باغ میں عید کی نماز خود پڑھائی اور نماز کے بعد اثر ابن عباسؓ کو صحیح کہنے کی وجہ سے مولانا احسن نانوتویؒ کو کافر، گستاخ اور منکر ختم نبوت کہا۔ جب تک مولوی نقی علی خان زندہ رہا، مولانا محمد احسن نانوتویؒ کے خلاف چلتا رہا۔ باوجود اس بات کے کہ حضرت کہتے رہے کہ اگر اثر ابن عباسؓ کو غلط ثابت کردو اور مفتی حضرات کی تصدیق کو غلط ثابت کردو تو میں اپنی تصدیق سے رجوع کرلوں گا۔ اگر بالفرض میں اثر ابن عباسؓ کی وجہ سے کافر ہوگیا ہوں تو توبہ کرتا ہوں میں ختم نبوت کا منکر نہیں ہوں بلکہ ختم نبوت کے منکر کو کافر سمجھتا ہوں۔ سب کچھ کرنے کے باوجود ان فتنہ پرداز لوگوں نے ایک نہ سنی۔ فتوے پر فتوے دیتے رہے۔ بالآخر بریلی شہر میں ایک علماء حق اور بریلوی حضرات کا محاذ مستقل طور پر کھل گیا جس کی قیادت اعلیٰ حضرت کے والد پاک کررہے تھے اور شروع سے ہی انگریز اور اس کے خاندان کی یہی خواہش تھی جو آخرکار پوری ہوئی۔ اس ساری

صورتحال کو دیکھتے ہوئے مولانا محمد احسن نانوتویؒ نے اپنی صفائی میں ایک اشتہار پیش کیا، جس کی عبارت یہ ہے:۔

''عید الفطر کے روز چرچا ہو رہا تھا کہ مولوی نقی علی خان صاحب نے ایک فتویٰ رام پور سے منگوایا ہے جس کی وجہ سے مجھے کافر کہہ کر فتوے کو مشہور کیا۔ وہ فتویٰ میری نظر سے نہیں گذرا۔ بعد میں مولوی یعقوب خان صاحب میرے پاس تشریف لے آئے۔ انہوں نے اس فتوے کی نقل میرے سامنے کی تو میں نے اس فتوے کی تفصیل دیکھی اور اس عقیدہ رکھنے والے کی تکفیر پر میں بھی علماء کے ساتھ متفق ہوں۔ یعنی جو شخص خاتم النبیین سوائے آنحضرت ﷺ کے کسی دوسرے کو جانے اور آپ ﷺ کی نبوت مخصوص کسی طبقہ کے ساتھ مانے۔ وہ شخص میرے نزدیک بھی خارج از اسلام ہے اور کافر ہے، لہٰذا عوام کے گمان کو دور کرنے کے واسطے یہ اشتہار دیتا ہوں کہ میرا عقیدہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کے سواء نہ کوئی خاتم النبیین ہے نہ ہوگا۔ پس اس عقیدے کے خلاف جو ہوگا وہ غیر صحیح اور غلط تصور کیا جائے گا''

(المشتہر محمد احسن نانوتوی، مولانا احسن نانوتوی، ڈاکٹر محمد ایوب قادری ص ۸۸)

یہ سارے جتن کر چکنے کے بعد جب کوئی بات کارگر ثابت نہ ہوئی اور مولوی نقی علی خان اپنے فتویٰ کفر میں پکے رہے جو انہوں نے خود ساختہ تشریح کی بنیاد پر جاری کیا تھا۔ تو ان حالات میں مولانا محمد احسن صاحبؒ نے درج ذیل فتویٰ اسی اثر کے متعلق اس وقت کے بڑے عالم جامع المعقول والمنقول مناظر اسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی خدمت میں بھیج دیا۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس باب میں کہ زید نے بتتبع ایک عالم کے جس کی تصدیق ایک مفتی مسلمین نے کی تھی۔ درباره قول ابن عباسؓ جو در منثور وغیرہ میں یوں ہے ''ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کادمکم ونوح کنوحکم وابراھیم کابراھیمکم و عیسیٰ کعیسکم ونبی کنبیکم'' کے متعلق یہ عبارت تحریر کی کہ میرا عقیدہ ہے کہ حدیث مذکور صحیح اور معتبر ہے اور زمین کے طبقات میں انبیاء کا ہونا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اگرچہ ایک ایک خاتم کا ہونا طبقات باقیہ میں ثابت ہوتا ہے مگر ان کا مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین ﷺ کے ثابت نہیں اور نہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ وہ خاتم مماثل آنحضرت ﷺ کے ہوں۔

اس لئے کہ اولاد آدم جس کا ذکر '' ولقد کرمنا بنی آدم '' میں ہے اور سب مخلوقات سے افضل ہے تو بلاشبہ آپ ﷺ جو تمام مخلوقات سے افضل ہوئے۔ پس دوسرے طبقات کے خاتم جو مخلوقات میں داخل ہیں۔ آپ ﷺ کے مماثل کسی طرح نہیں ہو سکتے اور باوجود اس تحریر

کے یہ کہتا ہے کہ اگر شرع سے اس کے خلاف ثابت ہوگا تو مان لوں گا۔ میرا اصرار اس تحریر پر نہیں ہے۔ پس علماء شرع سے استفسار ہے کہ الفاظ حدیث ان معنوں کو متحمل ہیں یا نہیں اور زید بوجہ اس تحریر کے کافر یا فاسق یا خارج اہل سنت والجماعت ہوتا ہے یا نہیں۔ بینوا و توجروا۔

(تحذیر الناس، مولانا محمد قاسم نانوتوی، قاسمی پریس دیوبند ص ۲)

اس کے جواب میں مولانا محمد قاسم صاحبؒ نے جو تحریر لکھی وہ مستقل ایک رسالہ بن گیا۔ جو تحذیر الناس کے نام سے چھپا۔ جب وہ چھپ کر آیا تو اب مولوی نقی علی خان نے اپنا عمامہ اپنے بیٹے اعلیٰ حضرت کے سر پر رکھ دیا کہ مجھ اکیلے سے یہ کام ہونے والا نہیں۔ اب تم میرا ہاتھ بٹاؤ اور ویسے بھی اس احمد رضا بچے کی عمر سولہ سال ہو چکی تھی۔ (جو بعد میں اعلیٰ حضرت کے لقب سے مشہور ہونے والا تھا اب انہوں نے کیا کارنامے انجام دیئے۔ کیسے دیئے وہ آنے کو ہیں۔ لیکن پہلے:

## تحذیر الناس کے متعلق ایک واقعہ

حضرت مولانا محمد امین صفدر اکاڑویؒ درس دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دیوبندی بریلوی ایک ایسا اختلاف ہے، جس میں بریلوی علماء کی طرف سے علماء دیوبند پر الزام ہی الزام ہے۔ آج سے سو سال پہلے بھی الزام تھا کہ دیوبندی کافر و گستاخ ہیں آج بھی یہ الزام ہے۔

ایک دفعہ اکاڑہ میں یہ اختلاف عروج پکڑ گیا بات کیس تک جا پہنچی ہم اکاڑہ کی عدالت میں پہنچے تو وہاں چوہدری خورشید احمد سیالکوٹ کا جج تھا۔ بریلوں نے ہمارے گاؤں کا قادیانی وکیل کیا ہوا تھا جس کا نام محمد دین تھا۔ اس کے ہاتھ میں تحذیر الناس موجود تھی کہنے لگا کہ جی محمد قاسم نانوتوی ختم نبوت کا منکر تھا۔ میں نے کہا جج صاحب! جو کتاب محمد دین نے پکڑ رکھی ہے اس کو نہ سمجھ آتی ہے نہ پڑھ سکتا ہے صحیح طریقہ پر جج نے کہا کیوں؟ کس زبان میں ہے یہ کتاب۔ میں نے کہ اردو میں۔ کہنے لگا کہ یہ وکیل صاحب ہیں، کیا اس کو پڑھ نہیں سکتے، میں نے جج صاحب اگر آپ ناراض نہ ہوں تو پڑھ آپ بھی نہیں سکتے، جج کہنے لگا وکیل صاحب پڑھیئے۔ تو میں نے اس سے کتاب لی اور صفحہ نمبر آٹھ کھول کر اس کو دیدی کہ یہاں سے پڑھا۔ اس نے پڑھنا شروع کیا جس میں موصوف بالذات اور موصوف بالعرض کی بحث تھی قادیانی وکیل نے دو سطریں پڑھیں جج صاحب نے وکیل کو کہا کہ یار دوبارہ پڑھنا سمجھ نہیں آئی۔ تین سے چار مرتبہ اس نے ایک ہی لائن کو پڑھوایا لیکن کچھ سمجھ نہ آئی کہنے لگا جی ایسی کتاب لکھنے کا فائدہ؟ تو میں نے کہا یہ کتاب آپ لوگوں کے لئے نہیں علماء کے لئے ہے جیسے آپ حضرات آپس میں اردو میں باتیں

کر رہے ہوں تو آدھے لفظ انگرزی میں بولتے چلے جاتے ہیں ایسے ہی جب علماء علماء کے لئے کچھ لکھتے ہیں تو اسی طرح اصطلاحی لفظ بولتے چلے جاتے ہیں، یہ کتاب آپ کے لئے یا وکیل صاحبان کے لئے نہیں لکھی گئی۔ اسی وجہ سے میں آپ حضرات سے کہتا ہوں کہ آپ کو سمجھ نہیں آتی تو اس پر آپ اعتراض کیوں کرتے ہیں؟ جج صاحب دوبارہ کہنے لگے کہ ایسی کتاب لکھنے کا فائدہ ؟میں نے کہا ایک فائدہ تو ابھی ابھی سامنے نظر آرہا ہے کہ آپ حضرات آپنے آپ کو بڑا دانشور کہتے ہو اور مسجد کے ملاں کو نکما۔ تو مولوی حضرات سے ایسی ایسی بھی کتابیں بھی لکھی گئیں جس سے آپ حضرات کا تکبر ٹوٹے، کہ اگر مولوی کچھ لکھ دے تو آپ پڑھ نہیں سکتے، سمجھنا تو دور کی بات ہے۔ جج کہنے لگا کہ بات تو ٹھیک ہے کہ اس کتاب نے ہمارا تکبر توڑ کے رکھ دیا ہے۔ تو پھر اس نے وکیل کو کہا جب آپ کو سمجھ نہیں آتی تو آپ اعتراض کیا کرتے ہیں؟ اس نے کہا جی آج ہماری تیاری نہیں ہے۔ ہمیں تاریخ دے دیں! اگلی تاریخ جب ہم پہنچے تو اس نے پھر تاریخ لے لی تیسری تاریخ پر جب ہم پہنچے تو جج صاحب کہنے لگے کہ میں تو بڑا پریشان ہوں لوگ مجھ پر بڑا دباؤ ڈال رہے ہیں کہ سنیوں بریلویوں کو چھوڑ دو اور دیوبندیوں کو گرفتار کر لو! اس لئے میں دباؤ کی وجہ سے انصاف کے تقاضے پورے نہیں کر سکتا یہ کیس ڈی سی کو بھیج دیتا ہوں وہ کسی اور جج کو بھیج دے۔ تو اس نے وہ کیس ڈی سی کو بھیج دیا اس وقت اکاڑہ میں ڈی سی چوہدری نزیر احمد لاہور کا تھا۔ پکا مسلم لیگی تھا۔ اگلے دن جب ہم وہاں پہنچے تو وہ کہنے لگا کہ کیا جھگڑا ہے تم مولویوں کا؟ مولوی غلام علی بریلوی کہنے لگا کہ جی دیوبندی کافر و گستاخ ہیں۔ تو میں نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ کس وجہ سے کافر وگستاخ ہیں، تم تو صرف ہمیں کافر نہیں کہتے۔ بلکہ مسلم لیگ کو بھی کافر کہتے ہو اور قائداعظم کو بھی کافر کہتے ہو۔ اس نے کہا کہ کہاں لکھا ہے؟ میں نے کتاب کھولی اور اس کو دیکھا دیا۔ پھر میں نے کہا کہ پتا ہے کہ مسلم لیگ کو کافر کیوں کہتے ہو اس لئے کہ اسمیں اشرف علی زندہ آباد کے نعرے لگائے جاتے ہیں۔ اتنے میں ڈی سی صاحب بول پڑے کہ مولوی صاحب انگریز یہاں سے دفعہ ہو گیا ہے۔ میں مولوی نہیں ہوں، لیکن میں نے تاریخ کا مطالعہ کیا ہے، میں تاریخی طور بتا سکتا ہوں کہ انگریز کے سو سالہ دور میں دیوبندی علماء ملک کے اندر بھی جیل میں رہے اور ملک کے باہر بھی جیلوں میں بھیج دیئے گئے۔ آپ مجھے بتائیں کہ کوئی بریلوی عالم انگریز کے دور میں صرف پانچ منٹ جیل میں رہا ہو۔ جو لوگ انگریز کے دور میں معتوب تھے۔ اب تو ان کی جان چھوڑ دو! انگریز تو دفعہ ہو گیا ہے۔ دوسری بات جو اس نے کہی وہ اس بھی بڑھ کر کہی۔ وہ یہ تھی کہنے لگا کہ میں نے نہ دیوبند میں پڑھا ہے۔ نہ میں نے وہ مدرسہ دیکھا ہے۔ تاریخی طور پر اتنا جانتا ہوں کہ اگر دیوبندکی

چار دیواری کے باہر کتا بھی پھر رہا ہو تو انگلینڈ کا بادشاہ بھی اس سے کانپتا ہے۔ اندر پتا نہیں کیا پارہ بھرا جاتا ہے وہاں۔ یہ تو وہ لوگ ہیں کہ جن سے بڑی بڑی سلطنتوں کے بادشاہ بھی کانپتے ہیں۔ اور کفر جہاں کہیں بھی ہے۔ اگر کانپتا ہے تو علماء دیوبند سے کانپتا ہے۔ میں تاریخ سے یہ سمجھا ہے، اور ہر کفر کا مقابلہ انہوں نے کیا ہے۔ لہذا آپ حضرات ان کو معاف کر دیں! پھر اس نے یہ کیس تحصیل دیپالپور ر عیسائی جج کے پاس بھیج دیا۔ اس زمانہ میں میرے سکول کا ہیڈ ماسٹر بھی بریلوی تھا۔ یہ لوگ رات کو جا کر اس کو بھرتے رہے کے مولوی امین کو کل پیشی کے وقت چھٹی نہ دینا۔ پتا نہیں کتنا اس کو بھرا! اگلے دن میں جب چھٹی کی درخواست لے کر گیا۔ تو ہیڈ ماسٹر صاحب کہنے لگے کہ مولوی صاحب کیا فتنہ ڈال رکھا ہے۔ کوئی چھٹی نہیں درخواست لے کر پھینک دی۔ میں نے وہ درخواست اٹھائی باہر آ گیا استعفیٰ لکھا اور اندر جا کر استعفیٰ بھی اور درخوست بھی ہیڈ ماسٹر کو دیدی کہ یہ استعفیٰ ہے، یہ درخوست ہے، میں جا رہا ہوں جو چاہے منظور کر لینا۔ جب میں عدالت پہنچا تو آواز لگ چکی تھی۔ لوگ اندر جا رہے تھے، میرے استاد تھے حضرت مولانا ضیاء الدین صاحبؒ فاضل دیوبند ان کو بخار تھا ضعف کی وجہ سے کھڑے نہیں ہو سکتے تھے۔ عدالت کے باہر ہی بیٹھ گئے ہم اندر پہنچے تو بریلوی حضرات مولوی غلام علی وغیرہ کھڑے تھے۔ تو میں جج صاحب کو کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں مولوی غلام علی سے آپ کی وساطت سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں! اس نے کہا کہ کیا بات ہے۔ میں نے کہا اگر آپ اجازت دیں تو ایک سوال پوچھ لوں۔ اس نے کہا ضرور پوچھیں تو میں نے احکام شریعت کا حصہ نمبر ۳ کھول لیا اور پڑھنا شروع کر دیا کہ "کسی سنی کو قطعاً اجازت نہیں کہ وہ کسی عیسائی کی عدالت میں جا کر کھڑا ہو خواہ کتنا ہی مؤمن کیوں نہ ہو اس کا ایمان ضائع ہو جاتا ہے" جج صاحب نے کہا کہ دوبارہ پڑھ کے سناؤ میں نے دوبارہ پڑھ کے سنایا تو وہ کہنے لگا کہ یہ کس نے لکھا ہے۔ میں نے کہا کہ ان کے ایک اعلیٰ حضرت ہیں انہوں نے لکھا ہے۔ مولوی غلام علی صاحب فوراً ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ جج صاحب کو کہنے لگے کہ ہمیں ذرا صلح کی بات کر لینے دو! ہم صلح کرتے ہیں۔ عدالت تو چاہتی ہے کہ لوگ صلح کر لیں۔ جج صاحب نے اجازت دیدی باہر آ کر میں نے مولوی غلام علی صاحب سے کہا کہ ایمان تو آپ کا کھڑے کھڑے ہی ضائع ہو گیا تھا! ہاتھ باندھ کر کیا دے رہے تھے۔ وہ مولوی جو کہتا تھا کہ اگر دیوبندی کا کپڑا بھی کسی کو لگ جائے تو اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اس نے میرے استاذ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کے پاؤں پکڑ لئے کہ مولوی امین سے میری جان چھوڑاؤ یہ تو مجھے لے بیٹھا ہے۔ تو پھر اس نے ایک تحریر لکھ دی کہ "آج کے بعد پورے ضلع اکاڑہ میں علماء دیوبند کے خلاف کبھی تقریر نہیں

کریں گے۔ اور اس جماعت کی کبھی تکفیر نہیں کریں گے۔ اپنا جو مسلک ہے بس وہ بیان کریں گے۔ اگر کہیں دیہات میں بھی کسی نے علماء دیوبند کے خلاف تقریر کی تو میں اس کی بھی ذمہ داری قبول کرتا ہوں" الحمد للہ اکاڑہ میں چند سال تو بڑے سکون کے گزرے (درس نمبر ۶۲) (جیتا اسلام ہارا باطل "اللهم لک الحمد ولک الشکر")

اب ان کی سولہ سالہ زندگی پر ایک نظر۔

## جناب احمد رضا خان صاحب کا تعارف و بچپن

پیدائش...... ہندوستان کے صوبہ یوپی کے شہر بریلی میں ۱۰ ر شوال ۱۲۷۲ ہجری بمطابق ۱۴ ر جون ۱۸۵۶ء میں جناب احمد رضا خان صاحب مولوی نقی علی خان کے ہاں اس وقت پیدا ہوئے جس وقت ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔

تعلیم و تربیت...... چونکہ بریلی شہر پر اس وقت علماء دیوبند علمی و عملی لحاظ سے چھائے ہوئے تھے۔ ان کا اپنا مدرسہ کوئی تھا نہیں جس میں حضرت صاحب تعلیم حاصل کرتے۔ اس لئے مجبوری کی بناء پر اس ننھے منے بچے کو مرزا غلام احمد قادیانی کے بھائی مرزا غلام قادر کے پاس تعلیم کے لئے سپرد کر دیا۔ ان کو جو کچھ آتا تھا وہ پڑھا دیا۔ باقی جو کچھ رہ گیا تھا، والد صاحب مولوی نقی علی نے خود پڑھانا شروع کر دیا اور ماشاء اللہ سب علوم ۱۳ سال کے مختصر عرصہ میں حاصل کر لئے۔ یعنی سات آٹھ سال کی عمر میں پڑھنا شروع کیا ہوگا اس مجدد وقت نے صرف پانچ سالوں میں سب کچھ حاصل کر لیا اور یہ کہیں سے ثابت نہیں کہ آپ کو قرآن کی کتنی صورتیں یاد تھیں۔ بس یہی کچھ آتا ہے تعلیمی زمانہ جو ذکر کر دیا گیا ہے۔ جیسے ہی تعلیمی زمانہ سے فارغ ہوئے۔ والد صاحب نے نظر کرم کرتے ہوئے اپنے اس چھوٹے سے پیارے بچے کو اپنی مسند پر بٹھا دیا۔ اسلام کے چودہ صدیوں میں یہ شرف صرف اسی ہونہار بچے کو ہے جس نے چودہ سال کی عمر میں فتوے کا قلم دان سنبھالا۔ ملاحظہ فرمائیے۔

تیرہ سال کی عمر میں ایک فتویٰ لکھ کر اپنے والد ماجد کی خدمت میں پیش کیا۔ جس کا جواب بالکل صحیح تھا۔ والد صاحب نے جودت ذہنی دیکھ کر اسی وقت سے افتاء کا کام آپ کے سپرد کر دیا۔ (المیزان احمد رضا ص ۱۹۷)

جس دن اعلیٰ حضرت کو مسند افتاء پر بٹھا لیا گیا۔ اسی دن وقت کے مجدد بھی کامل بن گئے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

آپ نے ۱۲۸۶ ہجری میں علوم مروجہ درسیہ علم سے فراغت حاصل کی اور منصب افتاء پر

بٹھائے گئے۔ اسی دن سے ان کی زندگی کا اگر جائزہ لیا جائے تو ان کا مجدد کامل ہونا آفتاب نیمروز کی طرح ظاہر و آشکارا ہے۔ (احمد رضا نمبر ص ۳۸۱)

ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آپ وقت کے مجتہد بن گئے اور امام اعظم ابوحنیفہؒ کے شاگردوں کے برابر کا درجہ رکھنے لگے۔ ملاحظہ فرمایئے: فتاویٰ رضویہ کا ناشر تعارف کراتے ہوئے لکھتا ہے کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس فتویٰ کو (رضویہ فتوی) امام ابوحنیفہ نعمانؒ دیکھتے تو یقیناً ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں اور اس کے مؤلف (احمد رضا) کو اپنے اصحاب امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے زمرے میں شمار کرتے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۴)

## اعلیٰ حضرت کے متبعین کی علمی حالت

یہ تو تھی اعلیٰ حضرت کی علمی شان کہ مختصر وقت میں کتنا کچھ حاصل کر لیا۔ اب ذرا ان کے مریدین، متبعین کی حالت کا اندازہ لگائیں۔ سلسلہ خیر آبادیہ کے بزرگ حضرت مولانا معین الدین اجمیری مدرس مدرسہ معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف جنہیں بریلوی حضرات علماء آفتاب کا لقب دیتے ہیں، وہ لکھتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت کے مشنری اطراف ہندوستان میں حشرات الارض کی طرح پھیلے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے احکام (لوگوں کو کافر بنانا علماء حق کے خلاف اکسانا وغیرہ) کی جابجا تبلیغ و اشاعت ان کا کام ہے۔ یہ لوگ گو علم سے محض نا آشنا ہوتے ہیں۔ جن کا مبلغ علم کل یہ ہوتا ہے کہ وہ اعلیٰ حضرت کے اردو رسالے اس طرح پڑھ دیں کہ فی سطر کم از کم دس غلطیاں ضرور کر جائیں لیکن علماء ربانین کی تکفیر و توہین ان کا شعار (خاص علامت) اور ان کی تضلیل و تفسیق ان کا دثار ہے۔ جس سرزمین میں جہالت عروج پر ہوتی ہے وہاں ان کے قدم خوب جمتے ہیں اور جس خطہ پاک میں علمی چرچا ہوتا ہے۔ اس طرف وہ ادھر کا رخ نہیں کرتے۔ کیونکہ گو علوم سے واقف نہ سہی لیکن اپنی حقیقت سے خوب واقف ہوتے ہیں۔" (تجلیات انوار المعین ص ۶)

یہ ان کے گھر کی شہادت ہے جو کچھ اس میں بیان کیا گیا ہے آج بھی اعلیٰ حضرت کی روحانی ذریت کا یہی شعار و دثار ہے۔ ذرہ بھر اس میں کمی نہیں ہوئی بلکہ ترقی کرتے جا رہے ہیں۔

دوسری جگہ پر حضرت معین الدین اجمیری حضرت کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

"گھر بیٹھے قلم کے نیزے چلا رہا ہے۔ جس کو اس بازی (نیزے کی بازی) سے اتنی بھی فرصت نہیں ملی کہ کبھی مجمع میں آ کر کسی سے برسرپیکار ہوتا۔ پھر وہ خواہ مات کھا کر ہی گھر لوٹتا لیکن مخلوق یہ کہنے سے تو باز رہتی کہ از ابتداء و درمیان نبود۔" (تجلیات انوار المعین ص ۴۵)

## اعلیٰ حضرت کی پیروی کرنے والے علم وعقل سے پاک

حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ:''اعلیٰ حضرت کے خاص الخاص مشنریوں سے انصاف کی توقع اس لئے نہیں کہ ان کو اعلیٰ حضرت کی ذات سے منافع دنیوی حاصل ہیں۔جن پر ان کا کارخانہ زندگی چل رہا ہے۔اس لئے وہ دنیا کے قدر شناس علم وعقل سے پاک ہیں۔'' (تجلیات انوار المعین ص ۶)

## اعلیٰ حضرت کی صفات کا بیان

حضرت مدرس مولانا معین الدین اجمیری بریلوی لکھتے ہیں:

۱...... ''الزام بما لم یلتزم ''یعنی جس امر کا مخالف کو التزام نہ ہو شرعاً عرفاً اس کا لزوم ہو، اس کو اپنے مخالف کے سر تھوپنا اعلیٰ حضرت کی خاص صفت ہے۔ (تجلیات انوار ص ۸)

یعنی کسی آدمی کے ذمے ایسے عقیدے لگانا جس کو وہ تسلیم نہ کرتا ہو۔شرعی اور عرضی طور پر صرف خالی الزام ہی ہو۔اس کو دوسرے کے سر تھوپنا اعلیٰ حضرت کی صفت خاص تھی۔

۲،مغالطہ دہی...... یہ خاصیت اعلیٰ حضرت کی تمام تالیفات کی جان وروح رواں ہے۔(اعلیٰ حضرت نے جتنی تالیفات لکھی ہیں یا جو بھی ان کی طرف منسوب ہیں وہ اس عبارت کا مکمل مصداق ہیں۔)

۳،بہتان طرازی...... (تجلیات انوار ص ۱۲)

۴،خروج از دائرۂ بحث...... جب اعلیٰ حضرت کسی جواب سے عاجز و درماندہ ہو جاتے ہیں تو جس میں بحث جاری ہے اس کو چھوڑ کر غیر متعلق بحث کا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں۔(تجلیات ص ۱۲)

۵،مجادلہ(جھگڑ پڑنا)...... یہ صفت اعلیٰ حضرت کا آخری حیلہ ہے۔ (ایضاً ص ۱۳)

۶،افتراء و تحریف...... (ایضاً ص ۱۷)

۷،خود فراموشی...... اعلیٰ حضرت اپنی شان و مرتبہ کو فراموش کر کے صحابہ کرامؓ، مجتہدین پر اپنی ذات کو قیاس کرنے کے بے حد عادی ہیں۔ (ایضاً ص ۱۸)

ایک دوسرے مرید اعلیٰ حضرت کے مدنی میاں یہ تاثر ظاہر کرتے ہیں۔

۸،مولانا احمد رضا خان کے متعلق پڑھے لکھے حلقوں کی رائے یہ ہے...... آج اہل دانش امام احمد رضاء کی عبقری ذات کو نہ تو جانتے ہیں نہ ہی پہچانتے ہیں۔ان کا اسم گرامی ایک مذہبی گالی سمجھا جاتا ہے۔ (المیزان احمد رضا نمبر ص ۳۸)

نوٹ...... قارئین کرام یہ سب کچھ ان کے گھر کے افراد بیان کر رہے ہیں۔ ہم کچھ نہیں کہہ رہے۔ کیونکہ ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔

9...... پروفیسر مسعود احمد صاحب لکھتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خان کے متعلق مدتوں سے یہی تاثر رہا ہے کہ گویا آپ جاہلوں کے پیشوا ہیں۔ (فاضل بریلوی اور ترک موالات ص۵)

## اعلیٰ حضرت کو مسائل بتانے کا شوق

اعلیٰ حضرت کا علم کتنا وسیع ہے۔ آپ حضرات نے ملاحظہ فرمالیا ہے کہ وقت کے مجدد اور مجتہد اور تیرہ سال سے افتاء کا کام جاری تھا۔ ایک دفعہ حافظ امیر اللہ صاحب بریلوی کی کسی شیعہ عالم سے تکرار ہوگئی تو انہوں نے شیعہ صاحب کے اعتراضات کے جوابات کے لئے اعلیٰ حضرت سے رابطہ کیا۔ آپ نے آگے سے جواب دیا، پڑھیے۔:

"حافظ سردار احمد بریلوی لکھتے ہیں کہ مولوی احمد رضا خان صاحب کی طرف سے حافظ امیر اللہ کو جواب ملا کہ ہاں جواب تو ممکن ہے مگر ایک ہزار روپیہ ہونا چاہیے۔ حافظ صاحب نے فرمایا کہ آخر جواب کے لئے اتنی کثیر رقم کی کیا ضرورت ہے؟ تو معلوم ہوا کہ ان کی مذہبی کتابیں خرید کر مطالعہ کی جائیں گی۔ پھر اس کا جواب لکھا جائے گا۔ بغیر اس کے جواب ممکن نہیں۔"

(منقول از فرقہ بریلویت کا تحقیقی جائزہ ص ۱۰۷)

## اعلیٰ حضرت کی جوانی

قارئین کرام! آپ حضرات نے اعلیٰ حضرت کی علمی قابلیت اور ان کی صفات خود انہی کی کتب سے پڑھ لی ہیں اور ان کے والد صاحب کے حالات بھی پڑھ لئے ہیں۔ اب اعلیٰ حضرت کی اگلی زندگی کا اندازہ لگایئے۔ جیسے جیسے اعلیٰ حضرت زندگی کا سفر آگے طے کرتے گئے۔ ویسے ویسے مجتہدانہ اور مجددانہ فتوے اور الزام تراشیاں شروع کردیں۔ اپنے فتوؤں کے تیروں کے منہ حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ کی طرف پھیرا۔ کیونکہ ہندوستان میں سب سے زیادہ رسم ورواج کو ختم کرنے میں اور علماء دیوبند کے تعارف کرانے میں ان کا کردار تھا اور چونکہ حضرت سید احمد صاحبؒ شہید کے ساتھ تحریک آزادی کے دوروں میں پیش پیش تھے۔ تقریباً ہر گاؤں اور بستی اور ہندوستان کا چپہ چپہ حضرت کے اعمال وکردار سے واقف تھا اور انہی علماء حق کے گیت گاتا تھا۔

اس لئے دشمن نے سب سے پہلے لوگوں میں اس پر کفر کے فتوے لگا کے منافرت کا بیج بویا اور تقویۃ الایمان کتاب کی عبارات سے خود ساختہ مطلب نکالا اور کفر کے فتوے لگا کر اپنے والد صاحب کی سنت کو زندہ کیا۔ اب اسی سنت کو اعلیٰ حضرت کی ذریت زندہ کئے ہوئے ہے۔ اعلیٰ

حضرت نے پہلے کئی وجوہ سے شاہ اسماعیل شہید کا کافر ہونا ثابت کیا اور یہ فتویٰ لگایا کہ جوان کے کفر میں شک کرے، وہ کافر ہے اور یہ کتابیں حضرت شاہ صاحب کے خلاف لکھیں۔ الکوکبۃ الشہابیہ، سل السیوف الہند، سبحان السبوح وغیرہ۔ ان میں سینکڑوں جگہ یہ دعویٰ کیا کہ شاہ اسماعیل دہلویؒ خدا کو جھوٹا کہتا ہے۔ اس کی تنقیص کرتا ہے۔ اس کو عیب لگاتا ہے۔ اسکے رسولوں کی توہین کرتا ہے۔

بالخصوص سید الانبیاء ﷺ کو نہایت ناپاک گالیاں دیتا ہے۔ ملائکہ، قیامت، جنت، دوزخ وغیرہ تمام ضروریات دین کا انکار کرتا ہے۔ یہ وہ دعوے ہیں جن سے اعلیٰ حضرت کی کتابیں لبریز ہیں۔ صرف نمونے کے طور پر ایک عبارت آپ بھی پڑھ لیں۔: ’’یہ دشمن اسلام حضرت شاہ صاحبؒ کی ایک عبارت نقل کر کے آگے لکھتا ہے اس میں صاف تصریح ہے کہ جو کچھ آدمی اپنے لئے کر سکتا ہے وہ سب خدائے پاک کی ذات پر بھی وارد ہے۔ جس میں کھانا، پینا، سونا، جاگنا، پاخانہ، پیشاب کرنا، چلنا، پھرنا، ڈوبنا، مرنا سب کچھ داخل ہے۔ تھوڑا سا آگے اسی صفحہ پر لکھتا ہے اس میں صاف اقرار ہے کہ اللہ عزوجل کا جھوٹ بولنا ممتنع بالغیر بلکہ محال عادی بھی نہیں۔‘‘

(الکوکبۃ الشہابیہ ص ۱۵)

پھر اسی کتاب کے آخر میں لکھتا ہے کہ ستر بلکہ ستر ہزار بلکہ بے حدو بے شمار وجوہ سے کفریات ثابت ہیں۔ ملاحظہ کیجئے۔

اس فرقہ متفرقہ یعنی وہابیہ اسماعیلیہ اور اس کے امام نافرجام پر جزماً قطعاً یقیناً اجماعاً بوجوہ کثیرہ لازم ہے اور بلا شبہ جماہیر فقہائے کرام واصحاب فتویٰ اکابر واعلام کی تصریحات واضح طور پر یہ سب (دیوبندی حضرات) کے سب مرتد، کافر، باجماع ائمہ ان سب پر اپنے تمام کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ ورجوع اور از سر نو کلمہ اسلام پڑھنا فرض و واجب ہے۔ اگر چہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں کفار سے زبان کو روکنا ہی ماخوذ اور مختار پسندیدہ اور مناسب ہے۔

(الکوکبۃ الشہابیہ ص ۹۵)

سبحان السبوح کتاب میں لکھا علما محتاطین انہیں کافر نہ کہیں یہ ہی صواب ہے۔ ’’وھو الصواب وبه يفتىٰ و عليه الفتوىٰ وھوا المذھب وعليه الاعتماد ‘‘ اور اسی پر فتویٰ ہے۔ یہی ہمارا (بریلویوں) مذہب ہے اور اسی پر اعتماد ہے اور اسی میں سلام اور اسی میں استقامت ہے۔

(سبحان السبوح ص ۱۹۰)

ایک اور جگہ لکھا اما الطائفہ (اسماعیل دہلویؒ) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کیونکہ ہمیں

ہمارے نبی ﷺ نے "لا الہ الا اللہ" کے اہل کی تکفیر سے منع فرمایا ہے۔ جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے، "فان الاسلام یعلوا ولا یعلی" (سبحان السبوح ص ۸۰)

فائدہ...... مثل مشہور ہے کہ دروغ گورا حافظہ نباشد۔ جس وقت کفر کی تلوار چل رہی تھی۔ اس وقت یاد نہیں تھا کہ اسلام کا یہ حکم ہے کہ جب تک کفر کے ۱۰۰ احتمال ثابت نہ ہو جائیں فتویٰ کفر نہیں لگانا چاہئے۔ اب یاد آیا ہے کہ جب یہ فتویٰ بھی دے دیا کہ جو شاہ اسماعیلؒ کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ چونکہ اعلیٰ حضرت کو شاہ اسماعیل شہیدؒ کے کفر میں شک ہو گیا ہے لہٰذا اپنے فتویٰ کی رو سے خود کافر ہے اور کافر کی کسی بات کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ خود بریلوی حضرات بھی اس کافر کے کسی فتویٰ پر عمل نہیں کرتے۔ مثلاً اس کافر نے یہ فتویٰ بھی دیا تھا کہ رشید احمد گنگوہیؒ، واشرف علی تھانویؒ اور ان سب کے مقلدین و متبعین و پیروان و مدح خواں باتفاق علماء اعلام کافر ہوئے اور جو ان کو کافر نہ جانے ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی بلا شبہ کافر ہے۔

(عرفان شریعت حصہ دوم ص ۹)

متبعین مقلدین دیوبند حضرات سب اعلیٰ حضرت کے نزدیک کافر ہوئے۔ ان کے کفر میں بھی شک کرنے والا کافر ہے۔ آج الحمدللہ! دیوبند حضرات کے مدارس میں زیادہ تر انہی بریلوی حضرات کے بچے پڑھ رہے ہیں اور صحیح دین کی تعلیم حاصل کر کے صحیح سنی بن رہے ہیں اور جس علاقہ میں بھی آپ حضرات رہتے ہیں، وہاں کے ارد گرد ماحول کو اگر دیکھ لیں تو معلوم ہوگا کہ رشتے ناطے بھی دیوبندی حضرات کے ساتھ بریلوی حضرات کے جاری وساری ہیں۔ یہ سب کچھ ان دیوبندیوں کے صحیح مسلمان ہونے پر واضح دلالت کرتا ہے۔ اب آپ بتائیں کہ اعلیٰ حضرت کے فتوے پر کسی نے عمل کیا ہے؟

## علماء حق دیوبند کے متعلق اعلیٰ حضرت کا فتویٰ

اعلیٰ حضرت نے ایمانی جوش میں آ کر ایک دفعہ یوں فتویٰ دیا کہ: جو انہیں کافر نہ کہے، جو ان کا پاس لحاظ رکھے، جو ان کے استاذ یا رشتے یا دوستی کا خیال کرے، وہ بھی انہی میں سے ہے۔ انہی کی طرح کافر ہے۔ قیامت میں ان کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا۔

(احکام شریعت ص......)

### دوسرا فتویٰ

ایک دفعہ فتویٰ دیتے ہوئے یہ موتی بکھیرے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا: "بلا شبہ اس سے

دور بھاگنا اور اسے اپنے سے دور کرنا اس سے بغض، اس کی اہانت، اس کا رد فرض اور توقیر حرام و هدم اسلام، اسے سلام کرنا حرام، اس کے پاس بیٹھنا حرام، اس کے ساتھ کھانا پینا حرام، اس کے ساتھ شادی بیاہ حرام اور قربت زنا خالص، بیمار پڑے تو پوچھنے جانا حرام، مرجائے تو اس کے جنازے میں شرکت اسے مسلمانوں کا غسل و کفن دینا حرام۔ اس پر نماز جنازہ پڑھنا حرام بلکہ کفر اس کا جنازہ اپنے کندھوں پر اٹھانا اس کے جنازے کی متابعت حرام۔ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا حرام۔ اس کی قبر پر کھڑا ہونا حرام۔ اس کے لئے دعائے مغفرت یا ایصال ثواب حرام بلکہ کفر۔"

(عرفان شریعت ص ۳۰)

حضرت نے بارہ (۱۲) دفعہ کہہ کر حرام کی گردان پڑھی ہے لیکن اس کے باوجود آج ان کے فتوے پر عمل کرنے والا کوئی نہیں۔ اگر کسی بریلوی میں ایمان کی رتی ہے تو ایمان کے ساتھ بتائے کہ اس نے ان سب باتوں پر عمل کیا ہے؟ جہاں تک میرا غالب گمان ہے اس فتوے میں جتنے کام ذکر کئے گئے۔ اسی وقت سے ان پر عمل کرنے والا کوئی نظر نہیں آتا۔ کیونکہ سب حضرات تو جاہل اور متعصب اور علم و عقل سے عاری نہیں۔ کوئی کوئی ہوتا ہے۔

## بریلویوں کا عمل فتویٰ کے خلاف

۱...... بریلویوں کے مفتی مظہر اللہ صاحب دہلوی کے صاحبزادے جناب مسعود احمد جو اعلیٰ حضرت کی حمایت میں پیش پیش تھے، وہ لکھتے ہیں: قسام ازل نے کسی کو سمجھ ہی ایسی عطاء فرمائی ہو کہ اس کی سمجھ میں کسی عبارت کے ایسے ظاہری معنی نہیں آتے جو موجب کفر ہوں تو ایسے شخص کی دیانۃً تکفیر نہیں کی جاسکتی۔ کیونکہ وہ ایسے معنیٰ کا قائل نہیں جو موجب کفر ہو۔ (فتاویٰ مظہری ص ۳۷۸)

مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کی سمجھ اتنی تھوڑی ہو کہ کسی عبارت کے ظاہری معنی ہی اس کو نہیں آتے تو وہ دیانتاً کسی کی تکفیر نہ کرے۔ ہاں خان صاحب بن جائے اور خیانت کے درپائے ہوجائے تو پھر جو چاہے کرشمہ ساز کرے۔

## ایک مناظرے کا واقعہ

ضرب شمشیر کتاب میں یہ واقعہ آتا ہے کہ ایک دفعہ موضع سالار گاہ ضلع راولپنڈی میں حضرات دیوبند کے کفر و ایمان کے متعلق مولوی بہار الدین صاحب امام مسجد اور محمد اشرف خان کے مابین تنازعہ رونما ہوا۔ تنازعہ نے مناظرہ کی صورت اختیار کر لی مناظرہ طے ہوگیا اور دونوں طرف کے علماء مقرر شدہ دن موضع سالار گاہ پہنچ گئے۔ مناظرے سے پہلے دیہات کے معززین حضرات نے یہ تجویز پیش کی کہ مناظرے کے فیصلے کے لئے پیر مہر علی شاہ صاحبؒ گولڑہ شریف

راولپنڈی کو ثالث مان لیں۔ چنانچہ اس پر دونوں فریق راضی ہو گئے اور دونوں فریقوں کے لوگ پیر صاحبؒ آف گولڑہ شریف کے پاس جا حاضر ہوئے اور مسئلہ پیر صاحبؒ کی خدمت میں یوں عرض کیا کہ محمد اشرف خان یہ کہتا ہے کہ جو شخص کسی مسجد کا امام ہو اور ان پانچ حضرات (۱) حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ (۲) حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (۳) حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (۴) حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور (۵) حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ کو کافر نہ کہے، اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

حضرت پیر صاحبؒ گولڑہ شریف کو یہی بات ناگوار گذری اور فرمایا کہ اگر یہ پانچ بزرگ مسلمان نہیں تو دنیا میں کوئی مسلمان نہیں اور جو شخص ان پانچ بزرگوں کی تکفیر کرے۔ اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ یہ بات دربار گولڑہ شریف کے مفتی قاری غلام رسول نے اس تحریر کے نیچے لکھ دی۔ (علماء اہل سنت، دیو بند مشائخ پنجاب، مولانا محمد عبداللہ، مکتبہ مدنیہ لاہور ص ۲۹)

معلوم ہو گیا کہ جو آدمی علماء دیو بند کو کافر کہے وہ پیر صاحب کے نزدیک خود کافر ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ پانچ حضرات پکے سچے صحیح العقیدہ سنی حضرات ہیں۔ نیز اگر ان کو مسلمان نہیں جانتے تو پیر صاحبؒ کے نزدیک پھر دنیا میں کوئی مسلمان ہے ہی نہیں، لہٰذا جو ان حضرات کو مسلمان مانے گا وہ خود بھی مسلمان ہوگا اور اس کو دنیا میں مسلمان نظر آئیں گے اور جو ان کو کافر کہے گا وہ خود بھی کافر ہے اور دنیا میں اس کو سارے کافر نظر آئیں گے۔ کیونکہ انسان اپنے اوپر دوسرے کو قیاس کرتا ہے۔

## مولانا احمد سعید کاظمی کی قاضی احسان احمد شجاعبادیؒ کی نماز جنازہ میں شرکت

ایک اخبار میں یہ خبر آئی کہ ملتان اور شجاع آباد کے دینی مدارس آج بھی بند رہے۔ نماز جنازہ میں جن معروف شخصیات نے شرکت کی ان میں مفتی محمود، مولانا ابوذر بخاری، مولانا احمد سعید کاظمی، مولانا خدا بخش، مولانا عبداللہ درخواستی، مولانا خیر محمد جالندھری، مولانا عبیداللہ انور، مولانا لال حسین اختر، مولانا تاج محمود، مولانا حبیب اللہ، مولانا غلام جیلانی اور مولانا دوست محمد رحمھم اللہ صاحبان شامل ہیں۔ (روزنامہ مشرق ۲۵ نومبر ۱۹۶۶ء)

دیکھئے یہاں بریلوی حضرات کے اکابر اکابرین دیو بند کی صفوں میں اکٹھے کھڑے نظر آ رہے ہیں۔ جس سے واضح معلوم ہوتا ہے کہ علماء دیو بند پکے سچے مسلمان اور صحیح سنی ہیں اور انسان کا عمل اس کے قول سے بہتر ہوتا ہے، لہٰذا بریلوی حضرات کے قول کا کوئی اعتبار نہیں۔ ان کے عمل کا اعتبار ہے۔ یہ عملاً اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ علماء دیو بند اور ان کے متبعین پکے سچے مسلمان

ہیں۔ اسی وجہ سے بریلوی حضرات کے قولی فتوؤں کا اسلامی دنیا میں کوئی اعتبار نہیں۔ کیونکہ ان کا عمل اپنے فتوؤں کے خلاف ہوتا ہے۔ ویسے بھی اصول فقہ کا یہی اصول ہے کہ اگر کوئی راوی اپنی روایت کے خلاف عمل کرے تو اس کی روایت کا اعتبار نہیں ہوتا۔ دیکھئے (حسامی شریف ص ۱۵۲)''اذ اظهر مخالفته قولا او عملا من الراوی بعد الروایة اومن غیره من ائمة الصحابة والحدیث ظاهر لایحتمل الخفاء علیهم ویحمل علی الانتساخ''

## آمدم برسر مطلب

بات یہ چل رہی تھی کہ اعلیٰ حضرت نے اپنی جوانی علماء حق دیوبند کو بدنام کرنے کے لیے ... بار ازور اس بات پر لگا دیا کہ علماء حق دیوبند کی جو شہرت اور مقبولیت ہے ہندوستان میں وہ کسی طرح ختم ہو جائے اور انگریز کے لئے راہ ہموار ہو جائے۔ جو کچھ ان سے ہو سکتا تھا اس کی بھرپور کوشش کی۔ جیسے ہی کچھ راستہ ہموار ہوا فوراً انگریز سے جہاد و قتال کے حرام ہونے کا فتویٰ دے دیا اور ان کی وفاداری کو مسلمانوں پر لازم کر دیا اور ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا علماء حق نے اس کی پیدائش سے تقریباً جو ایک صدی قبل فتویٰ دیا تھا اس کو ختم کرنے کے لئے اس نے ہندوستان کو دارالاسلام ثابت کیا، ملاحظہ فرمایئے۔

## انگریز کی وفاداری میں اعلیٰ حضرت کے فتوے

علماء دیوبند پر اعلیٰ حضرت نے جو فتوے لگائے ہیں وہ آپ حضرات نے پڑھ لئے ہیں اور اب وہ فتوے ملاحظہ فرمائیں جو اعلیٰ حضرت یا ان کے متبعین نے انگریز کی وفاداری میں دیئے ہیں۔ انگریزوں کے خلاف چونکہ سب سے پہلے حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے فتویٰ دیا تھا کہ ہندوستان دارالحرب ہے لہٰذا مسلمانوں پر جہاد فرض ہے انگریز کے خلاف اور انگریز کی کسی طرح مدد، اعانت، تعریف، وفاداری حرام ہے۔ اس کو ختم کرنے کے لئے اعلیٰ حضرت نے یہ کتابیں لکھیں۔

## (۱) اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام

فتوے کا مقصد نام سے ظاہر ہے کہ اس کتاب میں اس چیز کی تحقیق ہے کہ ہندوستان دارالاسلام ہے۔ اگرچہ حکومت انگریز جابر ظالم کی ہے۔ لیکن اس کے خلاف جنگ کرنا حرام ہے۔ اب تک جتنے مسلمان شہید ہو چکے ہیں۔ انگریزوں کے مقابلہ میں وہ سب حرام موت مرے ہیں۔ انگریز کے خلاف کسی قسم کی آواز اٹھانا حرام ہے۔

۲...... دوسری کتاب لکھی جس میں یہ واضح کیا کہ مسلمانان ہند پر حکم جہاد و قتال نہیں۔
(دوام العیش ص۱۴)

۳...... تیسری کتاب میں یہ لکھا، بہ نصوص قرآن عظیم ہم مسلمانان ہند کو جہاد برپا کرنے کا حکم نہیں اور اس (جہاد) کو واجب بتانے والا مسلمانوں کا بدخواہ مبین ہے۔(یعنی جہاد کو واجب بتانے والا مسلمانوں کا کھلم کھلا بدخواہ ہے۔)
(المحجة المؤتمنه ص ۹۵)

۴...... اعلیٰ حضرت کے فرزند مولوی مصطفیٰ رضا نے شریف والی مکہ مکرمہ کی حمایت کرتے ہوئے جہاد کا فتویٰ دینے والوں پر طنزیہ انداز میں یوں لکھا کہ ہندوستان میں فرضیت جہاد کے فتوے دینے والے اور جو ان میں شریک نہ ہوں نامراد بتانے والے شریف (مکہ) سے کیوں اتنے خائف ہیں؟
(حجۃ واہرہ ص ۳۱)

یعنی جہاد فرض قرار دینے والے علماء دیو بند وہ شریف مکہ سے کیوں اتنے ڈرے ہوئے ہیں۔ قارئین کرام ان عبارات کا ایک ایک لفظ شہادت دے رہا ہے کہ جس طرح اعلیٰ حضرت کا خاندان شروع سے غیر مسلمانوں کی حمایت کرتا چلا آ رہا تھا بعینہ اعلیٰ حضرت اور اس کی روحانی نسل بھی انگریزوں کی حمایت کرتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔

۵...... مفتی مظہر اللہ کے صاحبزادے مولوی مسعود احمد صاحب لکھتے ہیں کہ: ”یہ وہ زمانہ تھا جب ترک موالات کے خلاف آواز اٹھانا خود کو انگریز حاکموں کا حمایتی ظاہر کرنے کے مترادف تھا۔ مگر فاضل بریلوی نے اظہار حق میں ملامت کرنے والوں کی پرواہ نہ کی اور فقیہانہ شان کے ساتھ فیصلے صادر فرمائے۔“
(فاضل بریلوی اور ترک موالات ص ۴۰)

۶...... انگریزوں سے مالی مدد لینا، علماء حق کے نزدیک حرام تھا۔ لیکن اعلیٰ حضرت نے بے دھڑک فتویٰ دیا کہ تعلیم دین کے لئے گورنمنٹ برطانیہ سے امداد قبول کرنا جو نہ مخالفت شرع سے مشروط اور نہ اس کی طرف منجر ہو یہ تو نفع بے غائلہ ہے۔
(المحجۃ المؤتمنہ فی آیۃ الممتحنہ ص ۱۶)

۷...... اعلیٰ حضرت کے فرزند انگریزوں کی تعریف میں یوں فرماتے ہیں کہ حجاز میں قحط کی یہ کیفیت تھی کہ لحم میتہ (مردار گوشت) بھی باقی نہ رہا اور لوگوں کی تلاش پر وہ بھی دستیاب نہ ہوتا تھا۔ نصاریٰ (انگریز) ہندوستان سے اناج (گندم وغیرہ) کے جہاز بھر کے لے جاتے اور یہاں فی روپیہ چار سیر بکتا تھا اور وہاں فی روپیہ کا ۱۰ سیر فروخت کرتے بلکہ مفت بانٹتے۔
(حجت واہرہ ص ۹)

۸...... صدر الافاضل مولوی نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں کہ ظاہر ہے کہ گورنمنٹ بظاہر ہر طرح طاقتور، بیدار اور آئین ملک داری سے واقف ہے۔
(حیات صدر الافاضل ص ۱۰۶)

## سپاسنامہ یعنی انگریز کا شکریہ ادا کرنا

جلیاں والا باغ امرتسر میں ہندوستانیوں پر گولی چلا کر ان کے خون سے ہولی کھیلنے والا رسوائے زمانہ ظالم انگریز اوڈوائر پنجاب کا گورنر تھا۔ اس کی خدمت میں شکریہ ادا کرتے ہوئے پنجاب کے بریلوی پیروں اور سجادہ نشینوں نے ایک سپاس نامہ پیش کیا تھا۔ اس کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔:

''حضور انور جن کی ذات عالی صفات میں قدرت نے دلجوئی، ذرہ نوازی اور انصاف پسندی کوٹ کوٹ کر بھر دی ہے۔ ہم خاکساران باوفا کے اظہار دل کو توجہ سے سماعت فرما کر ہمارے کلاہ فخر کو چار چاند لگا دیں گے...... جب ہم بے نظیر برطانوی انصاف کو دیکھتے ہیں۔ جس کی حکومت میں شیر اور بکری ایک ہی گھاٹ پر پانی پی رہے ہیں۔ تو پھر ہر طرف احسان ہی احسان دکھائی دے رہا ہے۔

بہشت آنجا باد کہ آزارے نباشد
کسے رابا کسے کارے نباشد

ہم زر عرض کرتے ہیں کہ جو برکات ہمیں اس سلطنت کی بدولت حاصل ہوئی ہیں اگر عمر خضری بھی نصیب ہو تو ہم ان احسانات کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے۔ ہندوستان کے لئے سلطنت برطانیہ ابر رحمت کی طرح نازل ہوئی۔ ہم حضور سے درخواست کرتے ہیں کہ جب حضور وطن کو تشریف لے جائیں تو اس نامور تاجدار ہندوستان کو یقین دلائیں کہ چاہے کیسا انقلاب کیوں نہ ہو۔ ہماری وفاداری میں سر مو فرق نہ آیا ہے اور نہ آ سکتا ہے اور ہمیں یقین ہے کہ ہم اور برادران اور مریدان فوجی وغیرہ جن پر سرکار برطانیہ کے بے شمار احسانات ہیں، ہمیشہ سرکار کے حلقہ بگوش اور جانثار رہیں گے۔

ہماری خوش نصیبی ہے کہ حضور کے جانشین سر ایڈورڈ ملیکین بالقابہم جن کے نام نامی سے پنجاب کا بچہ بچہ واقف ہے۔ جس کا حسن خلق رعایا نوازی میں شہرہ آفاق ہے۔ جو ہمارے لئے حضور کے پورے نعم البدل ہیں۔ ہم ان کا دلی خیر مقدم کرتے ہیں اور ان کی خدمت میں یقین دلاتے ہیں کہ ہم مثل سابق اپنی عقیدت وفاداری کا ثبوت دیتے رہیں گے۔''

(تکفیری افسانے ص ۱۳۹ تا ۱۴۵ نیز حیات امیر شریعت ص ۹۴)

اس سپاسنامے پر ۳۰ سے زائد سرکردہ اور چوٹی کے نامور بریلوی پیروں کے دستخط ہیں۔ اس واقعہ کا جب حضرت امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو علم ہوا تو اس سپاس نامے کو دیکھ کر

بے حد مغموم ہوئے اور تین دن تک ملتان کے باغ لانگے خان میں اس کے خلاف تقریر کرتے رہے۔

یورپ کی غلامی پہ رضا مند ہوا تو
مجھ کو تو گلہ تجھ سے ہے یورپ سے نہیں ہے
میں خود غرض نہیں میرے آنسو پرکھ کے دیکھ
فکر چمن ہے مجھ کو غم آشیاں نہیں

فائدہ...... یہ رضاخوانی ہمیشہ انگریز کی چاپلوسی کرتے رہے۔ انگریز کے چمچے بنے رہے۔ ہمیشہ اس کو خوش کرنے کے لئے بیچارے اپنے ایمان سے محروم ہوتے رہے اور ہو رہے ہیں۔ اتنی وضاحت کے بعد اب بھی کوئی آدمی یہ کہے کہ اعلیٰ حضرت اور اس کا خاندان اور اس کے متبعین انگریز کے پٹھو نہیں تھے، سمجھ لو کہ یہ آدمی بھی اسی جماعت کا ہے اور یہ بھی انگریز کا وفادار ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ کرے ایسے لوگوں کا حشر ایسے لوگوں کے ساتھ ہو جس سے یہ محبت کرتے ہیں۔ "المرء مع من احب" آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ محبت رکھتا ہے۔

## بریلوی مسلک کے مفتیان کرام کے فتوے عوام میں مقبول نہیں

قارئین آپ حضرات نے بخوبی پڑھ لیا کہ اعلیٰ حضرت اور اس کا خاندان اور اس کے متبعین ہمیشہ اس بات پر زور لگاتے رہے کہ اہل سنت والجماعت علماء حق دیوبند کافر و گستاخ ہیں اور انگریز وفادار، احسان کرنے والا، انصاف پسند اور ابر رحمت ہے۔ لیکن اس بات کو عوام نے کبھی قبول نہیں کیا اور نہ کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر ان کے فتوؤں کو قبولیت حاصل ہوتی تو ہندوستان سے انگریز کبھی نہ دفع ہوتا۔ اس کا یہاں سے جانا اہل حق واہل اسلام کی جیت ہے اور باطل اور باطل نواز لوگوں کی ہار ہے اور اب بھی جو لوگ اعلیٰ حضرت کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ ان کے فتوے عوام کے ہاں قبولیت سے محروم ہیں۔ کیونکہ ان کا ہر مولوی، ہر تقریر میں علماء حق دیوبند کو برا بھلا اور کافر و گستاخ کہتا ہے۔ اس کے باوجود دیوبندی مساجد بریلوی مسلک کی عوام سے بھری پڑی ہیں اور خود انہی مولوی حضرات کے بچے ہمارے مدارس میں پڑھتے ہیں۔ حق حق ہوتا ہے جتنا اس کو دباؤ گے اتنا ہی ابھرے گا۔

ٹوٹ نہ جائے تیغ اے قاتل
سخت جان ہوں ذرا سمجھ کر کھینچ

## اعلیٰ حضرت کا بڑھاپا

اعلیٰ حضرت نے اپنی جوانی انگریز کی وفاداری میں صرف کردی لیکن عوام میں کچھ خاص اثر رسوخ نہ ہوا اور ان کے فتوؤں کو ماننے کے لئے لوگ کان نہیں لگا رہے تھے تو انہوں نے پھر اپنے باپ والی چال چلی اور ایسی چال کہ اس مثل مشہور کے مصداق بن گئے "بڑے میاں بڑے میاں، چھوٹے میاں سبحان اللہ" اعلیٰ حضرت کی کل عمر اڑسٹھ ۶۸ سال ہے۔ کیونکہ ۱۲۷۲ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۳۴۰ ہجری میں وفات پائی ہے۔ عمر کے باون سال جب مکمل ہوگئے تو اعلیٰ حضرت نے ۱۳۲۴ ہجری میں مکہ مکرمہ کا سفر کیا۔ کس غرض سے سفر کیا، ملاحظہ فرمائیے۔

## اعلیٰ حضرت کی علمی خیانت "تحذیر الناس" کی عبارت میں

مولانا محمد احسن نانوتویؒ نے اثر ابن عباسؓ کے متعلق جو فتویٰ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے لیا تھا۔ وہ ایک رسالہ کی شکل بن گئی تھی۔ اعلیٰ حضرت کے والد نے شہر بریلی میں حضرت مولانا محمد احسن نانوتویؒ پر کفر کے فتوے لگا کر ماحول سازگار بنایا ہوا تھا۔ اعلیٰ حضرت اس وقت تقریباً اٹھارہ بیس سال کے ہو چکے تھے۔ انہوں نے مستقل محاذ اب حضرت نانوتویؒ کے بھی خلاف کھول لیا۔ یک نہ شد دو شد۔ دو نہ شد کل شد۔ پہلے صرف مولانا محمد احسنؒ کے خلاف چل رہے تھے۔ اب اس رسالہ کی وجہ سے غلط مطلب نکال کر ان پر کفر کے فتوے لگا کر، پورے حضرات علماء دیوبند کو نشانہ پر رکھ لیا۔ کیونکہ حضرت نانوتویؒ کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ مرکز پر فتویٰ پوری جماعت پر فتویٰ تھا۔ پورے ہندوستان میں پہلے ان حضرات کو بدنام کیا گیا کہ یہ لوگ ختم نبوت کے منکر ہیں لہٰذا کافر ہیں۔

جب اس پر لوگوں نے کوئی توجہ نہ دی تو پھر اعلیٰ حضرت نے مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے رسالہ "تحذیر الناس" سے صفحہ نمبر ۱۴ اور صفحہ نمبر ۲۸ اور صفحہ نمبر ۳ سے مختلف عبارتیں لیں اور ان کو ایسے ترتیب دے دیا کہ یہ ایک مکمل عبارت بن گئی۔ یہ پتہ نہ چلتا تھا کہ یہ عبارت مختلف حصوں سے لی گئی ہے یا کتاب کے ایک ہی صفحہ کی عبارت ہے۔ (مشاہدہ کرنا ہو تو تحذیر الناس اور حسام الحرمین عربی کا تقابل کرلیں) اس کے علاوہ حضرات علماء دیوبند کی دوسری کتابوں سے بھی عبارات لے کر ان میں قطع برید کر کے لفظی و معنوی تحریف کر کے حرمین شریفین لے گئے اور وہاں کے مفتیان کرام کو یوں دھوکہ دیا کہ پہلے فرقہ قادیانیہ کے عنوان سے مرزا غلام احمد قادیانی کی کفریہ عبارتیں درج کیں اور اس کے بعد اکابر دیوبند کو فرقہ وہابیہ کذابیہ اور فرقہ وہابیہ شیطانیہ کے قبیح عنوانات کے تحت متعدد فرقوں میں تقسیم کر دیا۔

تاکہ ناواقف لوگ یہ سمجھیں کہ فرقہ قادیانیہ کی طرح ہندوستان میں یہ بھی کوئی مستقل جدید فرقے پیدا ہوئے ہیں اور یوں عبارت بنائی کہ ان وہابیوں میں سے مولوی قاسم نانوتویؒ ہے اور رشید احمد گنگوہیؒ ہے اور خلیل احمد سہارنپوریؒ ہے اور اشرف علی تھانویؒ ہے۔ پھر ان پر الزام لگایا کہ یہ بس قادیانیوں کی طرح ختم نبوت کے منکر ہیں لہٰذا کافر ہیں اور جو شخص ان کو کافر نہ کہے وہ کافر ہے۔ علماء حرمین شریفین مفتیان کرام سے اس فتوے کی تصدیق حاصل کرنے کے لئے مختلف ذرائع اور وسائل استعمال کئے گئے۔ چونکہ حرمین شریفین والے مفتی حضرات اکابر دیوبند اور ان کی تصنیفات سے متعارف نہیں تھے اور نہ ہی اس وقت ضرورت محسوس کی کہ ہندوستان سے تصدیق کر لینی چاہئے۔ اس لئے اس مکار کے دھوکے میں آ گئے اور پوچھے گئے فتویٰ کی عبارات کے پیش نظر اپنی تصدیقات لکھ دیں اور جو مفتیان کرام محتاط تھے۔ انہوں نے ساتھ ساتھ یہ بھی لکھدیا کہ اگر واقعی ان حضرات کے یہی عقائد ہیں تو فتویٰ درست ہے۔

یہ اعلیٰ حضرت فتویٰ لے کر سیدھے ہندوستان پہنچے۔ یہاں آ کر حرمین شریفین والوں کے فتویٰ کو "حسام الحرمین" کے نام سے چھپوا کر پورے ہندوستان میں تقسیم کر دیا اور لوگوں کو یہ باور کرایا کہ دیکھو اب تو حرمین شریفین والوں نے بھی ان کو کافر کہہ دیا ہے۔ لوگوں نے یہ صورتحال دیکھی اور اس کے شکنجے میں پھنس گئے۔ اب جہاں جہاں یہ فتویٰ پہنچتا گیا۔ لوگ علماء دیوبند سے متنفر ہونا شروع ہو گئے۔ حضرات علماء دیوبند، اللہ ان پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ اس فتویٰ سے اس وقت باخبر ہوئے جب فتویٰ ہندوستان میں تقسیم ہو چکا تھا۔

زباں بے دل ہے اور دل بے زباں ہے ہائے مجبوری
بیاں میں کس طرح آئے جو دل پر گذری

پہلے تو ان واہیات لوگوں کو حضرات علماء دیوبند منہ بھی نہ لگاتے تھے جو یہ بکتے تھے ان کی طرف توجہ ہی نہیں دیتے تھے۔ لیکن اب کی بار حرمین شریفین والوں کے نام سے ان کو بدنام کیا جا رہا تھا۔ اس الزام کو دور کرنا اور لوگوں کو صحیح صورتحال سے واقف کرنا ضروری ہو گیا تھا تو کچھ حضرات نے تمام تر مصروفیات کو چھوڑ کر ان کی طرف توجہ کی۔ انہی ایام میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی مدینہ منورہ میں ہی حاضر باش تھے اور مسجد نبوی میں آپ کا درس آسمانوں سے باتیں کر رہا تھا۔ پورے مدینہ والے کیا، حجاز مقدس اور اس کے علاوہ دوسرے ممالک کے لوگ آپ پر گرویدہ ہو چکے تھے۔

آپ کو پہلے تو اس سازش کا علم نہ ہو سکا۔ لیکن بعد میں مطلع ہو کر حضرات مفتیان کرام

اور علماء حرمین شریفین والوں کو حقیقت حال متعارف کرائی اور اپنے اور اکابرین دیوبند کے عقائد ان کو بتائے تو ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں کہ یا اللہ! یہ کیا کر بیٹھے۔اب اس کے ازالہ کی یہ صورت نکالی گئی کہ حرمین شریفین کے مفتیان کرام نے ۲۶ سوال مرتب کیے عقائد کے متعلق اور ہندوستان میں بھیج دیئے گئے۔ان کا جواب حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ نے بڑی فصیح عربی زبان میں مرتب کیا اور موجود علماء کرام دیوبند کے دستخط کرائے اور حرمین شریفین بھیج دیئے۔ ان حضرات نے یہ جوابات پڑھ کر یہ تصدیق کر دی کہ یہی حضرات اصل حق ہیں۔ اہل سنت والجماعت ہیں اور یہی صحیح راستہ پر چل رہے ہیں۔اس کے علاوہ دوسرے اسلامی ممالک میں بھی یہ جوابات بھیجے گئے۔انہوں نے بھی یہی تصدیق لکھ دی۔

جس سال ''حسام الحرمین'' چھپی تھی اسی سال ہی ۱۳۲۵ ہجری میں اس کا جواب بھی چھپ کر ''المھند علی المفند'' کے نام سے تقسیم کر دیا گیا اور اس کے علاوہ بھی کئی حضرات علی الاعلان یہ تقریر کر رہے تھے کہ اعلیٰ حضرت نے علمی خیانت کر کے حرمین شریفین والوں کو دھوکہ دیا ہے حقیقت یہ نہیں بس پھر کیا تھا وہ ایک ابالا، غبارہ اور جھاگ کا بلبلا شہر بریلی سے اٹھا تھا وہ ھباء منشورا ہو گیا۔مخالفین کا پردہ چاک ہو گیا۔بزرگان دین حضرات علماء دیوبند کا حقانی و حقیقی مسلک واضح ہو گیا۔جو لوگ اس فتنہ کے دام میں آئے ہوئے تھے۔ان میں سے جس کی قسمت جاگ اٹھی۔اس نے کانوں کو ہاتھ لگا کر توبہ کی اور جن کی قسمت خراب تھی وہ وہی وہابی وہابی کی رٹ لگاتے رہے اور لگا رہے ہیں۔ان کے اور حضرات دیوبند کے درمیان حقیقی فیصلہ اب مالک یوم الدین کے پاس ہو گا۔ یہاں تک تو کہانی تھی اعلیٰ حضرت اور اس کے خاندان کی۔اس کے بعد باری آئی اعلیٰ حضرت کی نسل کی اور اس کے خلیفوں کی جن کو اعلیٰ حضرت مرتے وقت یہ وصیت کر گئے تھے۔

## مرتے وقت اعلیٰ حضرت کی وصیت

مرتے وقت اعلیٰ حضرت اپنی نسل کو یہ وصیت کر گئے کہ میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے۔اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے (وصایا شریف ص ۸)

اس وصیت پر اعلیٰ حضرت کی ذریت نے اس طرح عمل کیا اور کر رہے ہیں کہ اللہ کے دین اسلام کی ان کو پرواہ نہیں۔فرائض واجبات کی ادائیگی کا من حیث المسلک کوئی اہتمام نہیں۔ ہاں جو وصیت کی تھی اور اپنے ایجاد کیے ہوئے طریقے ان کو سکھائے تھے اور جو رٹ ان کو لگوائی تھی اس پر یہ ایک سو ایک فیصد عمل کر رہے ہیں اور جہاں تک لگ رہا ہے یہ صورت حال ختم ہونے والی

نہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے پہلے۔

## بریلوی حضرات کی علماء دیوبند سے مخالفت ہے اختلاف نہیں

اختلاف کی بنیاد ضد اور تعصب پر نہیں ہوتی بلکہ دلائل اور فہم کے اعتبار سے علماء محققین کو ایک دوسرے سے اختلاف ہو جاتا ہے۔ ان کی جب آپس میں بحث ہوتی ہے۔ جس فریق پر حق ظاہر ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے مسلک کو چھوڑ کر حق کو قبول کر لیتا ہے۔ اگر بالفرض دونوں فریقوں میں سے کوئی فریق بھی اپنے مسلک کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں اور ایک دوسرے کے دلائل کے بارے میں شرح صدر نہیں ہو رہا تو وہ اپنے اپنے مسلک پر رہتے ہوئے بھی ایک دوسرے کو کافر نہیں کہتے۔ گستاخ و مشرک نہیں کہتے بلکہ آپس میں وہی محبت اور تعلق کا خیال رکھا جاتا ہے۔ ہاں جس سے مسلک کے لحاظ سے مخالفت ہو جاتی ہے تو مخالفت کی بناء صرف ضد اور تعصب پر ہوتی ہے چاہے حق نصف النہار کی طرح واضح ہو جائے۔ مخالف اس کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتا وہ اپنی ضد اور بغض کی وجہ سے ہر وقت اپنے مخالف کی مخالفت کرتا رہتا ہے۔

مخالفت میں دلائل کا کوئی واسطہ نہیں ہوتا کہ اگر دلائل دے دیئے جائیں تو مخالف صحیح ہو جائے گا۔ یہی صورت حال آج بریلوی حضرات کے ساتھ پیش آئی ہوئی ہے۔ اگر ان کو حضرات علماء دیوبند کی عبارات اور عقائد میں کسی قسم کا علمی اختلاف ہوتا تو یہ اس وقت سے اختلاف ختم ہو جاتا جس وقت شروع ہوا تھا۔ آگے چلتا ہی نہ۔ کیونکہ جو اعتراضات بریلویوں کو حضرات علماء دیوبند کی عبارات پر تھے یا عقائد پر تھے۔ ان کا جواب شروع دن سے ہم کتابوں کی صورت میں دیتے آرہے ہیں کہ جو تم غلط مفہوم عبارت کے دیوبند حضرات کے ذمے لگاتے ہو۔ حضرات دیوبند ان سے بری ہیں۔

ہمارے وہ عقائد نہیں جو تم نے ہماری طرف منسوب کیے ہوئے ہیں۔ جو عقائد تم ہماری طرف منسوب کرتے ہو اور کفر کا فتویٰ لگا دیتے ہو۔ ہم اس کفر کے فتوے میں تمہارے ساتھ ہیں۔ ہمارا عقیدہ بھی یہی ہے کہ ختم نبوت کا منکر کافر ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کا گستاخ کافر ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ بریلوی ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اگر اللہ کی رضا کے لئے ان کو علمی اختلاف ہوتا تو ان کو مان لینا چاہئے تھا۔ ان کا نہ ماننا اسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان جاہلین کو علماء حق سے مخالفت ہے، ضد ہے، تعصب کی بناء پر ماننے کے لئے تیار نہیں۔ ہاں جو حضرات سمجھ بوجھ رکھنے والے ہیں۔ جیسے ہی ان کے سامنے حق ظاہر ہوا۔ فوراً انہوں نے حضرات علماء دیوبند کی طرف داری کی ہے اور الزامات سے ان کو بری قرار دیا ہے، ملاحظہ فرمائیے۔

## بریلوی حضرات کی تصدیق کہ علماء دیو بند مسلمان ہیں

ضلع سرگودھا میں اہل سنت والجماعت علماء دیو بند کی تکفیر کر کے عوام میں اشتعال اور افراتفری پیدا کر دی گئی تو ضلع سرگودھا کے معززین بریلوی حضرات نے اپنے ایک مولوی صاحب حضرت مولانا کامل الدین رتو کالوی کو راولپنڈی گولڑہ شریف پیر مہر علی شاہ صاحب کے پاس فتویٰ لینے کے لئے بھیجا وہ مولوی صاحب لکھتے ہیں، بعدازاں احقر گولڑہ شریف پہنچا۔ صوفی غلام نبی کی وساطت سے حضرت پیر غلام محی الدین صاحب سجادہ نشین سے ملاقات ہوئی اور میں نے سب واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے مولانا غلام محمد گھوٹوی شیخ الحدیث جامعہ عباسیہ بہاولپور خلیفہ خاص حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کو (جو اتفاقاً وہاں موجود تھے) حکم دیا کہ آپ میری طرف سے ان کو لکھ کر دیں۔ انہوں نے لکھا: (یعنی مولانا غلام محمد گھوٹوی صاحب نے) ''میرا مذہب یہ ہے کہ علماء دین دیو بند مسلمان ہیں اور دین کا کام کر رہے ہیں۔ جو شخص ان کے حق میں برا کہتا ہے۔ اس کا ایمان خطرے میں ہے۔ میرے قبلہ حضرت بڑے پیر صاحب (پیر مہر علی شاہ صاحبؒ) کا بھی یہی مذہب تھا۔'' (ڈھول کی آواز، مولانا کامل الدین رتو کالوی ص ۹۹)

## پیر کرم شاہ صاحبؒ کے نزدیک تحذیر الناس مایہ ناز کتاب ہے

مولانا کامل الدین رتو کالوی صاحب جس طرح گولڑہ شریف سے فتویٰ لے کر آئے تھے۔ ویسے ہی ایک فتویٰ پیر کرم شاہ صاحب سے بھی لیا تھا۔ اس میں مولانا کامل الدین نے یوں سوال کیا کہ مولانا قاسم نانوتویؒ کی کتاب تحذیر الناس کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ اس فتوے کا جواب دیتے ہوئے پیر کرم شاہ صاحب نے ابتداء میں یہ لکھا کہ ''حضرت قاسم العلوم کی تصنیف لطیف جس کا نام تحذیر الناس ہے، کو متعدد بار غور و تامل سے پڑھا اور ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہوا''۔ علماء حق کے نزدیک حقیقت محمد یہ ﷺ متشابہات سے ہے اور اس کی صحیح معرفت انسانی حیطۂ امکان سے خارج ہے۔ لیکن جہاں تک فکر انسانی کا تعلق ہے۔ حضرت مولانا محمد قاسم قدس سرہ کی یہ مایۂ ناز تحقیق کئی شپرہ چشموں کے لئے سرمۂ بصیرت کا کام دے سکتی ہے۔

(تحذیر الناس میری نظر میں پیر محمد کرم شاہ ص ۹)

اس واقعہ کو بھی مولانا کامل الدین صاحب نے اپنی مایہ ناز کتاب ڈھول کی آواز میں تحریر کیا ہے۔ یہ پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری بھیرہ شریف سرگودھا کے رہنے والے تھے۔

## امتناع نظیر کا مسئلہ پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کی نظر میں

امکان نظیر اور امتناع نظیر والے مسئلہ کے بارے میں پیر مہر علی شاہ صاحبؒ سے سوال کیا گیا تو اس کے جواب میں آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ اس مقام پر امکان یا امتناع نظیر آنحضرت ﷺ کے متعلق اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنا مقصود ہے نہ تصویب وتغلیط کسی (فریق) کی۔ فرقتین اسماعیلیہ وخیر آبادیہ میں شکر اللہ تعالیٰ سعیھم راقم سطور دونوں کو ماجور ومثاب جانتا ہے۔

"فانما الاعمال بالنیات ولکل امرء مانوی"

(فتاویٰ مہریہ پیر مہر علی شاہ صاحب خانقاہ مہریہ گولڑہ شریف ص ۹)

فائدہ...... اس امکان وامتناع نظیر والے مسئلہ کو لے کر ساری زندگی اعلیٰ حضرت اور ان کے والد صاحب علماء دیوبند کی تکفیر کرتے رہے اور پورے ہندوستان میں شور وغل کرتے رہے۔ لیکن پیر مہر علی شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک دونوں کو اجر دیا جائے گا۔ دونوں درست ہیں۔ اللہ پاک ان کی کوشش کو قبول فرمائے۔ جس سے واضح معلوم ہوگیا کہ امکان نظیر والے مسئلہ کی جو توجیہ مولانا محمد احسن نانوتویؒ اور مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے کی ہے۔ وہ بھی حق ہے۔ کفر کا فتویٰ دینا اعلیٰ حضرت اور اس کے والد صاحب کا حق نہیں تھا۔ ان کو چاہئے تھا کہ وہ بھی تعصب کی عینک اتار کر حق فیصلہ فرماتے اور اب جو بھی اعلیٰ حضرت کی تقلید کر رہے ہیں۔ وہ بھی اپنے مسلک پر نظر ثانی کریں۔ کہیں وہ غلط راستہ پر نہ چل رہے ہوں۔

## حضرت خواجہ غلام فریدؒ علماء دیوبند کا احترام کرتے تھے

حضرت خواجہ غلام فرید صاحبؒ سجادہ نشین کوٹ مٹھن ضلع راجن پور جن کی وفات ۱۳۱۹ ہجری میں ہوئی ہے۔ جس وقت ہندوستان میں اعلیٰ حضرت کا فتنہ اپنے عروج پر تھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ بہت کامل بزرگ ہیں، زندہ ہیں۔ دیوبند دہلی سہارن پور اور گنگوہ شریف کے اکثر جید علماء کرام حاجی امداد اللہ صاحبؒ کے مرید ہیں۔ مولوی رشید احمد گنگوہیؒ بھی حضرت حاجی صاحبؒ کے خلیفۂ اکبر ہیں۔ ان کے اور خلفاء بھی بہت ہیں۔ چنانچہ مولوی قاسم صاحبؒ اور مولوی محمد یعقوب صاحبؒ وغیرھم (سارے مرید ہیں)۔

(مقابیس المجالس اردو ص ۳۱۲، فارسی ج ۲ ص ۴۳)

اس پر مولانا واحد بخش صاحب سیال چشتی صابری، بریلوی، حاشیہ چڑھاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ صاحبؒ کے اس ملفوظ سے ثابت ہوا کہ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ وغیرہم علماء دیوبند صحیح معنوں میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے خلیفہ اور اہل

طریقت تھے۔ حالانکہ بعض صوفی حضرات (بریلوی) ان کو غلط فہمی سے وہابی کہتے ہیں۔

(مقابیس المجالس ص ۳۱۲)

## اہل علم حضرات فیصلہ فرمائیں

مذکورہ بالا عبارات سے آپ نے اندازہ لگا لیا کہ بریلوی حضرات کو علماء دیوبند سے مخالفت اور ضد ہے۔ علمی بنیاد پر کوئی اختلاف نہیں اور جو اہل فہم ہیں وہ مخالفت ختم کر کے علماء دیوبند کے ہی گیت گاتے ہیں۔ اب ذرا ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں کہ اعلیٰ حضرت نے جب یہ فتنہ کھڑا کیا تھا۔ اگر وہ واقعی اپنے اس کفر والے دعویٰ میں سچے تھے تو ہندوستان کے دوسرے اہل علم حضرات نے ان کا ساتھ کیوں نہ دیا؟ حالانکہ اسلام و کفر کا مسئلہ ہے۔ ہر علاقہ اور شہر میں ہزاروں مدارس، مساجد، خطباء حضرات، ہزاروں دارالافتاء موجود تھے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اتنے سنگین معرکہ میں جس میں ایک پوری کی پوری جماعت پر توہین رسالت کی تہمت ہو اور اسے پورے ملک میں پھیلایا جا رہا ہو اور ورثتہ الانبیاء سب کے سب چپ ہوں۔ اب ہمارا سوال اہل علم حضرات سے یہ ہے کہ اتنے بڑے مسئلہ میں اعلیٰ حضرت کا ساتھ کس کس نے دیا؟

کسی ایک کا نام تو سامنے لائیں؟ جس کا نام اور فتویٰ ہندوستان کے کسی کونہ میں مشہور و معروف ہو۔ اگر کسی بڑے عالم نے اعلیٰ حضرت کا ان کی حیات میں ساتھ دیا ہے تو وہ پیش کریں اور کتاب کا نام اور افتاء وغیرہ سامنے لائیں۔ جیسے ہم نے علماء کرام میں سے چوٹی کے علماء اور سجادہ نشین، پیر حضرات کے اقوال نقل کیے ہیں کہ وہ علماء دیوبند کے ساتھ ہیں اور ان کو کافر نہیں کہتے۔ ایسے ہی بریلوی حضرات علماء دیوبند میں سے کسی ایک کا نام بتا دیں کہ اس نے یہ کہا ہو کہ علماء دیوبند کے عقائد صحیح نہیں انشاء اللہ پوری برصغیر کی تاریخ میں کسی ایک کا نام بھی نہیں دکھا سکیں گے۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

## کسی کو مجرم ثابت کرنے کا شرعی اصول

جس طرح پوری مہذب دنیا کا اصول ہے کہ جب تک کسی شخص کا زبان، بیان سے، اشارے کنائے سے، شواہد اور قرائن سے مجرم ہونا ثابت نہ ہو جائے۔ اس وقت تک وہ کسی شخص کو سزا کا مستحق نہیں بناتی۔ اسی طرح شریعت اسلامیہ کا بھی ایک اصول ہے کہ جب تک کسی شخص کی گستاخی، جرم، قول، بیان، فعل، زبان، اشارے کنائے، شواہد و قرائن سے ثابت نہ ہو جائے اسے مجرم اور گستاخ باور نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ایک واقعہ آتا ہے۔

کسی جنگ کے موقع پر ایک میدان میں ایک کافر سپاہی نے بہت سارے صحابہ کرامؓ کو شہید کر دیا۔ حضرت اسامہؓ اس کافر کی طرف بڑھے تاکہ اس کو قتل کر دیں۔ مگر اس نے کلمہ پڑھ لیا۔ لیکن حضرت اسامہؓ نے ظاہر حالت کو دیکھ کر یہ سمجھا کہ شاید موت کے ڈر سے کلمہ پڑھ رہا ہے۔ اس لئے اس کو قتل کر ہی دیا۔ واپسی پر جب آپ ﷺ کو اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت اسامہؓ کو کہا کہ تو نے ایسے کیوں قتل کیا؟ حضرت اسامہؓ نے جواب دیا یا رسول اللہ! اس نے جان بچانے کے لئے کلمہ پڑھا تھا۔ دل سے ایمان قبول نہیں کیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے اسامہؓ! تم نے کیا اس کا دل چیر کر دیکھا تھا (کہ واقعی اس نے دل سے ایمان قبول نہیں کیا) اے اسامہؓ جب قیامت کا دن ہوگا تو تم کلمہ کا کیا جواب دو گے؟ (مسلم شریف ج ۱ ص ۶۸)

ملاحظہ فرمایئے کہ جنگ کا موقع ہے۔ کئی صحابہ کرامؓ کو ایک آدمی نے شہید بھی کر دیا ہے۔ حضرت اسامہؓ نے تلوار کو اوپر اٹھایا ہوا ہے کہ اس نے کلمہ پڑھ لیا۔ تلوار رکی نہیں۔ گردن اتار دی۔ یہ سمجھنے میں بظاہر کوئی عذر قبول نہیں کیا ہے کہ اس نے جان بچانے کے لئے کلمہ پڑھا ہے۔ لیکن اس کے باوجود دربار نبوی ﷺ سے حضرت اسامہؓ پر ڈانٹ پڑ رہی ہے کہ آپ نے اس کو کیوں قتل کر دیا۔ معلوم ہوا کہ انسان جب اپنی زبان سے کسی چیز کا اقرار کر لے تو مسلمان ظاہر کا مکلف ہے۔ اندر کے حالات کا نہیں، اسے چاہئے کہ وہ مان لے۔

## خلاصۂ کلام

اب جب کہ اس مہم کو شروع ہوئے دو صدیاں بیتنے کو ہیں۔ بریلوی حضرات کی طرف سے شروع دن سے علماء حق دیوبند پر الزام لگائے جا رہے ہیں اور علماء حق چیخ چیخ کر یہ کہہ رہے ہیں کہ تم نے ہم پر جو الزام لگایا ہے۔ تہمت لگائی ہے۔ ہم ان عقیدوں کے حامل نہیں جن کو تم ہماری طرف منسوب کرتے ہو۔ تمہارے یہ الزامات محض الزامات ہی ہیں۔ واقع میں ایسے نہیں تو یہ لوگ ماننے کے لئے کیوں تیار نہیں؟ کیا انہوں نے یہی کام اپنے ذمے لیا ہوا ہے کہ خواہ مخواہ ایک غلط، جھوٹے عقیدے کو کسی مسلمان کی طرف منسوب کر کے اسے جہنم میں پھینکنے کی کوشش کرتے رہیں۔

کیا اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کی طرف سے یہی تعلیم ان لوگوں کو دی گئی ہے کہ زبردستی کسی کو کافر بنا دو۔ جو پاس سے گذرے اسے کہہ دو کہ تو کافر ہے۔ کیا ان کو فقہاء کرام کا وہ اصول یاد نہیں کہ جب تک کسی کے اندر کفر کے ۱۰۰ فیصد احتمال ثابت نہ ہو جائیں اسے کافر نہ کہو۔ کون سی ایسی عبارتیں علماء دیوبند کی کتابوں سے ان کو ملی ہیں کہ اس میں ۱۰۰ فیصد احتمال کفر کا ہو؟ الزام لگانے کی آخر ایک مدت ہوتی ہے۔ جس میں وہ الزام ثابت ہو جائے یا جس پر الزام لگایا گیا ہے وہ اس کا

اقرار کرلے۔ ڈیڑھ صدی سے یہ الزامات شائع ہورہے ہیں۔ بیان ہورہے ہیں۔اب تک دنیا کے کسی کونے میں کسی انسان نے ان الزامات کوتسلیم کیا ہے؟

تمہارے اس الزام کی وجہ سے تمہارے مسلک کے علاوہ کسی اور نے ان کو کافرو گستاخ مانا ہے؟ تمہارے ان الزامات کی وجہ سے آج تک کسی کورٹ میں کسی کا نکاح فسخ ہوا ہے؟ کوئی وراثت تقسیم ہونے سے رکی ہے؟ کسی کا حرمین شریفین میں داخلہ ممنوع ہوا ہے؟ آخر یہ ساری باتیں سوچنے کی ہیں۔خدارا اپنے مسلک پر سنجیدگی سے غوروخوض کرو۔فرقہ وہابیہ کے جو عقائد تم حضرات علمائے دیوبند کی طرف منسوب کرتے ہو۔وہ ہرگز ان کے عقائد نہیں۔علماء دیوبند اور فرقہ وہابیہ کے عقائد میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ملاحظہ فرمائیے۔

## علماءدیوبند کے عقائد کا فرقہ وہابیہ کے عقائد سے تقابلی جائزہ

| عقائد اہل سنت والجماعت علماء دیوبند | عقائد فرقہ وہابیہ |
|---|---|
| (۱) انبیاء علیہم السلام بعد از وفات بتعلق روح اپنی قبور مبارکہ میں زندہ ہیں۔عبادت میں بطور تلذذ کے مشغول ہیں۔ | (۲) انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی دنیا کے زمانہ تک تھی۔ بعد ازاں وہ اور دیگر مؤمنین موت میں برابر ہیں۔صرف ان کو حیات برزخی حاصل ہے۔ |
| (۲) زیارت روضۂ اطہر علیہ ﷺ کے لئے سفر کرنا جائز بلکہ واجب کے قریب ہے۔ | (۲) روضہ اطہر ﷺ کی زیارت کے لئے سفر کرنا بدعت بلکہ حرام ہے۔ |
| (۳) شاہ نبوت و حضرت رسالت ﷺ بہت ہی اونچی شان والے ہیں۔آپؐ کی مثل کائنات میں کوئی نہیں۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر | (۳) آپ ﷺ عام انسانوں کی طرح ایک عام انسان ہیں۔بس تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی وجہ سے ہے۔ |
| (۴) بعد از وفات انبیاء علیہم کے وسیلہ سے دعا کرنا جائز بلکہ مستحسن ہے۔ | (۴) بعد از وفات انبیاء علیہم السلام کے وسیلہ سے دعا نا جائز ہے۔ |
| (۵) ائمۂ مجتہدین میں سے کسی نہ کسی امام کی تقلید واجب ہے۔اس کو چھوڑنے والا فاسق وگمراہ ہے۔ | (۵) ائمہ اربعہ یا کسی مجتہد کی تقلید شرک ہے۔ تقلید کرنے والے مسلمان نہیں بلکہ مشرک ہیں۔ |

| (۶) اللہ تعالیٰ کی ذات جسم سے پاک ہے۔ "لیس کمثلہ شئی" ہے اور عرش استویٰ متشابہات میں سے ہیں۔ اس پر ایمان لانا ضروری ہے کیفیت اللہ تعالیٰ کے سپرد۔ | (۶) علی العرش استویٰ اپنے ظاہر معنی میں ہے کہ واقعی اللہ پاک کا عرش ہے۔ جیسے تخت وغیرہ ہوتا ہے اور اللہ پاک اس کے اوپر بیٹھا ہے۔ |
| --- | --- |
| (۷) کثرت سے آپ ﷺ پر درود پڑھنا چاہئے۔ دلائل الخیرات و قصیدہ بردہ وغیرہ بالکل ٹھیک ہے۔ | (۷) کثرت سے درود نہیں پڑھنا چاہئے۔ دلائل الخیرات و قصیدہ بردہ وغیرہ میں قبیح عبارتیں ہیں۔ ان کو پڑھنا مکروہ ہے۔ |
| (۸) روضۂ اطہر ﷺ پر حاضری دینے والے شخص کے لئے حکم ہے کہ وہ آپ ﷺ سے استشفاع یعنی یہ سوال کرے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ میرے لئے اللہ سے سفارش فرمائیں۔ | (۸) استشفاع بالکل جائز نہیں۔ آپ ﷺ کسی کی سفارش نہیں فرماتے۔ |
| (۹) آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اتنے علوم و اسرار عطاء فرمائے ہیں کہ انسانی عقل سے ماوراء ہیں۔ اللہ پاک کے بعد پوری کائنات میں آپ ﷺ کے علوم کے مثل و برابر کوئی نہیں۔ ساری کائنات کے علوم آپ ﷺ کے علوم کے سامنے ایسے ہیں جیسے سمندر کے مقابلہ میں ایک قطرہ۔ | (۹) آپ ﷺ کو صرف احکام شریعت کا علم ہے۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ کو کوئی علم حاصل نہیں۔ |
| (۱۰) آپ ﷺ کی ذات بابرکات کا تذکرہ، آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کا تذکرہ، بچپن کا تذکرہ باعث خیر و رحمت ہے۔ | (۱۰) آپ ﷺ کی ولادت کا تذکرہ قبیح و بدعت ہے۔ علی ہذا القیاس اولیاء کرام کا تذکرہ بھی برا ہے۔ |

نوٹ...... وہابیوں کے یہ عقائد "الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب" (مؤلفہ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ) سے نقل کئے گئے ہیں۔ جس نے مزید تفصیل دیکھنی ہو۔ اسی کتاب کی طرف رجوع فرمائے۔ نیز ان وہابیوں کے عقائد کے آج کل صحیح جانشین منکرین حیات وسماع المعروف بہ جماعت اشاعۃ التوحید والسنۃ بنے ہوئے ہیں۔ ان کے بارے میں جس صاحب

کو تفصیل درکار ہو، وہ ہماری کتاب "التحقیق المتین فی حیات النبی الامین ﷺ" کی طرف رجوع فرمائے۔

خلاصۂ بحث

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ وہابیوں کے جو عقائد اہل سنت والجماعت علماء دیوبند کی طرف اعلیٰ حضرت نے منسوب کر کے فرقہ وہابیہ کذابیہ کے نام سے حرمین شریفین والوں کو جو دھوکہ دیا ہے۔ علماء حق دیوبند کے یہ عقائد نہیں۔ محض اعلیٰ حضرت نے افتراء اور اختراع کیا ہے۔ علماء حق دیوبند حضرات بالکل سلف صالحین کے عقائد کے حامل ہیں۔ جو قرآن وسنت کے مطابق عقائد کی کتابوں سے ملتے ہیں۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی آدمی ماننے کو تیار نہیں تو پھر یہ معاملہ اللہ پاک کے سپرد ہے۔ اس مخالفت اور ضد کا ہمارے پاس علاج نہیں۔ نیز علماء دیوبند پر جو انکار ختم نبوت کا الزام لگایا جاتا ہے۔ یہ حضرات اس سے بھی بری ہیں۔ علماء دیوبند کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی تا قیامت پیدا نہیں ہو سکتا۔ جو آپ ﷺ کے بعد کسی بھی قسم کی نبوت کا دعویدار ہو وہ خارج از اسلام ہے اور جو اس ختم نبوت والے عقیدے میں شک کرتا ہو وہ بھی کافر ہے۔ اس کے مقابل مرزا غلام احمد قادیانی اور اعلیٰ حضرت کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ غیر تشریعی نبی آ سکتا ہے۔ علماء حق دیوبند کا خیال جو کہ یقین کے درجہ میں ہے وہ یہ ہے کہ ان دونوں فتنوں کو انگریز نے کھڑا کیا تھا تا کہ مسلمانوں میں افتراق وانتشار پیدا ہو۔ ان کی اجتماعی قوت ٹوٹ جائے اور ہم چین وسکون سے اپنی حکومت چلاتے رہیں۔ ان دونوں فتنوں کے عقائد وخیالات ملاحظہ فرمائیں:

## جناب احمد رضا خان اور مرزا قادیانی کے عقائد وخیالات کا تقابلی جائزہ

| مرزا غلام احمد قادیانی | احمد رضا خان اور ان کے متعلقین |
|---|---|
| (۱) "انت منی بمنزلة ولدی" (اے مرزا قادیانی تو میرے لئے بمنزلے میرے بیٹے کے ہے۔) (حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹) (یعنی خدا نے کہا کہ مرزا قادیانی تو میرا بیٹا ہے اور بیٹا باپ کا جز ہوتا ہے۔ کہنا یہ چاہتا ہے کہ میں بھی خدا ہوں۔) | (۱)<br>یہ دعا ہے یہ دعا ہے یہ دعا تیر اور سب کا خدا ہے احمد رضا (نغمۃ الروح ص ۴۳) |

| | |
|---|---|
| (۲) سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ (دافع البلاء ص ۱۱ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)<br>(یعنی میں رسول ہوں اور رسول اللہ سے براہ راست تعلیم حاصل کرتا ہے۔ گویا وہ خدا کا شاگرد ہوتا ہے۔ مرزا کہنا یہ چاہتا ہے کہ میں بھی خدا کا شاگرد ہوں۔) | (۲) مولانا بریلوی (اعلیٰ حضرت) تلمیذ رحمٰن تھے۔ انہوں نے کسی سے شرف تلمذ حاصل نہیں کیا۔<br>(حیات احمد رضا خان ص ۱۵۲)<br>یعنی خدا کے شاگرد تھے۔ |
| (۳) ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔<br>(اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء، ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۲۷)<br>(یعنی نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ آپ ﷺ کے بعد نبی آ سکتا ہے۔) | (۳) فتح باب نبوت پر بے حد درود<br>ختم دور رسالت پر لاکھوں سلام<br>(حدائق بخشش حصہ دوم ص ۲۸)<br>(جس نے نبوت کا دروازہ کھولا اس پر لاتعداد درود۔) |
| (۴) وفات مسیح کا بھید صرف مجھ پر کھولا گیا۔<br>(اتمام الحجہ ص ۳، خزائن ج ۸ ص ۲۷۵)<br>قرآن مجید کی تیس آیتوں سے وفات مسیح ثابت ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۵۹۸ خزائن ج ۳ ص ۴۲۳) | (۴) اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات مان بھی لی جائے تو ان کی موت، بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کے لئے آنی (وقتی) ہے۔ ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے۔ یہ مسئلہ قطعیہ یقینیہ ضروریات مذہب اہل سنت سے ہے۔ اس کا منکر نہ ہوگا مگر بدمذہب گمراہ تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہی ہیں۔<br>(ملفوظات حصہ چہارم ص ۵۵) |

فائدہ...... مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ ان پر موت ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں آئی اور قیامت کے قریب دنیا میں تشریف لائیں گے۔ تو اس اجماعی عقیدے کے خلاف اعلیٰ حضرت کا عقیدہ یہ ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر موت مان بھی لی جائے تو وقتی طور پر یہ ماننا ہوگا۔ موت کے بعد پھر جو آپ کو بلکہ تمام انبیاء کو زندگی ملی ہے۔ اس لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوئے نہ کہ اس دنیا والی زندگی کے ساتھ زندہ ہوئے اور جو آدمی اس حیات برزخی والی زندگی کا منکر ہوگا۔ وہ بدمذہب ہوا۔ نہ کہ وہ جو دنیا کی زندگی کا منکر

ہے۔یعنی قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت مان کر کافر بلکہ بدمذہب بھی نہیں۔ گویا اعلیٰ حضرت کے نزدیک ایک آن کے لئے موت ضرور طاری ہوئی حضرت عیسیٰ پر بھی یہ عقیدہ اجماعی عقیدہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے کفر ہے۔"فاعتبروا یااولی الابصار"

## اعلیٰ حضرت کا اجماعی مسئلہ سے انحراف

ایک دوسری جگہ پر لکھا کہ:"حیات وفات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی بحث چھیڑتے ہیں جو خود ایک فرعی سہل، خود مسلمانوں میں ایک نوع کا اختلافی مسئلہ ہے۔ جس کا اقرار یا انکار کفر تو درکنار ضلال کو بھی نہیں۔" (الجرا الدیانی ص ۲۳ مطبوعہ کانپور)

## اعلیٰ حضرت کے نزدیک حیات عیسیٰ علیہ السلام مختلف فیہ ہے

ایک اور جگہ لکھا:"حیات ووفات حضرت مسیح علیہ السلام کا مسئلہ قدیم سے مختلف فیہ چلا آرہا ہے۔ مگر آخر زمانہ میں ان کے تشریف لانے اور دجال لعین کو قتل کرنے میں کسی کو کلام نہیں۔"

(الجراء رالدیانی ص ۲۵)

فائدہ...... اعلیٰ حضرت مسلمانوں کو یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ایک فرعی مسئلہ ہے۔یعنی عقائد کا مسئلہ نہیں اور ایک اختلافی مسئلہ ہے، اجماعی مسئلہ نہیں۔ اگر حیات عیسیٰ علیہ السلام کا انکار بھی کر دیا جائے تو کفر تو دور کی بات ہے۔ انسان گمراہ بھی نہیں ہوگا۔ حضرات قارئین غور فرمائیں کیا یہ ساری چیزیں قادیانی عقائد کی ترجمانی نہیں کرتیں؟ اوران کی ہاں میں ہاں ملانے والی بات نہیں ہے؟ کیا یہ مسلمانوں کے اجماعی عقیدے میں رخنہ اور دراڑ پیدا کرنے کے مترادف نہیں ہے؟ خود غور کریں۔ کیا یہ فرعی مسئلہ ہے؟۔ چودہ صدیوں میں کہاں کس دور میں مسلمانوں میں حیات عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اختلاف رہا ہے؟ کیا اس حیات والے اجماعی عقیدے کا منکر کافر نہیں ہے؟ مسلمانوں کا یہ عقیدہ تو حضرات صحابہ کرامؓ سے ہی اجماعی عقیدہ چلا آرہا ہے۔ آج تک مسلمانوں میں انکار تو دور کی بات ہے کسی نے شک وشبہ بھی نہیں کیا۔ بلکہ تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے جو انسان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات مقدسہ میں شک کرے وہ کافر، مرتد اور زندیق ہے اور یہ ایک فرعی مسئلہ نہیں۔ بلکہ قطعی یقینی اجماعی اور عقائد کا مسئلہ ہے۔ جو آدمی اس کو اجماعی عقیدہ نہیں مانتا وہ بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ دل پر ہاتھ رکھ کر فیصلہ کریں کہ کیا اعلیٰ حضرت کی اتباع اور اقتداء جائز ہے؟ اگر جائز سمجھتے ہو تو پھر اپنے ایمان کی خیر مناؤ ورنہ آج ہی اللہ پاک سے توبہ کر کے عقائد صحیحہ تسلیم کر کے اہل سنت والجماعت علماء دیوبند میں شامل ہو جائیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ واحسن الجزاء!

## اعلیٰ حضرت کا مرزائیوں کی مسجد میں تقریر کرنا

شہر بریلی میں، محلہ گھیر جعفر خان میں ایک مرزائیوں کی مسجد تھی۔ اس کا ذکر اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ رضویہ میں بھی ملتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۶۲۱) اعلیٰ حضرت اس مسجد کے ساتھ بڑی دلچسپی رکھتے تھے۔ آپ کی پورے سال میں کل تین تقریریں ہوتی تھیں۔ جن میں سے دو دفعہ اسی مرزائیوں کی مسجد میں تقریر کرتے اور ایک دفعہ کہیں اور تقریر کرتے۔ (ماہنامہ المیزان احمد رضا نمبر ۷۴) اور اسی مرزائی مسجد کی تعریف میں لب کشائی کرتے ہوئے موتی بکھیرتے ہیں۔

زاہد مسجد احمدی پر درود
دولت جیش عسرہ پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش حصہ دوم ص ۳۶)

یہاں اس شعر میں کس پر درود پڑھ رہے ہیں؟ غور طلب بات ہے۔ کہیں مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کو تو محبوب نہیں بنایا ہوا؟ چونکہ ان کے لئے جہاد حرام ہے تو جیش عسرہ یعنی تنگی والا لشکر بن گیا ہو اور یہ ان کے لئے گیت گا رہے ہوں۔ بہر حال مرزائیوں کی مسجد میں خطاب اور اس کی تعریف اور ان کے عقیدہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کی ترجمانی یہ سب کچھ معنی خیز ہے۔ اللہ پاک مسلمانوں کو اعلیٰ حضرت کی ذات کی سمجھ عطاء فرمائے کہ وہ کیا چیز تھے۔ مرزائی یا مسلمان......

| مرزا غلام احمد قادیانی | احمد رضا خان اور ان کے متعلقین |
|---|---|
| (۵) مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے گورنمنٹ کی اطاعت و فرمانبرداری کی نیت سے ہم نے کئی کتابیں مخالفت جہاد میں لکھیں۔ (تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۲۸) اے دوستو! جہاد کا اب چھوڑ دو خیال، دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال۔ (تحفہ گولڑویہ ضمیمہ ص ۴۱، خزائن ج ۱۷ ص ۷۷) | (۵) اعلیٰ حضرت نے بھی پہلے کئی ساری کتابیں لکھیں جن میں ''اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام'' ہے۔ پھر ایک اور کتاب لکھی جس میں یوں فتویٰ دیا۔ مسلمانان ہند پر حکم جہاد و قتال نہیں۔ (دوام العیش ص ۱۴) معلوم ہوا کہ دونوں احمدوں کا ایک ہی مقصد اور ایک ہی سلطنت انگریز کو خوش کرنا اور مسلمانوں میں فتنہ ڈالنا مقصود ہے۔ |

| (۶) اس گورنمنٹ کے ہم پر اس قدر احسان ہیں کہ اگر ہم یہاں سے نکل جائیں تو نہ ہمارا مکہ میں گذارا ہوسکتا ہے اور نہ قسطنطنیہ میں تو پھر کس طرح ہوسکتا ہے کہ ہم اس کے برخلاف کوئی خیال دل میں لائیں۔ (ملفوظات احمدیہ ج ا ص ۱۴۶) | (۶) جب ہم بے نظیر برطانوی انصاف کو دیکھتے ہیں۔ جس کی حکومت میں شیر اور بکری ایک ہی گھاٹ پر پانی پی رہے ہیں۔ تو پھر ہر طرف احسان ہی احسان دکھائی دے رہا ہے۔ ہم سچ عرض کرتے ہیں کہ جو برکات ہمیں اس سلطنت کی بدولت حاصل ہوئی ہیں۔ اگر عمر خضری بھی نصیب ہو تو ہم ان احسانات کا شکریہ ادا نہیں کر سکے۔ ہندوستان کے لئے سلطنت برطانیہ ابر رحمت کی طرح نازل ہوئی۔ (تکفیری افسانے ص ۱۳۹ تا ۱۴۵) |
|---|---|
| (۷) مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ میں ایسے خاندان سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے۔ وہ اول درجہ سرکار انگریزی کا خیر خواہ ہے۔ (تبلیغ رسالت حصہ ہفتم ص ۸) میرا باپ سرکاری انگریزی کے مراحم کا ہمیشہ امیدوار رہا ہے اور عندالضرورت خدمتیں بھی بجالاتا رہا۔ (نورالحق حصہ اول ص ۲۸) | (۷) اعلیٰ حضرت بھی ایسے خاندان سے تھے کہ جس کے افراد یکے بعد دیگرے حکومت کے وزیر مشیر رہ چکے تھے۔ مثلاً اعلیٰ حضرت کے جد اعلیٰ سعید اللہ خان مغل بادشاہ محمد شاہ رنگیلا کے معتمد خاص تھے۔ پھر سعید اللہ خان کے صاحبزدے سعادت یار خان محمد شاہ کے وزیر تھے اور حافظ کاظم علی خان آصف الدولہ رافضی شیعہ کے وزیر تھے اور اعلیٰ حضرت کے خسر شیخ فضل حسین ریاست رام پور میں نواب کلب علی خان کے سیاسی مشیروں میں ممتاز درجہ پر فائز تھے۔ (حجۃ واہرہ ص ۹) |

یعنی اعلیٰ حضرت کے نسب اور صہر والے (یعنی سسرالوالے) دونوں خاندان بڑے انگریز کے خیر خواہ تھے۔

| مرزا غلام احمد قادیانی | احمد رضا خان اور ان کے متعلقین |
|---|---|
| (۸) قادیانی کہتا ہے، کل مسلمان جو مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ (آئینہ صداقت ص ۳۵) | (۸) اعلیٰ حضرت نے لکھا، خلاصہ کلام یہ کہ طائفے (گروہ) سب کے سب کافر و مرتد ہیں۔ باجماع امت اسلام سے خارج ہیں۔ (حسام الحرمین ص ۱۱۳) اعلیٰ حضرت کا مرید لکھتا ہے سنی مسلمانوں (رضا خانیوں) کے سواء یہ تمام مدعیان اسلام بحکم شریعت مطہرہ کفار و مرتدین ہیں۔ (تجانب اہل السنہ ص ۱۱۲) |
| (۹) ہماری خواہش ہے کہ اگر بہادر عثمانی دستبردار ہونے پر مجبور ہوں تو پھر یہ منصب برطانیہ کے حریت پسند صداقت شعار فرزندوں کے ہاتھ آئے۔ (الفضل اخبار، ۱۶/ مارچ ۱۹۱۵ء) | (۹) اعلیٰ حضرت کی خواہش تھی کہ میں بھی وزیر اعظم بن جاؤں۔ چنانچہ اس کا اظہار اس شعر کی صورت میں کیا...... کافی سلطان نعت گویاں ہے رضا انشاء اللہ میں وزیر اعظم (حدائق بخش ص ۱۰۰ حصہ سوم) ترجمہ، اے رضاء ہم نعت خوانوں کو حکومت کی سرپرستی کافی ہے۔ انشاء اللہ میں کسی نہ کسی وقت وزیر اعظم بنوں گا۔ |

فائدہ...... انگریزوں نے جب دیکھا کہ مسلمانان ہند اتنا ظلم و ستم ہو جانے کے باوجود پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں تو پھر اس نے مسلمانوں میں یوں اختلاف پیدا کرائے۔ لوگ خریدے ان کی سرپرستی کی اور مسلمانوں کے نظریات تبدیل کرائے اور جتنے بھی فتنے کھڑے کیے۔ ان سب کا لائحہ عمل ایک ہی تھا۔ مثلاً (۱) جہاد کی ممانعت (۲) انگریزوں کی تعریف (۳) مسلمانوں کی عام تکفیر (۴) تحریک خلافت کی مخالفت (۵) ترک موالات کی مخالفت (۶) انگریزوں سے خاندانی وفاداری (۷) انگریزی حکومت سے امیدیں (۸) ماموریت (یعنی مجدد ہونے کا دعویٰ) (۹) مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے خلاف لوگوں کو بھڑکانا کہ وہاں کے اماموں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی (۱۰) قرآن و حدیث کی معنوی تحریف۔

یہ ان فتنوں کے اصول تھے اور اسی کے مطابق ساری زندگی کوشش کرتے رہے۔ جو

بدنصیب ان کی راہ پر آ گئے ۔ان کی نسل ابھی تک انہی اصولوں پر چلنے کی کوشش کر رہی ہے اور جن کو سمجھ آ گئی وہ راہ راست پر بھی آ گئے ہیں اور آ بھی رہے ہیں اور علماء دیو بند اپنا دفاع بھی کرتے رہے ۔ انگریز سے جہاد بھی کرتے رہے اور مسلمانوں کی علمی خدمات بھی کرتے رہے اور کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تا قیامت کرتے رہیں گے ۔

اب ذیل میں صرف نمونہ کے طور پر علماء حق دیو بند کی اور فتنہ بریلویت کی احادیث اور تفسیری خدمات پر ایک نظر......

## علماء دیو بند کی طرف سے تفسیری خدمات

## اور علماء بریلویت کی تفسیری خدمات کا تقابلی جائزہ

| علماء دیو بند......تراجم قرآن پاک | علماء بریلویت......تراجم قرآن پاک |
| --- | --- |
| (۱) ترجمہ قرآن، شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ (۲) تفسیر بیان القرآن ۲ جلدیں، حضرت تھانویؒ (۳) معارف القرآن، مفتی محمد شفیعؒ (۴) ترجمہ قرآن، مولانا محمد یوسف کشمیریؒ (۵) ترجمہ قرآن، مولانا شیخ احمد علی لاہوریؒ (۶) تفسیر جلالین، مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ (۷) کمالین ترجمہ قرآن، مولانا محمد نعیمؒ (۸) ترجمہ قرآن کشف الرحمٰن، مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ (۹) تفسیر معارف القرآن، مولانا ادریس کاندھلویؒ (۱۰) مشکلات القرآن، سید انور شاہ کشمیریؒ (۱۱) فہم القرآن، مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ (۱۲) لغات القرآن، مولانا عبدالرشید نعمانیؒ (۱۳) تدوین قرآن، سید مناظر احسن گیلانیؒ (۱۴) تفسیر قرآن، مولانا حسین علیؒ | ترجمہ قرآن، کنز الایمان، اعلیٰ حضرت، تشریح مولانا محمد نعیم صاحب مراد آبادی۔ |

| | |
|---|---|
| (۱۵) فتح المنان تفسیر القرآن ۸ جلدیں، مولانا عبدالحق دیوبندیؒ (۱۶) تفسیر ہدایت القرآن، مولانا سعید احمد پالن پوریؒ (۱۷) تفسیر الحاوی، مولانا سید فخر الحسن شاہؒ (۱۸) قصص القرآن ۴ جلدیں، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ (۱۹) تفسیر و معلم القرآن، حضرت مولانا محمد علی کاندھلویؒ (۲۰) تفسیر الهام الرحمٰن، مولانا عبید اللہ سندھیؒ (۲۱) تفسیر معوذتین، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (۲۲) علوم القرآن، قاضی زید العابدینؒ (۲۳) تفسیر مواهب الرحمٰن، مولانا امیر علیؒ (۲۴) آسان ترجمہ قرآن، مولانا مفتی تقی عثمانی مدظلہ (۲۵) علوم القرآن، مولانا مفتی تقی عثمانی مدظلہ (۲۶) تفسیر عثمانی، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ (۲۷) تفسیر انوار البیان، مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہریؒ (۲۸) معالم العرفان فی دروس القرآن ۲۰ جلدیں، مولانا صوفی عبد الحمید سواتیؒ (۲۹) ذخیرۃ الجنان، مولانا سرفراز خان صفدرؒ (۳۰) تبیان الفرقان، مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت ساری اور ابھی آگے کام جاری ہے۔ اللہ پاک ان کو ہمت عطاء فرمائے۔ آمین! | |

## احادیث رسول ﷺ پر علماء دیوبند اور علماء بریلویت کی خدمات کا جائزہ

| علماء دیوبند | علماء بریلویت |
|---|---|
| (۱) لامع الدراری شرح بخاری، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (۲) فیض الباری، سید انور شاہ کشمیریؒ | ندارد |

(۳) انوار الباری، مولانا انور شاہ کشمیریؒ (۴) ایضاح البخاری، مولانا فخر الدینؒ (۵) فضل الباری، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ (٦) تحفۃ القاری مولانا ادریس کاندھلویؒ (۷) فتح الملهم ٦ جلدیں و تکملہ فتح الملهم ٦ جلدیں شرح مسلم، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ (۸) بذل المجهود شرح ابوداؤد، مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ (۹) انوار المحمود، مولانا محمد صدیق نجیب آبادیؒ (۱۰) التعلیق المحمود، مولانا فخر الحسن گنگوہیؒ (۱۱) الکوکب الدری شرح ترمذی، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (۱۲) العرف الشذی، مولانا انور شاہ کشمیریؒ (۱۳) معارف مدینہ، مولانا حسین احمد مدنیؒ (۱۴) معارف السنن، مولانا یوسف بنوریؒ (۱۵) اوجز المسالک شرح موطا امام مالک، مولانا زکریاؒ (۱٦) التعلیق الصبیح شرح مشکوٰۃ، مولانا ادریسؒ (۱۷) تقریر ترمذی، شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ (۱۸) الکنز المتواری، مولانا زکریاؒ (۱۹) مظاہر حق شرح مشکوٰۃ، حضرت مولانا حمید اللہ جاویدؒ (۲۰) شرح طحاوی، مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ (۲۱) اعلاء السنن، مولانا ظفر احمد عثمانیؒ (۲۲) کنز العمال۔ اس کے علاوہ اور بہت ساری کتب

## سیرت مبارکہ علیہ ﷺ پر علماء دیوبند اور علماء بریلویت کی خدمات

| علماء دیوبند | علماء بریلویت |
| --- | --- |
| (۱) نشر الطیب، مولانا تھانویؒ (۲) سیرۃ المصطفیٰ ﷺ، مولانا ادریس کاندھلویؒ (۳) محمد رسول اللہ، مولانا محمد میاںؒ (۴) السیرۃ النبویہ، مولانا علی میاںؒ (۵) ماہتاب عرب، مولانا اسماعیل میرٹھیؒ (۶) منصب نبوت، مولانا سلمان ندویؒ (۷) سیرت نبویہ، مولانا عبدالشکورؒ (۸) بلاغ المبین، مولانا حفظ الرحمٰنؒ (۹) سیرت خاتم الانبیاء، مفتی محمد شفیعؒ (۱۰) خصائل نبوی، مولانا محمد زکریاؒ (۱۱) شان رسالت، قاری محمد طیبؒ (۱۲) خصائل النبیؒ، مولانا ثناء اللہؒ (۱۳) نبی عربی، قاضی زین العابدینؒ (۱۴) النبی الخاتم، مولانا مناظر احسن گیلانیؒ (۱۵) الذکر المیمون، مولانا عاشق الٰہیؒ (۱۶) نفحہ عنبریہ، مولانا عبدالشکورؒ (۱۷) روضۃ الریاحین، مولانا مطیع الحقؒ (۱۸) سیرت حلبیہ، مولانا اسلمؒ اور اس کے علاوہ بہت ساری کتب۔ | (۱) میلاد مصطفیٰؐ، (۲) المیلاد النبویہؐ، (۳) سلطنت مصطفیٰؐ، (۴) سراپائے رسول، آفتاب عالم۔ |

## تحریکات ہند میں علماء دیوبند اور علماء بریلویت کا کردار

| علماء دیوبند | علماء بریلویت |
| --- | --- |
| (۱) تحریک شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (۲) تحریک آزادی ہند ۱۸۵۷ء بانی حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ مولانا قاسم نانوتویؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (۳) تحریک ریشمی رومال، بانی شیخ الہند مولانا | بریلوی حضرات انہی تحریکات کو ختم کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ |

| | |
|---|---|
| محمود حسنؒ و مولانا عبید اللہ سندھی (۴) تحریک خلافت، بانی مولانا محمد علی جوہر، ڈاکٹر مختار انصاری (۵) تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء بانی سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ (۶) تحریک بحالی جمہوریت قائد جمعیت مولانا مفتی محمودؒ (۷) تحریک نظام مصطفیٰ، مولانا مفتی محمودؒ (۸) تحریک عظمت صحابہ، بانی حق نواز جھنگویؒ (۹) تحریک اسلامی طالبان، امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد دامت برکاتہم العالیہ (۱۰) تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء مولانا مفتی محمودؒ نے قومی اسمبلی میں قائدانہ کردار ادا کیا آئینی راہ اختیار کر کے نوے سالہ پرانا مسئلہ حل کر دیا، مرزائیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ | |

## مسلمانوں کو کافر بنانے میں علماء دیوبند و علماء بریلوی میں فرق

| علماء دیوبند | علماء بریلویت |
|---|---|
| علماء دیوبند کی کوئی کتاب مسلمانوں کو کافر بنانے کے لئے نہیں۔ | علماء بریلویت کی کتابیں مسلمانوں کو کافر بنانے کے لئے بہت سی ہیں۔ کچھ مندرجہ ذیل ہیں: (۱) المعتمد المستند (۲) حسام الحرمین (۳) الصوام الہندیہ (۴) تجانب اہل السنۃ عن اہل الفتنہ (۵) سیف الجبار (۶) سنان قادری (۷) سیف المسلمین علی فرق المرتدین (۸) خون کے آنسو (۹) فتاویٰ القدوۃ لکشف دفین الندوۃ (۱۰) فتاویٰ رضویہ (۱۱) فتاویٰ بر عقائد وہابیہ دیوبندیہ (۱۲) ملفوظات احمد رضا (۱۳) المصباح الجدید (۱۴) سیف مصطفیٰ (۱۵) فتاویٰ افریقہ (۱۶) القول السدید (۱۷) الکوکبۃ الشہابیہ (۱۸) جراثیم الوہابیہ (۱۹) وہابیہ کی تقیہ بازی۔ |

## کفر کے فتوؤں کی ایک جھلک

۱...... رشید احمد گنگوہی، اشرف علی تھانوی اور ان سب کے مقلدین و متبعین و پیروان و مدح خواں باتفاق علماء اعلام کافر ہوئے اور جو ان کو کافر نہ جانے۔ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی بلاشبہ کافر ہے۔ (عرفان شریعت حصہ دوم ص۲۹)

۲...... رافضی تبرائی، وہابی دیوبندی، وہابی غیر مقلد قادیانی چکڑالوی، نیچری ان سب کے ذبح محض نجس و مردار قطعی ہیں۔ اگر چہ لاکھ بار نام الٰہی لیں اور کیسے ہی متقی پرہیزگار بنتے ہوں۔ کیونکہ یہ سب مرتدین ہیں۔ (احکام شریعت ص۱۲۲)

۳،عرض...... وہابیوں کی بنوائی ہوئی مسجد، مسجد ہے یا نہیں؟

ارشاد...... کفار کی مسجد مثل گھر کے ہے۔ (ملفوظات ص۱۱۹)

۴...... آج کل کے روافض تو عموماً ضروریات دین کے منکر اور قطعاً مرتد ہیں۔ان کے مرد یا عورت کا کسی سے نکاح ہو ہی نہیں سکتا۔ ایسے وہابی، قادیانی، دیوبندی نیچری، چکڑالوی جملہ مرتدین ہیں۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت ص۱۰۰ حصہ دوم)

## بریلوی حضرات نے اپنے اکابرین کے فتوؤں کو غلط قرار دے دیا

۱...... بہت سے اکابر علماء و مشائخ عظام نے دیوبند کی تکفیر نہیں کی۔

(الحق المبین ص۱۴۴، مولانا احمد سعید کاظمی ملتان)

۲...... علماء اہل سنت پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ انہوں نے علماء دیوبند کو کافر کہا...... بلکہ تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا۔ گویا کہ بریلوی میں کفر کی مشین لگی ہوئی ہے۔ جس کے نشانے سے کوئی مسلمان نہیں بچ سکتا۔ اس کے جواب میں بجز اس کے کیا کہا جائے کہ ''سبحانک ھذا بھتان عظیم'' کسی مسلمان کو کافر کہنا مسلمان کی شان نہیں۔ (بلکہ کافر مرتد کی شان ہے۔)

(الحق المبین ص۲۲)

۳...... ہمارا عقیدہ ہے کہ مسلمان کو کافر کہنے کا وبال کافر کہنے والے پر عائد ہوتا ہے۔ پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ علماء بریلوی یا اس کے ہم خیال کسی عالم نے (جاہل کی بات نہیں) آج تک کسی مسلمان کو کافر نہیں کہا۔ خصوصاً احمد رضا بریلوی تو مسئلہ تکفیر میں اس قدر محتاط واقع ہوئے کہ امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی کے بکثرت اقوال کفریہ نقل کرنے کے باوجود...... مولوی اسماعیل کی تکفیر سے کف سا فرمایا۔ (الحق المبین ص۲۳)

۴...... علماء محتاطین انہیں کافر نہ کہیں، یہی صواب ہے۔ وھو الجواب بھی جواب ہے اور اسی پر

فتویٰ ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے اور اسی پر اعتماد ہے اور اسی میں سلامتی ہے اور اسی میں استقامت ہے۔ (تمہید الایمان ص ۴۲)

معلوم ہوا کہ جو حضرت علماء دیوبند کو کافر کہتے ہیں (۱) غیر محتاط ہیں (۲) درست کام نہیں کررہے ہیں (۳) اپنے مذہب بریلویت سے ہٹے ہوئے ہیں۔ (۴) ان کو اپنے اکابرین بریلی پر اعتماد نہیں (۵) سلامتی اور استقامت سے دور ہیں۔

## مولانا منظور احمد فیضی کا فتویٰ

۵...... بخدمت اقدس، حضرت الشیخ مفتی اعظم پاکستان مولانا منظور احمد فیضی مہتمم و مفتی جامعہ فیضیہ رضویہ کچہری روڈ احمد پور شرقیہ، ضلع بہاولپور۔

سوال نمبر ۱...... ائمہ حرمین شریفین کے پیچھے ہم اہل سنت بریلوی حضرات کی نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟ ائمہ حرمین کو کافر کہنا جائز ہے یا نہیں؟ نجدی وہابیوں کی حکومت ہوتے ہوئے ہم پر حج فرض ہے یا نہیں؟

سوال نمبر ۲...... مدینہ شریف میں آپ (جناب منظور احمد صاحب) نے فرمایا تھا کہ جب مؤمن مرجاتا ہے تو رسول اکرم ﷺ اس کے جنازے میں بذات خود تشریف لاتے ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے؟

سوال نمبر ۳...... علماء دیوبند کو اہل سنت کہنا درست ہے یا نہیں۔ کیونکہ پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے فتویٰ دیا ہے کہ علماء دیوبند اہل سنت کا عظیم فرقہ ہیں اور پیر شیر محمد شرقپوریؒ نے ان حضرات کو نوری وجود تسلیم کیا ہے۔ خواجہ غلام فریدؒ نے اکابر دیوبند کو اولیاء میں شمار کیا ہے اور اعلیٰ حضرت بریلوی کے دو فتوے ہیں۔ ایک میں کافر کہا ہے اور ایک میں مسلمان کہا ہے

(المستفتی عبدالنبی رضوی فیضی مدینہ منورہ باب مجیدی سعودی عرب ص،ب ۹۸۸۸)

جواب نمبر ۱...... ائمہ حرمین یعنی کعبۃ اللہ کے امام اور مسجد نبوی کے امام قطعی طور پر کافر ہیں اور ان کے کفر میں شک کرنے والا کافر ہے اور ان کے پیچھے کسی سنی، بریلوی مسلمان کی نماز نہیں ہوتی اور جو لوگ ان کی اقتداء میں نماز ادا کرتے ہیں۔ ان کا نکاح باطل ہے۔ الحمدللہ فقیر نے تو کبھی بھی ان کی اقتداء میں نماز ادا نہیں کی اور نجدی وہابیوں کی حکومت کی تباہی تک کسی سنی بریلوی پر نہ حج فرض ہے اور نہ اداء حج جیسا کہ اعلیٰ حضرت بریلوی نے اپنی کتاب تنویر الحجہ ص ۲۱ میں فتویٰ دیا ہے کہ جب تک نجدی وہابی لعین علیہ ما علیہ کا فتنہ حجاز مقدس میں ہے، اس وقت تک حج یا اداء حج فرض نہیں۔

(الحمدللہ آج تک اس فتویٰ کو کسی سنی مسلمان نے نہیں مانا اور نہ ہی ماننے کو تیار ہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کے خلاف کفر کے فتوؤں کو نہیں مانا جاتا۔)

جواب نمبر۲...... مؤمن کے جنازے میں رسول اکرم ﷺ صرف تشریف نہیں لاتے بلکہ اس کے جنازے کی امامت سرکار بذات خود کراتے ہیں۔ فقیر کہتا ہے کہ سرکار کی موجودگی میں کسی امتی کو امامت کرانے کا حق نہیں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اپنی کتاب عرفان شریعت ص ۹۰ پر لکھا ہے کہ اصل حق حضورﷺ کا ہے کیونکہ نبی اپنی امت کا امام بھی ہوتا ہے۔

(الحمدللہ اس فتویٰ پر بھی آج تک کسی نے عمل نہیں کیا اور نہ ہی قیامت تک عمل ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ کیا جو شخص جنازے کی امامت کرا رہا ہے۔ اس کو نبی امام مانتے ہیں۔ اگر بات ایسی ہی ہے تو ان کے کفر میں شک نہ کرنے والے کے کفر میں شک نہیں۔ اگر نبی نہیں مانتے تو پھر آپ ﷺ نے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد کس کا جنازہ پڑھایا ہے؟ کہ یہ حضرت صاحب کہہ رہے ہیں کہ حضورﷺ خود پڑھاتے ہیں۔ ان کو چاہئے کہ اپنے مردوں کے جنازے نہ پڑھایا کریں۔ جب تک حضورﷺ خود تشریف نہ لائیں اور جنازہ نہ پڑھائیں۔ دنیا جہان میں اس جیسی جہالت آج تک دیکھی نہیں گئی)

جواب نمبر۳...... علماء دیوبند کے متعلق جو فتویٰ سیدی پیر مہر علی شاہؒ نے دیا ہے کہ علماء دیوبند اہل سنت کا عظیم فرقہ ہیں۔ یا پیر شرقپوریؒ نے ان حضرات کے نوری وجود ہونے کو تسلیم کیا ہے۔ یا خواجہ غلام فریدؒ نے اکابر دیوبند مولوی رشید احمد گنگوہیؒ اور مولوی محمد قاسم نانوتویؒ کے ولی کامل ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ واقعی ان بزرگان دین کی کتابوں میں یہ فتویٰ مسطور ہے اور صحیح ہے۔ باقی سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا فتویٰ کفر لاعلمی پر مبنی تھا۔ جب علماء دیوبند کی کتاب ''المہند علی المفند'' وغیرہ جیسی کتابیں منظر عام پر آئیں تو اعلیٰ حضرت بریلوی نے اپنے فتویٰ کفر سے رجوع فرما کر تمہید الایمان اور سبحان السبوح وغیرہ میں صاف الفاظ میں لکھ دیا کہ حاشا للہ حاشا للہ ہزار بار حاشا للہ میں ہرگز ان علماء دیوبند کی تکفیر نہیں کرتا۔ یعنی مولوی رشید احمد گنگوہیؒ اور مولوی خلیلؒ اور مولوی اشرف علی تھانویؒ وغیرہ کو مسلمان جانتا ہوں اور مولوی اسماعیل دھلویؒ پر بھی کفر کا فتویٰ نہیں دیتا۔

یہ اعلیٰ حضرت بریلوی کا آخری فتویٰ ہے۔ جس پر مہر حق ثبت کرتے ہوئے سیدی قبلہ مولوی احمد سعید شاہ صاحب کاظمی نے ''الحق المبین'' میں فتویٰ دیا ہے کہ ہمارے اکابر علماء بریلویت نے کبھی بھی علماء دیوبند کو نہ کافر کہا ہے اور نہ کسی کتاب میں ان کو کافر لکھا ہے۔ بلکہ ہم ان

کو سنی علماء ہی سمجھتے ہیں۔ (فقیر محمد منظور احمد فیضی، مفتی جامعہ فیضیہ رضویہ کچہری روڈ احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور، ۱۴۱۱ ہجری)

(اس آخری فتوے کو بھی بریلوی عوام قولاً ماننے کے لئے تیار نہیں۔ ابھی تک وہ علماء دیوبند کو کافر کہتے ہیں۔ نیز علامہ صاحب کی غلط بیانی بھی غور سے پڑھیں کہ علماء بریلویت نے کبھی کسی علماء دیوبند کو کافر کہا ہے اور نہ کسی کتاب میں لکھا ہے۔ انہی غلط بیانیوں کی وجہ سے ان بریلویوں کی عوام بھی بریلوی علماء کی بات ماننے کے لئے تیار نہیں۔ کیونکہ جھوٹ جھوٹ ہوتا ہے چاہے جتنا خوبصورت بنا کر پیش کیا جائے۔

''ان الصدق ینجی والکذب یھلک'' (حدیث) (سچ بولنے والا نجات پا جاتا ہے اور جھوٹ بولنے والا ہلاک ہو جاتا ہے۔)

نوٹ...... یہ فتویٰ علامہ حضرت مولانا محمد رمضان صاحب مدظلہ کی کتاب (مذہب اہل سنت والجماعت ص ۶۰۶) سے نقل کیا ہے جہاں اصل تحریر اور دستخط موجود ہیں اور مہر بھی لگی ہوئی ہے۔

# عقیدہ نور و بشر ...... پہلا اختلاف

## علماء دیوبند کا عقیدہ

یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ذات اور جسم کے لحاظ سے نور نہیں۔ نہ ہی آپ ﷺ ذات اور جسم کے لحاظ سے نور ہیں۔ نہ ہی نور اللہ تعالیٰ کی صفت ذات ہے۔ بلکہ نور اللہ تعالیٰ کی صفت فعل ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا نور اس کی ہدایت اور رحمت ہے اور آپ ﷺ جنس اور ذات کے لحاظ سے بشر تھے۔ انسان تھے۔ آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کو اللہ تعالیٰ کی ذات کا جزو نہیں سمجھتے۔ نور ہونا آپ ﷺ کی صفت ہے کہ آپ ﷺ نور ہدایت ہیں۔ نور نبوت ہیں۔ آپ ﷺ کو نور کہنے سے آپ ﷺ کی جنس اور ذات میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ بلکہ آپ ﷺ ذات کے لحاظ سے انسان رہتے ہیں اور صفت کے اعتبار سے نور ہدایت ہوتے ہیں اور آپ ﷺ جس طرح ظاہری صورت سے جنس بشر میں سے تھے انسانوں میں سے تھے۔ ایسے ہی باطنی صورت سے بشر تھے۔ یہ نہیں کہ حقیقت اور ذات کے لحاظ سے تو نور اور نوری مخلوق سے ہوں اور ظاہر کے اعتبار سے بشری لباس میں ظاہر ہوں۔ آپ ﷺ کو حقیقت اور ذات کے اعتبار سے جنس نور سمجھنا کہ آپ ﷺ نوری مخلوق میں سے ہیں اور ظاہر کے اعتبار سے انسان سمجھنا کہ صرف بشری لباس میں آپ ﷺ انسان نظر آتے ہیں۔ حقیقتاً انسان نہیں اور اللہ تعالیٰ کا جزو اور علیحدہ کیا ہوا ٹکڑا ہیں اور نور من نور اللہ کا یہی

مطلب اور مراد بیان کرنا کفر ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا انسان کافر ہے۔

(اقتباس، از مطالعہ بریلویت ج ۵ ص ۲۲۷)

## بریلوی حضرات کا عقیدہ

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نورذات ہے۔ جسم کے لحاظ سے ایک نور ہے اور آپ ﷺ کی ذات اقدس اللہ کی ذات سے علیحدہ کی ہوئی ہے اور اللہ کی ذات کا ایک ٹکڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ جسم اور ذات کے لحاظ سے نور ہیں اور آپ ﷺ بھی جسم اور ذات کے لحاظ سے نور ہیں۔ گویا آپ ﷺ جنس اور ذات کے اعتبار سے بشر اور انسان نہیں بلکہ نوری مخلوق ہیں اور لباس بشریت میں انسانوں کے سامنے ظاہر ہیں۔ اگر لباس بشری میں نہ آتے تو کبھی بھی انسانوں کو نظر نہ آتے۔ نور من نور اللہ کا یہی مطلب اور مراد بیان کرتے ہیں اور جو شخص آپ ﷺ کو ذات کے اعتبار سے نور نہ سمجھے وہ گستاخ اور کافر ہے۔

## بریلوی حضرات کا عقیدہ ان کی عبارات سے

١...... نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی، (یعنی آپ ﷺ اللہ کے نور کا ٹکڑا ہیں)

(حدائق بخشش ص ۶۲)

٢...... معراج پر آپ ﷺ کا نوری جسم نور میں مدغم ہو گیا تھا۔ (سخن رضا ص ۲۸۳)

٣...... ان کو (آپ ﷺ) بشر ماننا ایمان نہیں۔ (تفسیر نعیمی ج ا ص ۱۰۰)

۴...... حضرت آمنہؓ اللہ کے نور سے حاملہ ہوئیں۔ (مقیاس النور ص ۳۲)

۵...... جو ذات سب سے پہلے، بشر سے بھی پہلے موجود ہو اس مقدس و مطہر ہستی کو بشر کہنا یا ماننا کس طرح صحیح ہے؟ (انوار قمری ص ۹۲)

٦...... مصطفیٰ ﷺ کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہوا۔ آپ ﷺ کی حقیقت بشریہ کے منافی ہے۔ (مقیاس نور ص ۶۱)

۷...... جب اللہ تعالیٰ کو ظاہر کرنا اپنا منظور ہوا۔ اپنے نور سے ایک قبضہ (یعنی مٹھی) لیا اور فرمایا اس سے کن محمداً، ہو جاؤ محمد......الخ! (نجم الہدیٰ فی ذکر سید الوریٰ ص ۲۲)

۸...... معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ وہ نور علی نور ہیں کہ اگر آپ لباس بشری میں تشریف نہ لاتے تو کسی کو دیکھنے کی تاب نہ ہوتی۔ (حق کی تلاش، تحریر نجم مصطفائی ص ٦١)

۹...... اور نبی کو رب نے انسان یا عبد بطور تعظیم فرمایا۔ خلق الانسان علمہ البیان اور اسری بعبدہ لیلا، لہٰذا یہ الفاظ (انسان یا عبد) تعظیما کہنا جائز ہے اور بشر کہنا حرام ہے۔ (جاء الحق ص ۱۸۸)

۱۰...... بشر، یا بھائی کہہ کر پکارنا یا محاورہ میں نبی علیہ السلام کو یہ کہنا (بشر یا بھائی) حرام ہے۔
(جاء الحق ص ۱۸۹)

۱۱...... ''قل انما انا بشر مثلکم'' تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں۔
(حق کی تلاش ص ۲۴)

۱۲...... آپ ﷺ حقیقت میں نور اور ظاہر میں بشر ہیں۔ جب جبرائیل امین (بشر کی صورت میں آئیں تو ان) کی نورانیت میں فرق نہیں تو حضور ﷺ کی نورانیت میں کیسے فرق آ جائے گا۔
(حق کی تلاش ص ۲۶)

## عبارات کا خلاصہ

آپ ﷺ اللہ کا ٹکڑا ہیں، نوری جسم ہیں۔ آپ ﷺ کو بشر ماننا ایمان نہیں یعنی جو آپ ﷺ کو بشر مانتا ہے وہ کافر ہے۔ آپ ﷺ کو بشر ماننا، کہنا دونوں صحیح نہیں۔ بلکہ بشر کہنا حرام ہے۔ آپ ﷺ کی حقیقت نور ہے۔ یعنی جنس نور اور نوری مخلوق میں سے ہیں۔ بشری شکل وصورت میں ایسے ظاہر ہوئے۔ جیسے کبھی کبھی حضرت جبرائیل علیہ السلام بشر کی صورت میں آئے تھے۔

بریلوی حضرات کے فتوے اپنے اکابرین پر اور اپنے اوپر:

۱...... ''یا جابر ان اللہ خلق نور نبیک من نورہ'' اعلیٰ حضرت نے اپنے رسالہ الصافی نور المصطفیٰ میں لکھا ہے کہ اس حدیث کا ظاہر معنی بالکل کفر ہے۔ (یعنی یہ معنی لینا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی ذات کا ایک ٹکڑا ہیں۔ یا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے ایک مٹھی لی اور فرمایا کہ محمد ﷺ تو ہو جا یہ کفر ہے)

۲...... نبی جنس بشر میں آتے ہیں اور انسان ہی ہوتے ہیں۔ جن یا بشر یا فرشتہ نہیں ہوتے۔
(جاء الحق ص ۱۸۰)

نوٹ: عبارت میں تضاد ذرا غور سے پڑھئے، نبی جنس بشر میں آتے ہیں۔ جن یا بشر نہیں ہوتے۔ ایک ہی لائن میں پہلے کہا کہ بشر ہوتے ہیں۔ پھر کہا کہ بشر یا جن نہیں ہوتے۔ فیا للعجب!

۳...... انبیاء کرام سب بشر تھے اور مرد، نہ کوئی جن نبی ہوا نہ کوئی عورت۔ (بہار شریعت ص ۹)

فائدہ: مرد ہونا جنس انسان کی خاصیت ہے۔ نوری مخلوق میں مرد وعورت کا سوال ہی نہیں۔

۴...... آپ ﷺ بشری جنس میں مبعوث ہوئے۔ آپ ﷺ پر بشر کا اطلاق جائز اور اس پر دلیل قطعی ہے۔
(فتاویٰ مظہری ص ۳۶۹)

۵...... ''قل انما انا بشر مثلکم ''جس پر دلیل قطعی ہے پس اس کو لباس بشری سے تعبیر کرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ (فتاویٰ مظہری ص ۳۶۹)

۶...... میرے اور تمہارے درمیان جنسی مغایرت نہیں۔ (کنزالایمان ص ۲۹۰)

۷...... آپ ﷺ کا جسم اقدس جس خاک پاک سے بنا صدیقؓ و فاروقؓ اسی مٹی سے بنے۔

(فتاویٰ افریقیہ اعلیٰ حضرت ص ۱۰۰)

تو اب پہلے جو یہ فتویٰ لگایا تھا کہ بشر جاننا ایمان نہیں۔ وہ فتویٰ کیا ان حضرات پر بھی چلے گا؟ جنہوں نے یہ کہا ہے کہ آپ جنس کے لحاظ سے بشر ہیں اور آپ ﷺ کی تخلیق مٹی سے ہوئی ہے۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر ان حضرات کی اقتداء چھوڑ کر کھلم کھلا ان کو بھی کافر کہو۔ جیسے کہ دوسرے کو کافر کہتے تھکتے نہیں۔ تقیہ اور فرق کیوں کرتے ہو۔

## بریلوی حضرات کے عقیدہ نور میں تضادات

| | |
|---|---|
| (۱) نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی۔ | (۱) آپ ﷺ کا جسم اقدس خاک پاک سے بنا۔ |
| (۲) اس مقدس ہستی کو بشر کہنا یا ماننا کیسے صحیح ہے؟ | (۲) آپ ﷺ پر بشر کا اطلاق جائز ہے۔ |
| (۳) چاند کا دو ٹکڑے ہونا آپ ﷺ کی بشریت کے منافی ہے۔ | (۳) نبی جنس بشر میں آتے ہیں۔ |
| (۴) اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے ایک قبضہ لیا اور فرمایا کن محمداً۔ | (۴) ایک مسلمان کا بھی یہ عقیدہ نہیں کہ حضور ﷺ کا نور اللہ کے نور کا جز ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنا سخت گمراہی ہے اور کفر ہے۔ (حق کی تلاش ص ۴۷) |
| (۵) اگر آپ ﷺ لباس بشری میں تشریف نہ لاتے تو کسی کو دیکھنے کی تاب نہ ہوتی۔ | (۵) اس کو لباس سے تعبیر کرنا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ |
| (۶) آپ ﷺ کو بشر ماننا ایمان نہیں۔ | (۶) اس امت میں بہت سے بدنصیب سید انبیاء ﷺ کی بشریت کا انکار کرتے ہیں اور قرآن و حدیث کے منکر ہیں۔ (کنزالایمان ص ۳۲۴) |

| | |
|---|---|
| (۷) آپ ﷺ کو محاورہ میں بشر کہنا حرام ہے۔ | (۷) سب کا یہی اعتقاد ہے کہ آپ ﷺ بشر ہیں۔ حضرت آدم کی اولاد میں ہیں۔ (انوار ساطعہ ص ۳۰۱) |
| (۸) آپ ﷺ حقیقت میں نور اور ظاہر میں بشر ہیں۔ | (۸) میرے اور تمہارے درمیان جنسی مغایرت نہیں۔ یعنی حقیقت میں آپ ﷺ جنس انسان ہیں تو حضرت آدم کی اولاد ہیں۔ |
| (۹) آپ ﷺ کو بشر ماننا ایمان نہیں۔ (تفسیر نعیمی ج ۱ ص ۱۰۰) | (۹) جو شخص انبیاء و رسل کی بشریت کا انکار کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (ضیائے حرم ص ۲۹) |
| (۱۰) حضرت آمنہ نور اللہ سے حاملہ ہوئیں۔ (مقیاس النور ص ۲۴) | (۱۰) بہت برے ہیں وہ لوگ جو نبی کی بشریت کے منکر ہیں۔ خارج از اسلام ہیں۔ وہ ہمارے گروہ سے نہیں۔ (دوام العیش ص ۲۷) |

فائدہ: نمونہ کے لئے چند عبارتیں پیش کی ہیں۔ ورنہ بریلوی حضرات کی جتنی عقائد کی کتابیں ہیں ان میں ہر عقیدہ میں کھلا اور واضح تضاد موجود ہے۔ جو ان کے عقیدے کے باطل اور غلط ہونے کی واضح دلیل ہے۔ ویسے بھی اگر آپ ان حضرات میں سے کسی سے بھی عقیدہ کی وضاحت پوچھ لیں تو ہر بات میں تضاد نظر آئے گا۔ حالانکہ عقیدہ کے اندر کبھی کسی دور میں دو آراء نہیں رہیں۔ جو عقیدہ قرآن، حدیث، اجماع امت سے ثابت ہو وہ آپ ﷺ کے دور سے لے کر قیامت تک کبھی کسی دور میں دنیا کے کسی کونے میں مختلف نہیں ہوگا۔ سب کا ایک ہی عقیدہ ہوگا۔ ہاں جنہوں نے خود عقیدے گھڑے قرآن و حدیث سے ہٹ کر اور خود ہی قرآن و حدیث کی غلط تاویل کر کے عقیدے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ ہمیشہ اسی طرح ہر موڑ پر ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں۔ کبھی صحیح راہ اور صحیح بات تک ان کی رسائی نہیں ہوئی اور جتنے بھی دلائل عقیدہ نور پر یہ لوگ پیش کرتے اور اس سے آپ ﷺ کو جنس بشر سے نکال کر جنس نور میں داخل کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ سب ان کے اختراعی اور اپنے گھڑے ہوئے دلائل ہیں۔ ورنہ جس دلیل سے حضور ﷺ کا جسم کے لحاظ سے نور ہونا ثابت کرتے ہیں اگر ان سے پوچھ لیا جائے کہ یہ سلف صالحین میں سے کس کا قول ہے اور کس تفسیر میں یہ تفسیر موجود ہے جو آپ نے کی ہے تو ان کا ایک

ہی جواب ہوتا ہے کہ بات بالکل ظاہر ہے۔ یہی سمجھ میں آ رہا ہے کسی کو لکھنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔ حالانکہ عقیدہ کی بات ہے اور عقیدے کو لکھنے کی ضرورت پیش نہ آئے یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ عقیدے کے لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مجھے یہی سمجھ آ رہا ہے۔ لہٰذا یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے۔ بلکہ عقیدے کے لئے تو قطعی اور واضح دلیل چاہئے۔ جس میں کسی قسم کا کوئی احتمال نہ ہو اور جتنے یہ دلائل دیتے ہیں ان سب میں کئی کئی احتمال موجود ہیں۔

## بشریت نبی کا انکار در اصل نبوت کا انکار ہے

اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ نبوت خاصہ ہے بشریت کا۔ یعنی ہمیشہ اللہ تعالیٰ نے نبی جنس انسان میں سے بنائے ہیں۔ کبھی کوئی نبی نوری مخلوق میں سے نہیں آیا۔ جب کوئی آدمی یہ کہے کہ نبی کو بشر ماننا ایمان نہیں۔ اس نے بشر نبی ہونے کا انکار کیا تو نبوت کا انکار خود بخود ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات میں سے صرف تین مخلوقات ذوی العقول ہیں اور یہی تین باقی سب مخلوقات سے اعلیٰ ہیں اور اہل سنت والجماعت علماء دیوبند کا عقیدہ ہے کہ ان تین میں سے جو بھی جنس اعلیٰ ہوگی اس میں سے نبی آئے گا۔ اب جنس کون سی اعلیٰ ہے۔

وہ صرف اور صرف جنس انسان ہی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صرف جنس انسان کے بارے میں یہ کہا ہے کہ "لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم" لہٰذا واضح ہو گیا کہ نبوت خاصہ ہے۔ جنس بشر کا جو اعلیٰ اور اشرف المخلوقات ہے اب جنس بشر کا انکار نبوت کا انکار ہوگا۔ اس لیے ضروری ہے کہ آپ ﷺ کے بارے میں جنس کے اعتبار سے یہ عقیدہ رکھا جائے کہ آپ ﷺ جنس بشر میں سے ہیں اور نور ہونا آپ ﷺ کی صفت ہے کہ آپ ﷺ نور نبوت ہیں۔ آپ ﷺ کو اللہ پاک نے نبوت والا نور ہدایت والا نور عطاء فرمایا ہے۔ صرف نور ہی نہیں بلکہ سراجاً منیراً ہیں۔ دوسروں کو بھی نور ہدایت دینے والے ہیں۔ یہ عقیدہ عین قرآن وحدیث کے مطابق ہے۔ یہی مطلب ہے اس حدیث پاک کا۔ "انا من نور اللہ والخلق کلھم من نوری" کہ میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں۔ (کہ اللہ نے مجھے نور ہدایت ونور نبوت عطاء فرمایا ہے) اور ساری مخلوق میرے نور سے ہے۔ (کہ میں نے ان کو ہدایت کی راہ دکھلائی ہے) اور یہی مضمون خود بریلوی حضرات کی کتابوں سے بھی ملے گا۔ ملاحظہ کیجئے!

ا...... مجھے معلوم نہیں کہ یہ لوگ حضور ﷺ سے بشریت کی نفی کیوں کرتے ہیں۔ حالانکہ بشریت ہی، آپ ﷺ کی رسالت کی تصدیق اور آپ ﷺ کے معجزات اور خرق عادات کی

تصدیق کا سبب ہیں۔ کیونکہ انسان سے جب معجزات صادر ہوں یا خارق عادات تو یہی تصدیق رسالت کا سبب بنا کرتے ہیں۔ (العقائد الصحیحہ فی تردید الوہابیہ النجدیہ محمد حسن ص ۴۹)

۲...... بشریت وغیرہ اس دنیا میں نبوت کے لئے ضروری ہیں۔ (اسرار الاحکام ص ۳۴۹)

۳...... حق تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو مقام بشریت سے مقام رسالت پر فائز کیا۔

(فتویٰ مظہری ص ۳۵۶)

اب جو لوگ آپ ﷺ کی بشریت کو لباس بشری سے تعبیر کرتے ہیں یا بشر ماننا یا کہنا حرام سمجھتے ہیں یا آپ ﷺ کو بشر ماننا ایمان نہیں۔ یہ کہتے ہیں ان کو چاہئے کہ اپنے ایمان پر غور کریں۔

## نور کی تعریف

نور کا لغوی معنی ہے روشنی، یعنی وہ چیز جو دوسری چیزوں کو ظاہر کر دے، بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ نور ایک کیفیت کا نام ہے۔ جس کو پہلے دیکھنے والی قوت، قوت باصرہ ادراک کرتی ہے۔ یعنی پالیتی ہے۔ پھر اسی ادراک کے واسطہ سے ان چیزوں کو قوت باصرہ دیکھتی ہے۔ جو چیزیں نظر آنے والی ہیں

## نور کا اصطلاحی معنی ہے۔ (ظاہر لنفسہ ومظہر لغیرہ)

اپنی ذات کے لئے ظاہر ہونے والا ہو اپنے غیر کے لئے ظاہر کرنے والا ہو۔

ضیاء اور نور: چاند کی روشنی صرف اسی جگہ پر ہوتی ہے جہاں چاند سامنے ہو۔ جہاں سامنے نہ ہو وہاں اس کی روشنی نہیں جاتی۔ جیسے رات کے وقت چاند کی روشنی برآمدے اور کمروں میں نہیں ہوتی۔ بلکہ صرف صحن میں ہوتی ہے۔ اس روشنی کا نام ہے نور اور سورج کی روشنی اس جگہ پر بھی ہوتی ہے جہاں سامنے ہو اور اس جگہ پر بھی ہوتی ہے۔ جہاں سامنے نہ ہو۔ جیسے دن کے وقت کمرے کے اندر بھی روشنی ہے۔ حالانکہ سورج سامنے نہیں اس روشنی کا نام ہے۔ ضیاء۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ''ھو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا (یونس:۵)''

اللہ وہ ذات ہے جس نے سورج کو ضیاء اور چاند کو نور بنایا۔ گویا ضیاء، پھیلنے کے لحاظ سے نور سے زیادہ قوی ہے۔

خلاصہ: اس ساری بحث کا خلاصہ یہ نکلا کہ نور کا اپنا ایک جسم ہے۔ اپنا ایک پھیلاؤ ہے۔ یہ کہیں ہوتا ہے اور کہیں نہیں ہوتا۔ اس معنی کے لحاظ سے اب اللہ تعالیٰ کو نور کہنا بالکل جائز نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو جسم سے پاک ہے۔ ایسے نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ بھی کہیں ہوں اور کہیں نہ ہوں۔ اور جو

لوگ اللہ تعالیٰ کو ذات اور جسم کے لحاظ نور مانتے ہیں پھر اسی سے مٹھی بھر کر آپ ﷺ کا نور اور مادہ مانتے ہیں اور نور من نور اللہ کا یہی مصداق بیان کرتے ہیں۔ ان کا یہ عقیدہ کسی طرح بھی درست نہیں۔ اب کیا معنی ہوگا ان آیات اور احادیث کا جن میں نور کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے۔ جیسے اللہ نور السموات والارض کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے یا جیسے حدیث میں آیا "یا جابر ان اللہ خلق نور نبیک من نورہ" کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا۔ اس کے علاوہ بھی بہت سارے مقامات پر نور کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے۔ اس نور کا معنی یہ ہوگا۔

## نور اللہ کا مطلب

اللہ کے نور کا مطلب یہ ہے کہ وہ آسمان اور زمین کو نور دینے والا ہے۔ یا زمین و آسمان میں نور ہدایت اتارنے والا ہے۔ یعنی آسمان کو سورج چاند اور ستاروں سے مزین کرنے والا ہے اور زمین کو انبیاء کرام اور اولیاء کرام سے زینت دینے والا ہے اور آسمانوں اور زمین میں جو مخلوق رہتی ہے ان کو نور ہدایت عطاء فرمانے والا ہے جیسے کہ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "ان اللہ یقول نوری ھدیٰ" کہ میرا نور میری ہدایت ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۸۹)

اب اگر اس مطلب کو لے لیا جائے تو قرآن وحدیث میں کہیں ٹکراؤ اور مخالفت نہیں ہوگی اور اگر وہ مطلب لے لیا جائے جو بریلوی حضرات لیتے ہیں تو جگہ بجگہ ٹکراؤ اور مخالفت ہوگی۔ جب کہ قرآن وحدیث میں جہاں ظاہری طور پر کوئی مخالفت نظر آئے تطبیق دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ آپس میں موافق ہو جائیں۔ اگر اس تطبیق والا اصول اپنائیں گے تو اہل سنت والجماعت والا عقیدہ کہ آپ ﷺ جنس اور جسم کے اعتبار سے بشر تھے۔ بالکل عیاں اور واضح ہو جائے گا۔ اور آپ ﷺ کی ذات مبارک بالکل واضح ہوگی جنس کے لحاظ سے۔

علماء اہل سنت دیوبند کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ ﷺ افضل البشر سید البشر ہیں۔ پوری کائنات میں آپ ﷺ کے ہمسر اور برابر کوئی نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات کے بعد صرف اور صرف آپ ﷺ کا ہی مقام ومرتبہ ہے جو شخص آپ ﷺ کی صفات میں سے کسی صفت میں ہمسری اور برابری کا دعویٰ کرتا ہے کہ فلاں صفت میں میرے اور حضور ﷺ کے درمیان کوئی فرق نہیں، حضور ﷺ کی تنقیص کرتا ہے ۔وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس کا علماء دیوبند کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اس کے کافر ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ جب اہل سنت والجماعت علماء

دیوبند نے اپنا عقیدہ دوٹوک الفاظ میں بیان کر دیا ہے کہ آپ ﷺ جنس اور ذات کو جسم کے لحاظ سے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں، بشر ہیں، انسان ہیں۔ اس جنس بشر کے لحاظ سے تمام انسانوں میں کوئی فرق نہیں۔ سب ایک جیسے انسان ہیں۔

ہاں صفات کے لحاظ سے آپ ﷺ کی کسی صفت میں کوئی شخص برابر نہیں۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

قصہ مختصر! تو نور ہونا بھی آپ ﷺ کی صفت ہے۔ اس صفت میں بھی آپ ﷺ کے برابر کوئی نہیں تو اب ان پر یہ الزام لگا کر کہ دیوبندی صفات میں حضور ﷺ کو اپنے جیسا سمجھتے ہیں۔ انصاف نہیں، محض ایک الزام اور عوام کو دھوکہ دینا ہے جو کسی مسلمان کے لئے مناسب نہیں۔ انسان ظاہر کا مکلف ہے۔ باطن کا نہیں۔ ظاہراً اقرار کو مان کر باطن کو اسی پر قیاس کر لینا چاہئے۔ نہ یہ کہ اقرار کے باوجود کافر کہہ کر گستاخ بنا کر جہنم کا مستحق سمجھتے رہیں۔ ایسا کرنا کسی مسلمان کے لئے تو زیبا نہیں۔ ہاں اس کے علاوہ جو کہتے رہیں ان کی طرف توجہ کی ضرورت نہیں۔ المرء یقیس علی نفسه!

نوٹ: قرآن وحدیث اجماع واقوال وغیرہ سے جو بھی دلائل ذکر کریں گے اور ان میں بشر کا لفظ جہاں بھی آئے گا کہ آپ ﷺ بشر ہیں یا تمہاری مثل بشر ہیں۔ اس سے مقصود صرف اور صرف یہ ثابت کرنا ہو گا کہ آپ ﷺ صرف جنس اور ذات کے لحاظ سے بشر انسان ہیں۔ انسان ہونے میں سب انسان برابر ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ بشر سے یہ مراد ہرگز نہیں ہو گی کہ حضور ﷺ صفات میں سے کسی صفت میں عام انسانوں جیسے ہیں اور ویسے بھی اکابرین دیوبند کی کسی عبارت میں آپ حضرات کو یہ نظر آئے کہ آنحضرت ﷺ بشر ہیں تو اس سے مراد بھی صرف جنس اور ذات کے لحاظ سے بتانا مقصود ہوتا ہے نہ کہ صفات کے لحاظ سے۔

قارئین کرام جب اس بات کو ذہن میں رکھیں گے تو انشاء اللہ! کہیں کوئی اشکال پیدا نہ ہو گا۔ اب سب سے پہلے قرآن پاک سے آپ ﷺ کا جنس بشر ہونا ثابت کرتے ہیں۔

## عقیدہ بشریت قرآن پاک کی روشنی میں

آیت نمبر:۱...... ''قل ما کنت بدعاً من الرسل (احقاف:۹)'' ﴿آپ فرما دیجئے کہ میں دوسرے رسولوں سے کوئی انوکھا رسول نہیں﴾۔

فائدہ: جس طرح حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام کے تمام انبیاء کرام بشر تھے اور ان کو تمام وہ ضرورتیں پیش آتی تھیں جو جنس بشر کو پیش آتی ہیں۔ مثلاً

کھانا، پینا، سونا، جاگنا، گرمی وسردی کا محسوس ہونا، دکھ وآرام وغیرہ کا پہنچنا۔ یہ سب کچھ مجھے بھی پیش آئے گا۔ کیونکہ جنس بشر ہونے میں ہمارے درمیان کوئی فرق نہیں۔ اگر کافر وغیرہ یہ اعتراض کریں کہ یہ چیزیں تو نبوت کے منافی ہیں تو ان کو آپ ﷺ فرما دیں کہ جب یہ چیزیں پہلے والے انبیاء کرام میں سے کسی کی نبوت کے منافی نہیں تو میری نبوت کے کیوں منافی ہیں؟ جب کہ جنس بشر، رجل اور رسول ہونے میں سب برابر ہیں۔ معلوم ہوا کہ ذات اور جسم کے لحاظ سے آپ ﷺ کی ذات مبارکہ دیگر انبیاء کرام کی طرح جنس بشر میں سے ہے۔ اور نور ہونا آپ ﷺ کی صفت ہے۔

آیت نمبر:۲...... ”یاایها النبی قل لازواجك وبناتك ونساء المؤمنین یدنین علیهن من جلابیبهن ...... (الاحزاب:۵۹)“ ﴿اے پیارے نبی آپ فرما دیجئے! اپنی گھر والیوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور دوسرے مؤمنوں کی بیویوں سے کہ لٹکائیں اپنے اوپر بڑی چادروں کو﴾۔

فائدہ...... معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اور صاحبزادیاں ہیں تو یہ ازواج کا ہونا اور اولاد کا ہونا بھی جنس بشر کا خاصہ ہے۔ ورنہ یہ لازم آئے گا کہ اگر آپ ﷺ ذات اور جسم کے لحاظ سے نور ہیں تو تمام اولاد بھی ذات اور جسم کے لحاظ سے نور ہو۔ کیونکہ باپ کا ٹکڑا ہوتی ہے اور اولاد باپ کی ہی جنس سے ہوتی ہے باپ نور تو اولاد بھی نور۔ ورنہ یہ کہنا پڑے گا کہ جنس نور سے جنس بشر پیدا ہوا ہے۔ جو عقل ونقل کے خلاف ہے۔

آیت نمبر:۳...... ”قل سبحان ربی هل کنت الا بشراً رسولا (بنی اسرائیل:۹۳)“ ﴿آپ فرما دیجئے! کہ میرا رب پاک ہے۔ نہیں ہوں میں مگر ایک بشر رسول﴾۔

فائدہ...... مشرکین مکہ نے آپ ﷺ سے سات قسم کی فرمائشیں کی تھیں کہ اگر ان میں سے ہماری کوئی فرمائش پوری ہو جائے تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ ورنہ نہیں، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ جواب ملا کہ آپ ان کو فرما دیں کہ میں مختار کل نہیں کہ تم نے اتنے سوال اور فرمائشیں کر ڈالی۔ میں تو ایک اللہ سبحان کا بندہ اور جنس بشر سے رسول ہوں۔ یہ سب کچھ تو اللہ کے اختیار میں ہے۔ معلوم ہوا کہ ذات اور جسم کے لحاظ سے حضور ﷺ اللہ کے نور کا ٹکڑا نہیں۔ ورنہ یہ ماننا پڑے گا۔ کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے جز ہونے کے باوجود عاجز آ گئے۔ حالانکہ عاجز نہیں ہونا چاہئے تھا۔

آیت نمبر:۴...... ''قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ (کھف:۱۱۰)'' ﴿آپ فرمادیں کہ میں تم جیسا بشر ہی ہوں۔ میرے پاس وحی آتی ہے۔﴾

فائدہ...... مشرکین مکہ طرح طرح کے مطالبے رکھتے تھے تو اللہ کی طرف سے یہ اعلان کرادیا گیا کہ میں جنس اور ذات کے اعتبار سے بشر ہی ہوں۔ کوئی خدائی نور کا ٹکڑا نہیں ہوں کہ خدا بن کے تمہاری ہر فرمائش پوری کردوں۔ جس طرح تم انسان ہونے کے ناطے اپنی قدرت واختیار سے یہ کام نہیں کرسکتے تو میں بھی تمہاری مثل ہوں۔ اپنی قدرت واختیار سے کچھ نہیں کر سکتا۔ سب کچھ خدائے پاک کرنے والا ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ ذات اور جسم کے لحاظ سے انسانوں کی جنس سے ہیں نہ کہ نور کی جنس سے۔ ہاں نور ہونا آپ کی صفت ہے۔

آیت نمبر:۵...... ''لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم (آل عمران:۱٤٦)'' ﴿البتہ تحقیق اللہ پاک نے مؤمنین پر احسان کیا کہ ان میں رسول بھیجا جو ان کی جنس سے ہے۔﴾

آیت نمبر:٦...... ''لقد جاء کم رسول من انفسکم (توبہ:۱۲۸)'' ﴿البتہ تحقیق آیا ہے تمہارے پاس ایک رسول جو تمہاری جنس سے ہے۔﴾

آیت نمبر۷...... ''ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم (جمعہ:۲)'' ﴿اللہ وہ ذات ہے جس نے بھیجا ان پڑھوں کے اندر ایک رسول جو انہی کی جنس سے ہے۔﴾

آیت نمبر۸...... ''وقال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا ھذاا لقرآن مھجورا (فرقان:۳۰)'' ﴿(اور قیامت کے دن) رسول فرمائے گا کہ اے میرے رب! میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑا ہوا تھا﴾

فائدہ...... ان سب آیات سے صراحت کے ساتھ یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ آپ ﷺ ذات کے لحاظ سے جنس بشر میں سے تھے اور جنس بشر ہی آپ کی قوم تھی۔ جو لوگ جنس بشر ہونے کی نفی کرتے ہیں گویا وہ ان آیات کا انکار کرنے والے اور دائرہ اسلام سے باہر نظر آتے ہیں۔

آیت نمبر۹...... ''یٰبنی آدم امایأ تینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی (اعراف:۳۵)'' ﴿اے اولاد آدم کی اگر آئیں تمارے پاس رسول تم میں سے کہہ سنائیں تم کو میری آیات۔﴾

آیت نمبر۱۰...... ''وماجعلنا لبشر من قبلک الخلد افان مات فھم الخالدون

(انبیاء:ع۳) ''﴿ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی بشر کے لئے ہمیشہ رہنا تجویز نہیں کیا۔ پھر اگر آپ کا انتقال ہو جائے تو کیا یہ لوگ (دنیا میں) ہمیشہ رہیں گے۔﴾

فائدہ...... معلوم ہوا کہ موت وحیات اس دنیا میں جنس بشر کو بھی ملتی ہے۔ نوری مخلوق یا نور کے بنے ہوئے ظاہری لباس میں آئے بشر کو دنیا میں کبھی موت نہیں آتی۔ موت کا آنا بھی واضح دلیل ہے کہ آپ ﷺ جنس بشر میں سے ہیں اور نور ہونا آپ ﷺ کی صفت کاملہ ہے۔

## عقیدۂ بشریت احادیث کی روشنی میں

حدیث نمبر۱...... ''عن عائشةؓ قالت کان رسول اللہ ﷺ یخصف نعله ویخیط ثوبه ویعمل فی بیته کما یعمله احدکم فی بیته وقالتؓ کان بشر من البشر یغلی ثوبه ویحلب ویخدم نفسه (مشکوٰۃ شریف ص ۵۲۰) ''﴿حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ اپنا جوتا سیا کرتے تھے اور اپنا کپڑا سیا کرتے تھے اور اپنے گھر میں اسی طرح کام کیا کرتے تھے جس طرح تم کام کرتے ہو اور فرمایا کہ آپ ﷺ جنس بشر سے ایک بشر تھے۔ بکری خود دودھ لیا کرتے تھے اور اپنی ذاتی ضرورت خود پوری کرتے تھے۔﴾

فائدہ...... یہ سب کام بشر سے متعلق ہوتے ہیں اور بشر انسان ہی یہ انجام دیتا ہے۔ نوری مخلوق یا نور کا بنا ہوا جسم ان چیزوں کا محتاج نہیں ہوتا۔ نیز معلوم ہوا کہ محاورہ اور ضرورت کے وقت آپ ﷺ کو بشر کہہ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں، ورنہ لازم آئے گا کہ حضرت عائشہؓ نے حرام کیا ہے بشر کہہ کر۔ اور عقل بھی اسی چیز کا تقاضا کرتی ہے کہ بشر سمجھنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ بہت سارے مقامات پر آپ ﷺ کو بشر کہا گیا ہے تو ترجمہ کرتے وقت بشر کا کیا ترجمہ کریں اور محاورہ اور عام زبان میں بشر کو کیا کہیں؟

جس نے یہ کہا کہ محاورہ میں بشر کہنا حرام ہے۔ اس کا یہ قول درست نہیں۔ ہاں! توہین کی نیت سے یا خطاب کرتے وقت یا بشر کہہ کر پکارنا سب کے نزدیک بالاتفاق درست نہیں، جائز نہیں۔ نیت توہین سے تو کافر ہو جائے گا۔ لیکن جب آپ ﷺ دنیا سے پردہ فرما گئے ہیں تو یا بشر سے خطاب کا سوال ہی نہیں۔

حدیث نمبر۲...... حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں ''ان رسول اللہ ﷺ قال انما انا بشر'' ﴿آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تو ایک بشر ہوں (مشکوٰۃ باب القضیہ)﴾ اور تم اپنے جھگڑے میرے سامنے پیش کرتے ہو اور شاید گفتگو میں تم میں سے بعض، بعض سے زیادہ فصیح ہوں اور میں

اس کے حق میں فیصلہ کردوں۔ پس اگر میں اس کے لئے، اس کے بھائی کے حق میں کسی چیز کا فیصلہ کردوں تو وہ اس کو ہرگز نہ لے، کیونکہ اس وقت اس کو آگ کا ٹکڑا کاٹ کر دے رہا ہوں۔

فائدہ...... مطلب یہ ہے کہ میں ایک بشر ہوں غیب کے امور جانتا نہیں جب تک اللہ تعالیٰ اس کی خبر نہ دے دے۔ ہوسکتا ہے کبھی ایسا واقعہ پیش آجائے کہ ظاہر دلائل سے کسی کے حق میں فیصلہ دے دوں لیکن حقیقت میں غلط شہادت سے فیصلہ ہوجائے تو جس کے حق میں فیصلہ دیا ہے وہ یہ نہ سمجھے کہ میرے فیصلہ سے یہ چیز اس کے لئے حلال ہوگئی ہے بلکہ وہ ایک آگ کا انگارہ ہے۔ اسے چاہئے کہ وہ نہ لے۔ معلوم ہوا کہ بشر کا ترجمہ بشر سے کرنے میں محاورہ اور عام زبان میں کوئی حرج نہیں، نہ حرام ہے، نہ مکروہ بلکہ جائز اور درست ہے۔

حدیث نمبر۳...... ''عن ابی هریرةؓ قال، قال رسول اللهﷺ اللهم انی اتخذ عندك عهدا لن تخلفنيه فانما انا بشر (صحيح مسلم كتاب البر والصلة)'' ﴿اے اللہ! میں نے آپ سے عہد لے رکھا ہے آپ اس کے ہرگز خلاف نہ کریں گے۔ پس میں تو ایک بشر ہوں۔﴾

حدیث نمبر۴...... ''عن ابی هریرةؓ قال، قال رسول اللهﷺ اللهم انما محمد بشر يغضب كما يغضب البشر (ایضاً)'' ﴿اے میرے اللہ! سوائے اس کے نہیں کہ محمد ایک بشر ہے۔ وہ غصے میں آتا ہے جیسے (دوسرے) انسان غصے میں آتے ہیں۔﴾

حدیث نمبر۵...... حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہﷺ سے سنا، آپﷺ فرماتے تھے ''انما انا بشر (ایضاً)'' ﴿سوائے اس کے نہیں میں تو ایک بشر ہوں۔﴾

حدیث نمبر۶...... حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آپ کی والدہ محترمہ حضرت ام سلیمؓ سے رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار سے عرض کیا کہ ''انما انا بشر رضى كما يرضى البشر واغضب كما يغضب البشر (ایضاً)'' ﴿سوائے اس کے نہیں میں تو ایک بشر ہوں۔ خوش بھی ہوتا ہوں جس طرح بشر خوش ہوتے ہیں اور میں ناراض بھی ہوتا ہوں جس طرح بشر ناراض ہوتے ہیں۔ پس اپنی امت میں سے کسی کے خلاف ایسی دعا کروں جس کا وہ مستحق نہیں تو آپ اس کو اس کے لئے طہارت اور قربت کا ذریعہ بنا دیجئے۔ جس قربت کے سبب وہ قیامت کے دن آپ کے قریب ہوسکے۔﴾

فائدہ...... ان تمام احادیث سے یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ آپﷺ نے اپنے بشر ہونے کا صاف صاف واشگاف الفاظ میں بیان فرمادیا کہ میں ایسے ہی بشر ہوں جیسے تم بشر ہو۔

جس طرح جنس بشر ہونے میں تمام انسانوں میں کوئی فرق نہیں، اسی طرح میرے اور تمہارے درمیان جنس بشر ہونے کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں۔ مجھے بھی وہ تمام چیزیں پیش آتی ہیں جو دوسرے انسانوں کو پیش آتی ہیں۔خوشی، غمی، ناراضگی کا اظہار وغیرہ۔لہٰذا یہ عقیدہ رکھنا کسی طریقے سے بھی درست نہیں کہ حضور ﷺ اللہ کے نور کا ایک ٹکڑا ہیں۔

حدیث نمبر ۷...... حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے "اللھم انی اعوذ بك من الھم والحزن، والعجز والکسل، والجبن والبخل، وخلع الدین وغلبة الرجال (مشکوٰة باب الاسعاذہ)" ﴿اے اللہ! میں غم سے اور عاجزی و کاہلی سے بزدلی اور بخل سے اور قرض کے بوجھ سے اور لوگوں کے غلبہ پانے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔﴾

حدیث نمبر ۸...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے "اللھم انی اعوذبك من الفقرو القلة والذلة واعوذ بك من ان اظلم او اظلم (مشکوٰة باب الاسعاذہ)" ﴿اے اللہ! میں فقر سے اور مال یا نیکیوں کی کمی سے اور ذلت سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور کسی پر ظلم کرنے سے یا کسی کے ظلم سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔﴾

حدیث نمبر ۹...... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ایک دفعہ ظہر کی نماز کی پانچ رکعتیں پڑھا دیں۔صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! کیا نماز زیادہ ہوگئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ آپؐ نے تو پانچ رکعتیں پڑھائی ہیں۔بس پھر آپ ﷺ نے دو سہو کے سجدے ادا فرمائے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں "قال انما انا بشر مثلکم انسیٰ کما تنسون فاذانسیت فذکرونی (مشکوٰة باب السھو)" ﴿کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تو تم جیسا بشر ہوں۔میں بھول بھی جاتا ہوں جیسا کہ تم بھول جاتے ہو۔پس جب میں بھول جاؤں تو تم مجھے یاد دلا دیا کرو۔﴾

فائدہ...... ان احادیث کو ذکر کرنے کا مقصد معاذ اللہ آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ کو کم کرنا مقصود نہیں۔جو مقام و مرتبہ کم کرتے ہیں ان جیسی احادیث سے، ہم ان کو مسلمان ہی نہیں جانتے بلکہ آپ ﷺ کی حقیقت بشریہ کو واضح کرکے عوام الناس کو غلط عقیدے اور غلط لوگوں اور علماء سوء سے بچانے کی کوشش کرکے سیدھی راہ دکھانا چاہتے ہیں کہ آپ ﷺ خود اپنی زبان مبارک سے اپنی حقیقت کو لوگوں کے سامنے واضح کر رہے ہیں کہ میں بھی تم جیسا بشر ہوں جنس کے لحاظ سے۔بھول بھی جاتا ہوں۔عاجزی و کاہلی، قرض و لوگوں کے غلبہ سے مغلوب ہونے، کسی پر ظلم

کرنے اور کسی کے ظلم سے مغلوب ہونے سے اللہ پاک سے پناہ مانگتا ہوں اور یہ دعائیں مانگ کر اصل امت کو سبق دے دیا کہ تم بھی ایسے اللہ پاک سے دعا مانگا کرو، لہٰذا ان سب احادیث کی روشنی میں آپ ﷺ کو بشر ہی ماننا پڑے گا اور بشر ہی کہنا پڑے گا جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ آپ کو کس طرح بشر ماننا یا کہنا صحیح ہے؟ وہ یا تو احادیث و قرآن سے واقف نہیں یا غلط تاویلیں کر کے لوگوں کو غلط راستے پر لگاتے ہیں۔ ان جیسے لوگوں سے بچنا فرض کے درجہ میں ہے۔

**حدیث نمبر ۱۰......** حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "انا سید ولد آدم یوم القیامة ولا فخر (مشکوٰة باب الحوض والشفاعة)" ﴿میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں اور یہ میں بطور فخر کے نہیں کہہ رہا (بلکہ تحدیث نعمت کے طور پر کہہ رہا ہوں۔)﴾

**فائدہ......** اولاد آدم کا سردار ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ ﷺ خود بھی اولاد آدم اور جنس بشر سے ہیں کیونکہ ہمیشہ ہم جنس پر سرداری ہوتی ہے نہ کہ غیر جنس پر۔

## عقیدۂ بشریت صحابہ کرامؓ اور سلف صالحینؒ کے اقوال کی روشنی میں

### (۱)...... حضرت ابوبکر صدیقؓ

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ مدینہ منورہ جب تشریف لے آئے تو آپ ﷺ ایک ہی اونٹ پر حضرت ابوبکرؓ کے آگے سوار تھے اور حضرت ابوبکرؓ (تجارت کی وجہ سے لوگوں میں جانے پہچانے جاتے تھے) بوڑھے تھے۔ لوگ انہیں جانتے پہچانتے تھے اور آپ ﷺ جوان تھے۔ لوگ آپ ﷺ کو زیادہ جانتے پہچانتے نہ تھے۔ پس جو آدمی حضرت ابوبکرؓ سے ملتا تو پوچھتا تھا "یا ابوبکر! من هذا الرجل؟" ﴿اے ابوبکر! یہ آدمی کون ہے جو تیرے ساتھ ہے؟﴾ حضرت ابوبکرؓ فرماتے تھے "هذا الرجل یهدینی السبیل" ﴿یہ ایک آدمی ہے جو مجھے راستہ دکھاتا ہے۔ (میرا راہبر و رہنماء ہے) (صحیح بخاری باب ہجرت النبیؐ)﴾

**فائدہ......** حضرت ابوبکرؓ نے لفظ رجل کا استعمال فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ جنس بشر میں سے تھے نہ کہ نور کے ٹکڑے۔ اس کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوا کہ رجل، بشر کا لفظ ضرورت کے وقت استعمال کرنے سے حرج لازم نہیں آتا ورنہ یہ کہنا پڑے گا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے صحیح لفظ استعمال نہیں فرمایا۔

(۲)...... حضرت علی بن ابی طالبؓ

حضرت علی بن ابی طالبؓ آپ ﷺ کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتے تھے" وھو خاتم النبیین، اجود الناس مدرا واصدق الناس لھجة، والینھم عریکه واکرمھم عشیرة (شمائل ترمذی باب ماجا انی خلق رسول اللّٰہ) " ﴿آپ ﷺ خاتم الانبیاء تھے۔ تمام انسانوں سے زیادہ سخی دل تھے اور تمام انسانوں سے زیادہ سچے زبان مبارک والے تھے اور تمام انسانوں سے زیادہ نرم خو تھے اور خاندان کے لحاظ سے سب انسانوں سے زیادہ معزز و محترم تھے۔﴾

فائدہ...... خاندان کے لحاظ سے سب سے زیادہ معزز و محترم ہونا آپ ﷺ کی بشریت کا تقاضا کرتا ہے کہ آپ جنس بشر میں سے تھے کیونکہ خاندان جنس بشر کا ہی چلتا ہے نہ کہ نوری مخلوق اور نور سے بنے ہوئے ٹکڑے کا۔

(۳)...... حضرت عبداللہ ابن عباسؓ

آپؓ فرماتے ہیں "کان النبی ﷺ اجود الناس" ﴿آپ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے تھے۔ (بخاری شریف باب صفۃ النبیؐ)﴾

(۴)...... حضرت براء بن عازبؓ

آپؓ فرماتے ہیں "کان رسول اللّٰہ ﷺ احسن الناس وجھاً واحسنه خلقا (شمائل ترمذی باب فی خلق رسول اللّٰہ) " ﴿آپ ﷺ شکل و صورت کے اعتبار سے سب انسانوں سے زیادہ خوبصورت تھے اور خلقت کے لحاظ سے سب سے زیادہ احسن تھے۔﴾

فائدہ...... سب سے زیادہ خوبصورت ہونا آپ ﷺ کے جنس بشر ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ مقابلہ ہم جنس سے ہوتا ہے نہ کہ غیر جنس سے۔

(۵)...... علامہ محمود الوسی حنفیؒ

علامہ آلوسی حنفیؒ فرماتے ہیں کہ بے شک مشرکین نے انکار کیا کہ اللہ تعالیٰ بشر کی طرف بشر رسول کو بھیجے۔ ان کو گمان یہ تھا کہ رسول کا نوری ہونا ضروری ہے۔ مقصد ان کا یہ تھا کہ اس بات کی نفی کریں کہ آپ ﷺ ان کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ جواب دیا گیا کہ پیغمبر کے لئے بشر ہونا ضروری ہے۔

(تفسیر روح المعانی ج ۱۵ ص ۱۶۰)

(۶)...... قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ

حضرت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے کہ ہم کسی قوم کی طرف رسول بھیجیں تو ان کی جنس سے بھیجتے ہیں تاکہ ان کے ساتھ جمع ہونا بھی ممکن ہو سکے اور ان سے فائدہ حاصل کرنا بھی ممکن ہو۔ (تفسیر مظہری ج ۵ ص ۹۷)

(۷)...... علامہ ولی الدین عراقیؒ

حضرتؒ فرماتے ہیں اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان لاتا ہوں کہ آپؐ سب لوگوں کی طرف بھیجے گئے تھے لیکن میں یہ نہیں مانتا کہ آپ ﷺ نوع بشر میں سے تھے یا فرشتوں میں سے تھے یا جنات میں سے تھے یا یہ کہے کہ میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ عرب میں سے عربی تھے یا عجم میں سے عجمی تھے۔ تو ایسے شخص کے کفر میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ وہ شخص تکذیب قرآن کا مرتکب ہے اور اسلام جو بات خلف عن السلف کہتا چلا آیا ہے اور جس چیز کا دین میں سے ہونا بالضرورت معلوم ہو چکا ہے، یہ شخص ان کا منکر ہے۔ (غالیۃ المواعظ ج ۲ ص ۱۹)

فائدہ...... آپ ﷺ جنس بشر میں سے تھے یہ ایسا قطعی عقیدہ ہے کہ اس میں شک بھی کفر ہے کیونکہ شک کرنے سے یہ لازم آئے گا کہ اس شخص کو قرآن وحدیث پر یقین نہیں۔ جس کو قرآن پر یقین نہ ہو وہ کافر ہے لہٰذا حضور ﷺ کے بارے میں ایسا قطعی عقیدہ رکھنا چاہئے جس میں شک و شبہ نہ ہو۔ جیسے بعض حضرات قرآن وحدیث کے دلائل سے عاجز آ جائیں تو پھر یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ آپ ﷺ کی حقیقت کسی کو معلوم ہی نہ ہو سکی کہ آپ ﷺ کیا تھے۔ نور تھے یا بشر تھے حالانکہ یہ کہنا بھی کفر سے خالی نہیں جیسا کہ ان کی عبارت سے بھی ثابت ہے۔

اتھاں خود عبد سڈ ویندے<br>
اتھاں حق نال مل ویندے

دماغیں مکوں چکر ڈیندے<br>
ہے الٹی چال کیا پچھدیں

سرائیکی زبان سے اردو ترجمہ

آپ ﷺ دنیا میں بندہ کہلاتے رہے لیکن معراج والی رات خدا کے ساتھ جا ملے۔ آپ ﷺ دماغوں کو چکر ہی دیتے رہے۔ اس الٹی چال کے بارے میں کیا پوچھتے ہو۔

## بریلوی حضرات کی عبارات کہ آپ ﷺ کی حقیقت ہی معلوم نہ ہو سکی

۱...... حضور اکرم ﷺ کے اسرار کہ کسی کو حضور ﷺ کی حقیقت ہی معلوم نہ ہو سکی۔

(حق کی تلاش ص ۶۸)

۲...... حضور ﷺ کا نور اللہ کے نور سے کیونکر اور اس کیفیت سے پیدا ہوا اس کی کیفیت اور حقیقت سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ (حق کی تلاش ص ۴۷)

۳......

حقیقت جن کی مشکل تھی تماشا بن کے نکلیں گے — جسے کہتے تھے بندہ قل ھو اللہ بن کے نکلیں گے

بجاتے تھے جو انی عبدہ کی بانسری ہر دم — خدا کے عرش پر انی انا اللہ بن کے نکلیں گے

(دیوان محمدی ص ۱۴۹ مؤلفہ محمد یار فریدی)

فائدہ...... بعض جہلاء یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی حقیقت کا کسی کو علم نہیں جبکہ یہ عقیدہ نصوص قطعیہ کے خلاف ہے اور کفر و شرک کے مترادف ہے۔ عقیدہ میں تزلزل اور شک نہیں ہونا چاہئے۔ "فاعتبروا یا اولی الابصار"

## عقیدۂ بشریت فتاویٰ جات کی روشنی میں

سوال نمبر ۱...... آپ ﷺ کو نور سمجھنا کیسے ہے؟

جواب...... حضور ﷺ نور بھی ہیں اور بشر بھی آپ ﷺ کی بشریت کا انکار نصوص قرآنیہ کے خلاف ہے اور آپ ﷺ کی توہین کو مستلزم ہونے کی وجہ سے کفر ہے۔

(احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۷)

سوال نمبر ۲...... ایک شخص آپ ﷺ کو سید الانبیاء و الرسل مانتے ہوئے کہتا ہے کہ آپ ﷺ کو بشر کہنا جائز ہے اور اس میں کوئی ترک ادب نہیں۔ (آیا یہ شخص صحیح کہتا ہے یا نہیں؟)

جواب...... آنحضرت ﷺ کا بشر ہونا قطعی ہے۔ قطعیات سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اپنی بشریت کا اعلان و تبلیغ فرمادیں۔ "قل انما انا بشر (الایہ)" اس اعلان و تبلیغ کی ضرورت یہ تھی کہ حضور ﷺ کی حقیقت بشریہ کا امت کو علم ہو جائے اور وہ عیسائیوں کی طرح آپ ﷺ کو الوہیت میں داخل کر دینے کی غلطی اور گمراہی میں مبتلا نہ ہو۔ (لیکن اس کے باوجود کچھ لوگ غلطی اور گمراہی میں داخل ہو گئے۔)

رہی یہ بات کہ بشر ہونے کا اقرار کرتے ہوئے یہ کہا جائے کہ گو فی الحقیقت حضور ﷺ

بشر تھے لیکن حضور ﷺ کو بشر کہنا نہیں چاہئے تو یہ قول بھی غلط ہے۔ کیونکہ احادیث میں بکثرت وارد ہے کہ صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ کو بشر کہا اور اس کو نہ خلاف ادب سمجھا نہ کسی نے اس پر اعتراض کیا بلکہ بشر کہنے سے منع کرنے میں ان کفار کے عقیدہ کی جھلک ہے جو بشریت کو نبی کے مرتبے کے خلاف سمجھتے ہیں۔ ہمارا تو یہ فرض ہے کہ ہم بطور تحدیث بالنعمت اس کا اعلان کریں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا نوع بشر پر یہ احسان عظیم ہے کہ اس نے اپنی پیغام رسانی کی اعلیٰ ترین خدمت اور نبوت و رسالت میں سے ایک بشر نبی کریم ﷺ کو چن کر اپنا حبیب بنایا اور تمام مخلوق پر اس کو فضیلت دی۔

”ھذا ھو الحق، الذی لامحیص عنہ محمد کفایت اللہ، کان اللہ لہ (کفایت المفتی ج ۱ ص ۷۰)“

سوال نمبر۳...... کلام پاک میں حضور ﷺ کے لئے بشر کا لفظ بھی آیا ہے اور نور کا لفظ بھی آیا ہے ”قل انما انا بشر، قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین“ ان دونوں آیات کا مطلب کیا ہے؟ واضح طور پر لکھیں۔ اگر ہم حضور ﷺ کو صرف نور مان لیں اور بشر نہ مانیں یا بشر مان لیں اور نور نہ مانیں اور خدا کا ہر جگہ حاضر وناظر نہ سمجھنا اور حضور ﷺ کو حاضر ناظر سمجھنا کیسا ہے اور نور سے کیا مراد ہے؟

جواب...... حضرت نبی اکرم ﷺ کو جب اللہ تعالیٰ نے بشر قرار دیا ہے اور بشریت کے اعلان کا حکم فرمایا ہے تو پھر آپ ﷺ کو بشر نہ ماننا خدائے قہار کا مقابلہ کرنا ہے۔ حضرت نبی کریم ﷺ کو نور فرمایا گیا ہے تو قرآن کریم کو بھی نور فرمایا گیا ہے۔ اس کا مطلب خود قرآن کریم میں موجود ہے ”قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین“ یعنی آپ کی ہدایت پر عمل کرنے سے آدمی بادیہ ضلالت کی تاریکیوں سے نکل کر صراط مستقیم کی روشنی میں آجاتا ہے۔ پھر نافرمانی کی مہلکات سے بچ کر اطاعت کے جادہ مستقیم پر گامزن ہو کر غضب کے مظہر جہنم سے نجات پاتا اور رحمت ورضوان کے مظہر جنت میں دخول کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

حضور ﷺ کے نور ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ آپ ﷺ صفات بشری، کھانے، پینے، سونے، جاگنے، بیماری وصحت وغیرہ امور سے بے نیاز اور بری تھے۔ کفار کہا کرتے تھے کہ ﴿یہ کیسے رسول ہیں کہ کھانا کھاتے ہیں اور بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں۔ (فرقان:۷)﴾ البتہ بشر ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بہت سی خصوصیات سے نوازا ہے۔ اپنا حبیب وخلیل بنایا۔ تمام پیغمبروں کا سید بنایا۔ قرآن کریم آپ ﷺ پر نازل کیا۔ آپ ﷺ کو معصوم بنایا۔ آپ ﷺ کے صحابہؓ اور اہل بیت کو وہ درجہ دیا کہ پیغمبروں کے بعد کسی کو نہیں ملا۔ اللہ پاک نے اپنی

رضا اور بندہ کی نجات کو آپ ﷺ کی اتباع میں منحصر کر دیا حتی کہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

(فتاویٰ محمودیہ ج ا ص ۵۱۵)

فائدہ...... ان تمام دلائل سے روز روشن کی طرح عقیدہ نور و بشر واضح ہو گیا کہ آپ ﷺ جنس کے لحاظ سے بشر ہیں اور انسان ہونے کے اعتبار سے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ ﷺ کی حقیقت کسی سے کچھ پوشیدہ نہیں بلکہ نصف النہار کی طرح واضح ہے۔ ہاں صفات کے اعتبار سے آپ ﷺ کا درجہ اور مقام و مرتبہ کے برابر کوئی نہیں۔ یہ عقیدہ قرآن اور حدیث عین کے مطابق ہے جس سے اعراض کفر کو مستلزم ہے۔

## عقیدۂ نور و بشر کے متعلق بریلوی حضرات کی توہین آمیز عبارات

ا...... حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نور کو دیکھنے سے تمام ایمان والے کافر ہو گئے۔ کسی کو اس کی خبر نہیں۔

(فوائد فیوضات فریدیہ ص ۸۰)

فائدہ...... بتانا یہ چاہتے ہیں کہ العیاذ باللہ سب صحابہ کرام کافر ہو گئے تھے۔ یہ عقیدہ روافض عیسائیوں اور یہودیوں والا ہے جو ان حضرات نے اپنے سینے سے لگایا ہوا ہے۔

۲...... نور ہونا اللہ ہی کی صفت ہے۔ اس کی صفت میں کوئی دوسرا شریک نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی اس صفت سے اپنے محبوب پیغمبر حضرت محمد ﷺ کو بھی نوازا ہے۔ (حق کی تلاش ص ۵۹)

فائدہ...... اسی صفت سے نوازا ہے کہ مطلب یہ ہے نور ہونا اللہ کی ذات اور جسم کے لحاظ سے صفت ہے۔ پھر اسی سے حضور ﷺ کا مادہ جسم تیار ہوا۔ یہ عقیدہ عین کفر ہے۔

۳...... حضور ﷺ چاند اور سورج کی طرح روشن تھے اور اگر حضور ﷺ بشریت کا پردہ پہنے ہوئے نہ ہوتے تو کسی کو دیکھنے کی طاقت نہ ہوتی۔

(حق کی تلاش ص ۶۱)

فائدہ...... روشنی جو مخلوق ہے اللہ کی پیدا کی ہوئی ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) ظاہری۔ (۲) باطنی۔ ظاہری روشنی دنیا میں سورج اور چاند ستاروں سے حاصل ہے اور باطنی روشنی فرشتوں، انبیاء کرام، اولیاء کرام کے ذکر و اذکار سے حاصل ہے۔ ظاہری روشنی نور ذات ذ جسم ہے اور باطنی روشنی نور صفات ہے۔ ایمان و عمل اسی باطنی روشنی، نور نبوت سے روشن ہیں نہ کہ ظاہری روشنی سے۔ اس باطنی روشنی کا ظاہری روشنی سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ تو مجوسیوں اور آتش پرستوں کا عقیدہ ہے کہ انہوں نے ظاہری آگ کو معبود و خدا بنا لیا اور ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ انہوں نے سورج چاند کو دیوتا سمجھ کر اس خدا کا جلوہ گر ہونا سورج چاند میں سمجھتے ہیں۔ ان حضرات نے بھی

ظاہری روشنی کو باطنی روشنی سے ملا دیا ہے۔ کیا یہ عقیدہ ہندوؤں اور مجوسیوں والے عقیدہ کے مترادف نہیں ہے؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر توبہ کرنا اور مسلمان ہونا فرض ہے۔

۴...... "انما انا بشر" وغیرہ آیات جو بظاہر شان مصطفوی کے خلاف ہیں، متشابہات میں سے ہیں لہذا ان کے ظاہر سے دلیل پکڑنا (آپ ﷺ کے بشر ہونے کی) غلط ہے۔

(جاء الحق ص ۱۸۵)

فائدہ...... گویا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم شان مصطفیٰ کے خلاف نازل کیا ہے۔ ایسے عقیدہ اللہ پاک انہی حضرات کو مبارک کرے۔

۵......

در پردہ نور قدیم توئی
بے پردہ رؤف رحیم توئی

یعنی پردے کے پیچھے تو خود آپ ﷺ ذات الٰہی ہیں۔ پردے سے باہر نبی رؤف و رحیم ہیں۔ (تحفت اقطاب ص ۱۵۱)

۶......

شکل بشر میں نور الٰہی اگر نہ ہو
کیا قدر اس خمیرہ ماء و مدر کی

(حدائق بخشش حصہ اول ص ۹۷)

یعنی آپ ﷺ خدا کے نور تھے جو بشری شکل میں ظاہر ہوئے ورنہ بشریت کے لحاظ سے اس وجود کی جو پانی اور مٹی میں تیار کیا کیا قدر ہو سکتی ہے۔

۷...... جب اللہ تعالیٰ کو اپنا ظاہر کرنا منظور ہوا تو اپنے نور سے ایک قبضہ لیا اور فرمایا اس سے کن محمداً ہو جا تو محمد۔ (نجم الہدیٰ فی ذکر سید الوریٰ ص ۴۴)

۸...... نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی۔ (حدائق بخشش ص ۶۲)

۹...... ان کو بشر ماننا ایمان نہیں۔ (تفسیر نعیمی ج ۱ ص ۱۰۰)

۱۰...... جو ذات سب سے پہلے بشر سے بھی پہلے موجود ہو۔ اس مقدس اور مطہر ہستی کو بشر کہنا یا ماننا کس طرح صحیح ہے؟ (انوار قمری ص ۹۴)

فائدہ...... ان دس عبارتوں سے بریلوی حضرات کے عقیدہ نور کا بطلان واضح اور کفر کے مترادف ہے۔ جس سے توبہ لازمی ہے۔

## عقیدہ نور و بشر کے متعلق علماء اہل سنت دیوبند کی تائید بریلوی کتب سے

قارئین کرام! جو بات اہل سنت علماء دیوبند کہتے ہیں کہ آپ ﷺ جنس کے لحاظ سے بشر ہیں۔ اعضاء جسم کے لحاظ سے دوسرے انسانوں کے اعضاء کے مشابہ ہیں۔ ہاں صفات کے لحاظ سے آپ ﷺ کے برابر کوئی نہیں۔ اسی بات کو خود بریلوی حضرات بھی مانتے اور اقرار کرتے ہیں۔ جس کا مطلب ہے کہ علماء دیوبند کا عقیدہ بالکل صحیح اور حق ہے جبکہ یہ لوگ اپنے عقیدے میں تذبذب کا شکار ہیں۔ حالانکہ عقیدہ پر ہی نجات کا اور اسلام کا دارومدار ہے کہ عقیدہ میں کسی قسم کا کوئی شک وتذبذب نہیں ہونا چاہئے۔ جو تذبذب اور تزلزل کا شکار ہیں۔ اپنے ایمان پر غور کریں۔ اب عبارات ملاحظہ فرمائیے۔

۱...... میرے اور تمہارے درمیان جنسی مغایرت نہیں۔ (کنزالایمان ص ۲۹۰)

۲...... نبی جنس بشر میں آتے ہیں اور انسان ہی ہوتے ہیں۔ (جاء الحق ص ۱۸۰)

۳...... سب کا یہی اعتقاد ہے کہ آپ ﷺ بشر ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔

(انوار ساطعہ ص ۳۰۱)

۴...... حضور علیہ السلام نور بھی ہیں، بشر بھی ہیں۔ (رسالہ نور ص ۷۸)

فائدہ...... نور بھی ہیں بشر بھی ہیں۔ اس کا مطلب صرف اور صرف یہی ہو سکتا ہے کہ صفت کے لحاظ سے نور ہیں اور جنس کے لحاظ سے بشر ہیں ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ بیک وقت آپ ﷺ دو جنسوں سے تھے۔ یعنی جنس نور اور جنس بشر جو کہ کفر ہے۔

۵...... یہ تمام سوالات اس صورت میں ہو سکتے تھے جب حضور ﷺ کی بشریت کا انکار کیا جاتا۔ حضور ﷺ نور بھی ہیں اور بشر بھی ہیں۔ (رسائل نعیمیہ ص ۸۱)

۶...... حضور ﷺ دوسرے بندوں کی طرح ہیں۔ نہ خدا ہیں نہ خدا کی اولاد اور نہ خدا کے رشتہ دار بھائی وغیرہ۔ اللہ کے خالص بندے ہیں۔ (رسائل نعیمیہ ص ۱۰۹)

۷...... شق صدر کا ہونا بشریت کی دلیل ہے۔ (میلاد النبی ص ۳۵)

۸...... انبیاء کرام سب بشر تھے۔ نہ کوئی جن نبی ہوا نہ کوئی عورت۔ (بہار شریعت ص ۹)

۹...... ہم بھی عقیدہ کے ذکر میں کہتے ہیں کہ نبی بشر ہوتے ہیں۔ (جاء الحق ص ۱۸۲)

۱۰...... جو شخص انبیاء ورسل کی بشریت کا انکار کرتا ہے، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(ضیائے حرم ص ۲۹)

## عقیدۂ نور کے متعلق بریلوی حضرات کے شبہات کے جوابات

جب بریلوی حضرات کو یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ پاک نے قرآن پاک میں کئی مقامات پر لفظ بشر سے آپ علیہ السلام سے اعلان کروا کر اپنے نبی ہونے کی حقیقت کو واضح کیا ہے کہ یہ نبی بھی باقی انبیاء کرامؑ کی طرح بشر ہے۔ کوئی انوکھا یا غیر جنس سے نبی نہیں تو یہ لوگ پھر اس آیت کی غلط تاویل کرتے ہیں کہ تاریخ میں آپ کو اس کا ثبوت کہیں کسی حدیث وتفسیر یا سلف صالحین کے اقوال سے نہیں ملے گا۔ مثلاً

سوال نمبر۱...... "قل انما انا بشر" میں یہ تاویل کرتے ہیں کہ خدا کہتا ہے کہ اے نبی تو کہہ دے کہ میں تمہاری طرح جنس کے لحاظ سے بشر ہوں لیکن میں خود خدا نہیں کہتا تو بشر ہے۔

جواب...... اگر اللہ پاک خود نہیں کہتا کہ تو بشر ہے تو کیوں نہیں کہتا؟ آیا اس وجہ سے کہ حقیقت میں آپ ﷺ جنس نور سے ہیں۔ اگر یہی مطلب لیا جائے تو ان کے کفر میں کوئی شک نہیں۔ کیونکہ یہ مطلب لینے میں بہت ساری آیات کا جھٹلانا لازم آتا ہے۔ جن آیات سے یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ بھی پہلے والے انبیاء کرام کی طرح بشر ہیں۔ مثلاً "قل ماکنت بدعا من الرسل" ﴿آپ فرما دیجئے کہ میں کوئی انوکھا رسول نہیں بلکہ پہلے والے رسولوں کی طرح ہوں۔﴾

جواب نمبر۲...... ان کا یہ قاعدہ کہ خدا خود نہیں کہتا آیا کہ صرف اسی بشر والی آیات میں جہاں لفظ قل آیا ہے، چلے گا یا کہ جہاں بھی لفظ قل آیا ہے وہاں بھی یہ قاعدہ چلے گا۔ اگر سب میں چلے گا تو پھر ان کے کفر میں شک نہیں۔ کیونکہ پھر اس آیت کا مطلب بتائیں "قل انی نہیت ان اعبد الذین تدعون من دون اللہ" ان کے قاعدے کے مطابق مطلب یہ ہوگا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ خدا کی طرف سے مجھے بتوں کی پوجا کرنے سے روکا نہیں گیا۔ بلکہ میں کر سکتا ہوں جو سراسر کفر ہے۔ اگر یہ قاعدہ صرف بشر والی آیات میں چلے گا تو پھر یہ فرق کس قاعدہ اور قانون سے نکالا ہے کہ ایک جگہ لفظ قل آئے تو اور معنی دوسری جگہ آئے تو دوسرا معنی؟ اس قاعدے کی وضاحت مطلوب ہے۔

جواب نمبر۳...... یہ تاویل صرف آپ کی ہے جو غلط اور ناقابل قبول اور کفر ہے، ورنہ چودہ سو سال میں ایسا معنی لفظ قل کا کسی نے کیا ہے تو حوالہ دکھائیں۔ اگر حوالہ نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر توبہ کر کے اسلام میں داخل ہو جائیں۔

جواب نمبر۴...... خدا خود نہیں کہتا آپ سے کہلوانا چاہتا ہے۔ گویا نقل کفر کفر نہ باشد۔ آپ

سے خدا جھوٹ کہلوانا چاہتا ہے کہ آپ کہہ دیں کہ میں بشر ہوں۔ حقیقت میں آپ بشر نہیں ورنہ میں خود خدا کہہ دیتا کہ تو بشر ہے۔

سوال نمبر۲...... یہ بطور تواضع اور انکساری کے لفظ بشر آپ ﷺ سے کہلوایا گیا کفار کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے۔ کسی اور کو لفظ بشر کہنے کی اجازت نہیں۔ صرف آپ ﷺ کو اجازت ہے۔ (حق کی تلاش ص ۴۷)

جواب نمبر۱...... تواضع اور انکساری کیا احکام میں بھی چلے گی کہ تواضع کرتے ہوئے غلط بیان کر دیا جائے؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر اپنے ایمان کی خیر مناؤ ورنہ حقیقت کو تسلیم کر لو۔

جواب نمبر۲...... کسی دوسرے کے کہنے سے بھی اپنے اندر عاجزی اور انکساری آ جاتی ہے۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر اپنی عقل کا ماتم کیجئے۔

جواب نمبر۳...... اگر بشر مثلکم میں عاجزی ہے حقیقت نہیں تو پھر ''یو حی الی'' میں بھی عاجزی تسلیم کریں کیونکہ ایک ہی آیت میں دونوں لفظ ہیں۔ آدھی آیت کا ماننا اسلام سے اخراج والی بات کے مترادف ہے۔ اگر ساری آیت میں عاجزی مانتے ہو تو پھر کسی صاحب علم سے اپنے ایمان کی تجدید کرالیں۔

جواب نمبر۴...... نبی ہمیشہ اللہ کے آگے عاجزی کرتا ہے نہ کہ بندوں کے آگے۔ اگر نبی عقائد میں بھی عاجزی کرے تو امت کو کیسے پتہ چلے گا کہ دین کے عقائد کون سے ہیں اور عاجزی کون سی ہے؟

سوال نمبر۳...... بعض دفعہ اپنے آپ کو اہل علم ثابت کرنے کے لئے کہہ دیا کرتے ہیں کہ ''انما'' میں ما نافیہ ہے۔ معنی ہوگا کہ بیشک میں بشر نہیں ہوں۔

جواب نمبر۱...... ما نافیہ ہے کس حوالہ سے آپ نے کہا ہے؟ کیا آپ اپنے آپ کو مجتہد یا رسول سمجھتے ہیں کہ جو بات آپ کے ذہن میں آ جائے اس کو سب مسلمانوں پر لاگو کر دیں۔ جو مان لیں پکے مسلمان جو نہ مانیں وہ گستاخ، بے ادب، وہابی اور کافر۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر ہم خواہ مخواہ مرزائیوں کا ڈھنڈورہ پیٹتے ہیں۔ آج ہمیں صحیح علم ہوا ہے کہ آپ بھی وہ عقائد رکھتے ہیں جو غیر مسلموں کے ہیں۔

نوٹ...... قارئین کرام! بریلوی حضرات کے اکثر عقائد اسی طرح ثابت ہوتے ہیں کہ اسی طرح قرآن وحدیث سے ہمیں سمجھ آ رہا ہے۔ ان کے پاس اپنے عقائد کی کوئی قطعی اور یقینی واضح دلیل بغیر کسی دوسرے احتمال کے نہیں کسی عقیدے کے لئے بھی۔ جب یہ حضرات اپنے

عقیدے کے لئے کوئی دلیل دے کر خود اس پر استدلال کریں تو ان سے پوچھ لیا جائے کہ یہ استدلال آپ نے کس حوالہ سے کیا ہے تو ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا۔ گویا ان میں سے ہر ایک نے یہ سمجھا ہوا ہے کہ میں ہی مجتہد ہوں۔ میں اللہ کا نمائندہ ہوں۔ جو مجھے سمجھ میں آئے گا وہ اسلام اور ایمان ہے۔ سب مسلمانوں کے لئے یہی عقیدہ رکھنا اور میرے استدلال کو ماننا واجب ہے۔ جو اس کی خلاف ورزی کرے وہ مسلمان نہیں۔

اگر یہی سمجھا ہوا ہے اور یہی بات ہے تو پھر پہلے اپنے ایمان اور اسلام کی فکر کریں۔ پھر بعد میں دوسرے کو کچھ فرمائیں۔ اگر اپنے آپ کو مجتہد نہیں سمجھتے اور واقعی نہیں ہیں تو پھر عقائد کا معاملہ ہے۔ اس میں قیاس آرائیاں نہیں چلتیں۔ ہر بات پر قطعی اور متواتر بغیر کسی دوسرے احتمال کے دلیل تلاش کر کے دوسروں کو قائل کرنے کی کوشش کریں۔ ”جذاکم اللہ تعالیٰ واحسن الجزاء“

**جواب نمبر۲......** ”انما ولیکم اللہ“ میں بھی کیا ما نافیہ ہے؟ اگر اس میں بھی ما نافیہ ہے تو پھر ترجمہ یہ بنے گا کہ بیشک اللہ تمہارا ولی نہیں۔ اے مسلمانو! آیا یہ معنی صحیح ہے؟ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر یہ ماننا بھی ضروری ہوگا کہ ”انما انا بشر“ میں بھی ما نافیہ نہیں ہے بلکہ انما کلمہ حصر ہے جو تخصیص کے لئے آیا ہے کہ سوائے اس کے نہیں۔ پکی سچی بات ہے کہ میں تم جیسا جنس کے لحاظ سے بشر ہوں۔

**سوال نمبر۴......** حدیث میں آیا ہے کہ ”ایکم مثلی“ ﴿تم میں سے کون ہے جو میری مثل ہو؟﴾ ”انی لست مثلکم“ ﴿میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔﴾

(بخاری شریف ج ۲ ص ۱۰۸۴)

معلوم ہوا کہ آپ ﷺ ہم جیسے بشر نہیں بلکہ نور ہیں۔

**جواب نمبر۱......** اگر یہی معنی مراد لے لیا جائے تو پھر واضح قرآن و حدیث ٹکراؤ پیدا ہو جائے گا۔ کیونکہ قرآن میں آیا ”انا بشر مثلکم“ حدیث میں آیا ”انی لست مثلکم“ معلوم ہوا یہ معنی نہیں ہیں کہ میں تم جیسا بشر نہیں۔ بلکہ معنی یہ ہوگا حدیث شریف کا کہ مرتبہ و مقام کے لحاظ سے تم میں سے کوئی میری مثل نہیں۔ یعنی حدیث میں جنس بشر کی نفی نہیں بلکہ مرتبہ کی نفی ہے۔ اب قرآن و حدیث میں مکمل مطابقت ہوگئی۔ یہی مطلب ہے اس آیت کا بھی ”ینساء النبی لستن کاحد من النساء“ ﴿اے نبی کی گھر والیو! تم دوسری عورتوں کی طرح عام عورتیں نہیں ہو بلکہ آپ ؐ سے عقد نکاح کی وجہ سے تمہارا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے۔﴾

سوال نمبر ۵...... آپ ﷺ کا سایہ نہیں تھا۔ سایہ نہ ہونا یہ بھی آپ علیہ السلام کے جنس نور ہونے پر واضح دلیل ہے۔

جواب نمبر ا...... جس حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ کا سایہ نہ تھا۔ اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن قیس ایک راوی ہیں۔ جن کے بارے میں

ا...... امام عبدالرحمٰن بن مہدی کہتے ہیں کہ وہ جھوٹا شخص تھا۔

۲...... امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ اس کی حدیث ضعیف ہے اور وہ محض ہیچ اور متروک الحدیث ہے۔

۳...... امام ابوزرعہؒ کہتے ہیں کہ وہ کذاب ہے۔

۴...... امام مسلم بن حجاجؒ کہتے ہیں کہ وہ ذاہب الحدیث ہے۔

۵...... امام ابوعلیؒ فرماتے ہیں کہ وہ جعلی حدیثیں بیان کرتا تھا۔

۶...... امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ وہ متروک الحدیث ہے۔

۷...... امام ساجیؒ فرماتے ہیں کہ وہ ضعیف تھا۔

(تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۲۵۹، تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۲۵۱)

جب اتنے محدثین نے جرح کردی ہے تو یہ روایت نہایت ہی ضعیف ہوئی اور ضعیف روایت سے عقائد ثابت نہیں ہوتے۔

جواب نمبر ۲...... صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ کا سایہ مبارک تھا۔

حدیث نمبر ا...... حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک رات نماز پڑھائی۔ اچانک آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا پھر پیچھے ہٹ گئے۔ نماز کے بعد ہم نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ نماز میں آپ ﷺ نے ایسا کام کیا ہے جو پہلے کبھی نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! بیشک مجھ پر جنت پیش کی گئی تھی۔ میں نے اس میں اونچے درخت دیکھے جن کے خوشے نیچے کو جھکے ہوئے تھے۔ تو میں نے ارادہ کیا کہ ان میں سے کچھ لے لوں۔ پس میری طرف وحی آئی کہ پیچھے ہو جائیں۔ پس میں پیچھے ہو گیا۔ پھر مجھ پر دوزخ پیش کی گئی جو میرے اور تمہارے درمیان تھی۔ ”وعرضت علی النار فیما بینی وبینکم حتی رائیت ظلی وظلکم فیھا“ ﴿اور پیش کی گئی مجھ پر دوزخ جو میرے اور تمہارے درمیان تھی۔ یہاں تک کہ اس کی آگ کی روشنی میں، میں نے اپنا اور تمہارا سایہ دیکھا۔﴾ (مستدرک حاکم ج ۴ ص ۴۵۶)

امام حاکمؒ اور جرح و تعدیل کے امام علامہ شمس الدین ذہبیؒ دونوں فرماتے ہیں کہ یہ

روایت صحیح ہے۔اس روایت میں آپ ﷺ کا سایہ ہونا واضح طور پر ثابت ہے کہ جس طرح صحابہ کرامؓ کا سایہ تھا۔اسی طرح آپ ﷺ کا بھی سایہ تھا۔لہٰذا سائے کے نہ ہونے والے احتمال سے عقیدہ بنانا جائز ہی نہیں۔

حدیث نمبر۲...... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ ایک سفر میں تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ دوسری ازواج مطہرات تھیں تو حضرت صفیہؓ کا اونٹ بیمار ہو گیا اور حضرت زینبؓ کے پاس اپنی ضرورت سے زائد ایک اونٹ تھا۔آپ ﷺ نے حضرت زینبؓ کو فرمایا کہ صفیہؓ کا اونٹ بیمار ہو گیا ہے تو دے دے تو بہت بہتر ہوگا۔تو حضرت زینبؓ نے جواب دیا کہ کیا میں اس یہودیہ کو اونٹ دے دوں؟ آپ ﷺ اس جواب سے ناراض ہو گئے اور حضرت زینبؓ کے پاس جانا چھوڑ دیا اور اتنے دن نہ گئے کہ حضرت زینبؓ فرماتی ہیں کہ میں آپ ﷺ سے مایوس اور ناامید ہو گئی اور میں نے اپنی چارپائی وہاں سے ہٹا دی۔"قالت فبینما انا یوما بنصف النهار اذا انا بظل رسول اللہ ﷺ مقبلا" (طبقات ابن سعد ج۸ص۱۲۶)

تو پھر فرماتی ہیں کہ میں اسی حالت میں تھی کہ اچانک ایک دن دوپہر کے وقت میں نے آپ ﷺ کے سایہ مبارک کو دیکھا کہ وہ میری طرف آ رہا ہے اور دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں "فلما کان شهر ربیع الاول دخل علیها فرأت ظله فقالت ان هذا لظل رجل ومایدخل علی النبی فمن هذا؟ فدخل النبی"

(مسند احمد ج۶ص۳۳۶، مجمع الزوائد ج۴ص۳۲۳)

﴿جب ربیع الاول کا مہینہ آیا تو آپ ﷺ میرے پاس آئے۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب انہوں نے آپ ﷺ کا سایہ دیکھا تو کہنے لگیں کہ یہ تو کسی مرد کا سایہ ہے اور آپ ﷺ میرے پاس آتے نہیں تو یہ کون ہے؟ اتنے میں آپ ﷺ داخل ہو گئے۔﴾

معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کا سایہ مبارک تھا۔ضعیف حدیث کی وجہ سے یہ عقیدہ بنا لینا کہ سایہ نہیں تھا لہٰذا آپ ﷺ بشر نہیں تھے، اصول کے خلاف ہے۔

سوال نمبر۶...... آپ ﷺ سے حضرت جابر بن عبداللہؓ نے سوال کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ یہ بتائیں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کیا پیدا کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "یا جابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نوره" ﴿اے جابر بیشک اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا۔﴾

(شرح مواہب ج۱ص۷، نشر الطیب ص۵)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ جنس نور تھے، جنس بشر نہ تھے۔ اسی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ حضرت آمنہ اللہ کے نور سے حاملہ ہوئیں۔

(مقیاس النور ص ۳۴)

جواب نمبر ا...... اس کا ظاہری معنی لینا کہ آپ ﷺ جنس نور تھے اللہ تعالیٰ کے ٹکڑے تھے اور اللہ تعالیٰ نے مٹھی بھر کر اپنے نور سے آپ ﷺ کو بنایا۔ آپ ﷺ جسم کے لحاظ سے نور تھے۔ اس معنی کو اعلیٰ حضرت جناب احمد رضا نے کفر کہا ہے کہ جو شخص یہ معنی لے گا وہ کافر ہے۔

(دیکھئے الصفائی نور المصطفیٰ)

جواب نمبر ۲...... اس حدیث کی سند میں ایک راوی عبدالرزاق بن ہمام آتا ہے۔ جس کے بارے میں جرح وتعدیل کرنے والوں نے یہ کہا ہے......

ا...... محدث ابن عدیؒ کہتے ہیں کہ عبدالرزاق نے فضائل کے باب میں ایسی روایات بھی بیان کی ہیں جن میں ان کی کسی نے موافقت نہیں کی۔

(السہم المصیب ص ۱۳۰)

۲...... علامہ محمد طاہر الحنفیؒ لکھتے ہیں کہ عبدالرزاق بن ہمام آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے اور ان کے بھانجے احمد بن عبداللہ نے ان کی کتابوں میں باطل روایتیں بھی داخل کر دی تھیں جس کی وجہ سے وہ کاذب مشہور ہو گئے تھے۔

(قانون الموضوعات ص ۲۶۹)

۳...... مصنف عبدالرزاق تیسرے طبقہ کی کتب حدیث میں شمار ہوتی ہے۔ جس کے بارے میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ اس طبقہ کی اکثر احادیث پر فقہاء کرام کے نزدیک عمل نہیں ہوا بلکہ ان کے خلاف اجماع ہو چکا ہے۔

(عجالہ نافعہ ص ۷)

اس کے علاوہ صحیح حدیثوں سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ نے قلم پیدا فرمایا ہے۔ "ان اول ماخلق اللہ القلم فقال بہ اکتب" ﴿بیشک اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم پیدا فرمایا پھر اس فرمایا لکھ﴾۔

(ابوداؤد ج ۲ ص ۲۹۰، ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۶۷، البدایہ والنہایہ ج ا ص ۸)

اب ایک حدیث ضعیف ہے اس کے ظاہری معنی لینا بھی بالکل خلاف عقل اور کفر ہے۔ اس کے مقابل دوسری حدیث صحیح ہے اس کو چھوڑ کر ضعیف کو لینا اور اس کے مطابق عقیدہ رکھنا بالکل باطل ہے، جائز نہیں۔

جواب نمبر ۳...... جس طرح ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے نور کو پیدا کیا ہے۔ اسی طرح ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نبی کی روح کو پیدا کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

---

حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ ''فانہ کما قال ﷺ اول ماخلق الله روحی و سائر الارواح انما خلق ببرکة روحه و نور وجوده''

(شرح الشفاء ج ۱ ص ۱۷)

﴿پس بیشک جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میری روح پیدا کی اور باقی ارواح آپ کی روح اور آپ کے وجود کے نور کی برکت سے پیدا ہوئے۔﴾

ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں ''قوله اول ماخلق الله نوری و فی روایة روحی و معناهما واحد فان الارواح نورانیه: ای اول ماخلق الله من الارواح روح''

(مرقات ج ۱ ص ۱۶۷)

﴿آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا کیا اور ایک روایت میں ہے کہ میری روح پیدا کی اور دونوں کا مطلب ایک ہی ہے۔ کیونکہ ارواح، روح ایک روحانی چیز ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میری روح کو پیدا کیا۔﴾ اور علامہ احمد بن محمد الخفاجی الحنفیؒ فرماتے ہیں ''ان الله خلق قبل سائر الارواح وخلع علیها خلعة التشریف بالنبوة الیٰ ان قال وهذا هوالمراد بقوله ﷺ ان الله خلق نوراً قبل ان یخلق آدم علیه السلام (نسیم الریاض ج ۲ ص ۲۰۰)''

﴿بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی روح مبارک کو تمام روحوں سے پہلے پیدا کیا اور اس کو خلعت نبوت سے مشرف کیا پھر آگے فرمایا کہ اور یہی مراد ہے آپ ﷺ کے اس قول سے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے سے پہلے آپ ﷺ کا نور پیدا کیا۔﴾

اسی وجہ سے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے نور محمدی کا مطلب روح محمدی بیان کیا ہے۔ (حاشیہ نشر الطیب ص ۵) اب ان روایات کو دیکھنے سے نور والی روایت کا مطلب واضح ہو گیا کہ نور سے مراد آپ ﷺ کی روح ہے۔ جب نور سے مراد آپ ﷺ کی روح مبارک ہے تو پھر یہ عقیدہ اختیار کرنا کہ آپ ﷺ جنس نور سے ہیں، قطعاً درست نہیں۔

جواب نمبر ۲...... اگر نور والی روایت صحیح بھی ثابت ہو جائے جیسا کہ شیخ عبدالحق صاحب نے دعویٰ صحت کیا ہے۔ (مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۱) تو نور سے مراد صرف روح لیں گے تا کہ جہاں کہیں آپ ﷺ کے لئے جنس بشریت ثابت ہے۔ ان نصوص قطعیہ کے ساتھ اس روایت کا تضاد نہ ہو جائے۔ ''والله اعلم''

---

## عقیدۂ نور کے متعلق بریلوی حضرات کی توہین آمیز عبارات

۱...... حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ کے نور سے حاملہ ہوئیں (نہ کہ حضرت عبداللہ سے)

(مقیاس النور ص ۳۲)

۲...... نور وحدت (اللہ تعالیٰ) کا ٹکڑا ہمارا نبی۔

(حدائق بخشش ص ۶۲)

۳...... معراج پر آپ ﷺ کا نوری جسم نور میں مدغم ہو گیا تھا۔

(سخن رضا ص ۲۸۳)

۴...... ان کو (آپ ﷺ) بشر ماننا ایمان نہیں۔

(تفسیر نعیمی ج ۱ ص ۱۰۰)

۵...... جب اللہ تعالیٰ کو اپنا ظاہر کرنا منظور ہوا تو اپنے نور سے ایک قبضہ (مٹھی) لیا اور فرمایا ''کن محمدا'' ہو جا محمد۔

(نجم الہدیٰ فی ذکر سید الوریٰ ص ۴۴)

۶...... بشر یا بھائی کہہ کر پکارنا یا محاورہ میں نبی علیہ السلام کو یہ کہنا (بشر یا بھائی) حرام ہے۔

(جاء الحق ص ۱۸۹)

۷...... معلوم ہوا کہ حضور ﷺ وہ نور علی نور ہیں کہ اگر آپ ﷺ لباس بشری میں تشریف نہ لاتے تو کسی کو دیکھنے کی تاب نہ ہوتی۔

(حق کی تلاش ص ۶۱)

## عقیدۂ نور کے متعلق بریلوی حضرات سے چند سوالات

سوال نمبر ۱...... اگر آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے نور سے علیحدہ کئے ہوئے ٹکڑے ہیں اور جنس نور سے ہیں تو پھر آپ ﷺ اور اللہ تعالیٰ میں فرق کیا ہے؟ جب انسان کا بیٹا انسان کا ٹکڑا ہے تو انسان ہی ہے تو خدا کا ٹکڑا خدا کیوں نہیں؟

سوال نمبر ۲...... کیا جنس نور سے جنس بشر پیدا ہو سکتا ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو یہ کفر سے خالی نہیں کیونکہ جنس نور کو شادی وغیرہ کی سرے سے ضرورت ہی نہیں۔ چہ جائیکہ اس سے بشر پیدا ہو۔ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر آپ ﷺ کی اولاد جنس بشر سے کیوں ہے؟ نہیں ہونا چاہئے تھا۔

سوال نمبر ۳...... کیا جنس نور غیر جنس یعنی بشر عورت سے شادی کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو اپنے ایمان کی تجدید کرنا تم پر فرض ہے۔ اگر جواب نفی میں ہے تو آپ ﷺ نے جنس بشر سے شادی کیوں کی؟

سوال نمبر ۴...... اگر آپ ﷺ کا وجود مبارک پہلے شروع سے تخلیق تھا جیسا کہ تمہارا عقیدہ ہے۔ تو پھر حضرت آمنہ کے پیٹ سے آپ ﷺ کیا دوبارہ پیدا ہوئے ہیں؟ العیاذ باللہ۔ اگر

جواب ہاں میں ہے تو ایمان نہ رہا۔ اگر جواب نفی میں ہے تو آپ ﷺ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پیٹ سے جو پیدا ہوئے اس کا جواب کیا ہے؟

سوال نمبر ۵...... کیا جنس نور کا بھی حسب ونسب ہوتا ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو پھر فرشتوں کے حسب ونسب کے بارے میں کیا جواب ہے؟

سوال نمبر ۶...... کیا جنس نور سے پیدا ہونے والے کو موت آتی ہے قیامت سے پہلے یا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو پھر کسی اور نوری مخلوق کو ابھی تک موت کیوں نہیں آئی؟ اگر جواب نفی میں ہے تو آپ ﷺ دنیا سے کیوں رخصت ہو گئے ہیں؟

سوال نمبر ۷...... کیا آپ حضرات کے پاس کوئی دوسری مثال ایسی ہے کہ جنس نور میں سے ایک نور نے اتنا عرصہ جنس بشر میں گزارا ہو جتنا آپ ﷺ نے گزارا ہے؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو مثال اپنی کتابوں سے دکھاؤ۔ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر آپ ﷺ نے اتنا عرصہ جنس بشر میں کیوں گزارا؟ ''فما ھو جوابکم''

سوال نمبر ۸...... قرآن وحدیث میں تقریباً ہر جگہ آپ ﷺ کو عبد کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ اگر جنس نور میں سے تھے تو کم از کم ایک دفعہ تو کہیں صراحت کے ساتھ ذکر آتا کہ نوریوں میں سے ہیں۔ آپ ﷺ نور ہیں۔ ذکر کیوں نہیں آیا؟

سوال نمبر ۹...... کیا نوری مخلوق کو غیر نوری مخلوق تکلیف دے سکتی ہے یا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو پھر کسی اور نوری فرشتے کو کبھی کسی نے تکلیف کیوں نہیں دی؟ اگر جواب نفی میں ہے تو آپ ﷺ کو اتنی تکالیف دے کر گھر سے نکلنے پر مجبور کیوں کر دیا گیا؟

سوال نمبر ۱۰...... کیا نوری مخلوق کو تقاضا وغیرہ کی حاجت ہوتی ہے اور سونے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے؟ تھکاوٹ محسوس ہوتی ہے؟ اس کے جسم پر زخم آتے ہیں؟ ان سب کا جواب قرآن وحدیث اور اقوال سلف صالحین کی روشنی میں ہونا چاہئے ورنہ آپ حضرات کی میدان میں ہار بھی جائے گی جو کہ آپ حضرات کا مقدر ہے اور آپ کے عقیدے کے غلط ہونے کی واضح اور بدترین مثال ہے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

# عقیدہ حاضر وناظر ...... دوسرا اختلاف

## علماء دیوبند کا عقیدہ

علماء اہل سنت دیوبند کا عقیدہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے بارے میں حاضر وناظر ہونے کا یہ ہے کہ ہر وقت، ہر جگہ، ہر شئی کے حق میں اللہ تعالیٰ حاضر وموجود ہے۔ ناظر دیکھنے والا ہے۔ یعنی ہر وقت ہر جگہ سے ہر شئی کی ہر بات وحالت کو دیکھتا اور سنتا ہے۔ شہید وبصیر، سمیع وقریب، علیم وخبیر والی صفات عالیہ کی وجہ سے۔ اس تعریف کے لحاظ سے آپ ﷺ ہر وقت، ہر جگہ، ہر شئی کے حق میں نہ حاضر ہیں، نہ ناظر ہیں بلکہ صرف آپ ﷺ اپنے روضہ اطہر میں آرام فرما ہیں اور جو شخص وہاں مسجد نبوی میں حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام وغیرہ پیش کرے وہ صرف بذات خود بغیر کسی واسطہ کے آپ ﷺ سنتے ہیں اور امت کے جب فرشتوں کے ذریعے اعمال پیش ہوتے ہیں تو آپ ﷺ ان کا مشاہدہ کرتے ہیں اور جو شخص آپ ﷺ کے بارے حاضر وناظر ہونے والا وہی عقیدہ رکھے جو اللہ تعالیٰ کے متعلق ہے کہ آپ ﷺ ہر وقت، ہر جگہ سے، ہر کسی کی ہر بات کو سنتے ہیں اور حالات کا مشاہدہ کرتے ہیں، وہ گمراہ راستے پر چلنے والا ہے۔ خارج از اسلام وایمان ہے۔ ایسے عقیدہ سے توبہ فرض کے درجہ میں ہے۔ (اقتباس فتاویٰ محمودیہ ج ا ص ۵۰۲)

## بریلوی حضرات کا عقیدہ

ہر وقت، ہر جگہ، ہر شئی کے حق میں حاضر وناظر ہونا اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر کہنا بے ایمانی ہے۔ حاضر وناظر ہونا یہ مخلوق کی صفت ہے۔ آپ ﷺ ہر وقت، ہر جگہ حاضر وناظر ہوتے ہیں اور ہر شئی کا بذات خود بغیر کسی واسطہ کے مشاہدہ ومعائنہ کرتے ہیں۔ جو لوگ آپ ﷺ کے حاضر وناظر ہونے کے منکر ہیں۔ وہ ایمان سے خالی ہیں۔ ہاں اس بارے میں ان کے علماء کا اختلاف ہے کہ آپ ﷺ جسد عنصری کے ساتھ موجود ہیں یا صرف روح کے لحاظ سے یا صرف روحانیت کے ساتھ موجود ہیں۔ نیز بعض کا قول یہ بھی ہے کہ بذات خود روضہ اقدس میں آپ ﷺ موجود ہیں اور وہیں سے ہر جگہ کو دیکھ اور ہر بات کو سن رہے ہیں۔

## بریلوی حضرات کا عقیدہ ان کی عبارات سے

ا...... ہر جگہ حاضر وناظر ہونا خدا کی صفت ہرگز نہیں۔ خدا تعالیٰ جگہ اور مکان سے پاک ہے۔ (جاء الحق ص ۱۶۱)

۲...... خدا کو ہر جگہ ماننا بے دینی ہے۔ ہر جگہ میں ہونا تو رسول اللہ ﷺ کی ہی شان ہے۔

(جاء الحق ص ۱۶۲)

۳...... کوئی مقام اور کوئی وقت حضور ﷺ سے خالی نہیں۔

(تسکین الخواطر فی مسئلہ الحاضر والناظر ص ۸۵)

۴...... سید عالم ﷺ کی قوت قدسیہ اور نور نبوت سے یہ امر بعید نہیں کہ آن واحد میں مشرق و مغرب، جنوب و شمال، تحت و فوق، تمام جہاں و امکنہ بعیدہ و مستبعدہ میں سرکار اپنے وجود مقدس بعینہ یا جسم اقدس مثالی کے ساتھ تشریف فرما کر اپنے مقربین کو اپنے جمال کی زیارت اور نگاہ کرم کی رحمت و برکت سے سرفراز فرمائیں۔

(تسکین الخواطر ص ۱۸)

۵...... لفظ حاضر اپنے حقیقی لغوی معنی کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی شان کے ہرگز لائق نہیں۔

(تسکین الخواطر ص ۷)

۶...... جو نبی ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کے منکر ہیں۔ ان کی یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ وہ ایمان سے خالی ہیں۔

(مقیاس حنفیت ص ۲۶۸)

۷...... جب انسان فنا فی اللہ ہو جاتا ہے تو خدائی طاقت سے دیکھتا، سنتا اور چھوتا اور بولتا ہے۔ یعنی عالم کی ہر چیز کو دیکھتا ہے۔ ہر دور و نزدیک کی چیزوں کو پکڑتا ہے۔ یہی حاضر و ناظر کے معنی ہیں اور جب معمولی انسان فنا فی اللہ ہو کر اس درجہ میں پہنچ جاویں تو سید الانس حضرت محمد ﷺ سے بڑھ کر فنا فی اللہ کون ہو سکتا ہے؟ تو بدرجہ اولیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر و ناظر ہوئے۔

(جاء الحق ص ۱۴۹)

۸...... اگر آنحضرت ﷺ ہر جگہ حاظر و ناظر نہیں تو نماز میں آپ ﷺ کو السلام علیک ایھا النبی سے خطاب کیوں کیا جاتا ہے؟ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ ہر نمازی کے پاس حاظر ہوتے ہیں اور نمازی آپ ﷺ کو خطاب کرتا ہے۔

(مقیاس حنفیت ص ۲۸۲، تسکین الخواطر ص ۵۸)

۹...... اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا کفر ہے۔

(تسکین الخواطر ص ۷)

۱۰...... اگر تم مومن ہو تو آپ ﷺ کا حاضر و ناظر سمجھنا تمہارے لئے ضروری ہے۔

(مقیاس الحنفیہ ص ۲۷۵)

۱۱...... ہر اہل ایمان کے واسطے آپ ﷺ کو حاضر و ناظر سمجھنا کسوٹی ایمان ہے۔

(مقیاس الحنفیہ ص ۲۷۷)

۱۲...... علماء فرماتے ہیں کہ لغت میں حاضرو ناظر کے جو حقیقی معنی بتائے گئے ہیں۔ اس کی روشنی میں اگر کوئی خدا کو حاظر وناظر کہے گا تو کافر ہو جائے گا۔ البتہ اللہ کو جو علیم وخبیر کے معنی میں حاظر وناظر کہتا ہے تو یہ تاویل ہے۔
(حق کی تلاش ص ۸۶)

۱۳...... البتہ ہر جگہ حاضر وناظر ہونا تو حضور سرور کونین ﷺ کی ہی شان ہے اور حضور ﷺ کو یہ شان اللہ تعالیٰ نے عطاء فرمائی ہے۔
(حق کی تلاش ص ۸۶)

**خلاصہ**

۱...... خدا کو ہر جگہ ماننا بے دینی ہے۔

۲...... اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر کہنا کفر ہے۔

۳...... جو خدا کو حاضر وناظر کہے گا، کافر ہو جائے گا۔

۴...... حاضر وناظر ہونا خدا کی صفت نہیں۔

۵...... کوئی مقام یا وقت حضور ﷺ سے خالی نہیں۔

۶...... جو حضور ﷺ کے حاظر وناظر کے منکر ہیں وہ ایمان سے خالی ہیں۔

۷...... حضور ﷺ کو حاضر وناظر سمجھنا ایمان ہے۔

## بریلوی حضرات کے عقیدہ حاضر وناظر میں تضادات

| | |
|---|---|
| (۱) آنحضرت ﷺ کی صفت خاص ہے کہ آپ ﷺ روحانی طور پر ہر جگہ حاضر ہیں۔ اس صفت میں آپ ﷺ کا کوئی شریک نہیں۔ (ملفوظات حصہ اول ص ۱۲۱) | (۱) حاضر وناظر ہونا بعض بندوں کی صفت ہے۔ (یعنی حضور ﷺ کی صفت خاص نہیں۔) (نور العرفان ص ۲۳۵) |
| (۲) لفظ حاضر وناظر سے اگر حضور ونظور بالذات مثل حضور ونظور باری تعالیٰ ہر وقت و لحظہ مراد ہے تو یہ عقیدہ محض غلط اور مفضی الی الشرک ہے۔ (رسول الکلام ص ۱۰۵) (اس میں واضح الفاظ میں اللہ تعالیٰ کے حاضر وناظر ہونے کا اقرار ہے۔) | (۲) اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر کہنا کفر ہے۔ (جاء الحق ص ۱۶۲) خدا کو ہر جگہ ماننا بے دینی ہے۔ (تسکین الخواطر ص ۷) |

| (۳) کوئی مقام اور کوئی وقت حضور ﷺ سے خالی نہیں۔ (تسکین الخواطر ص ۸۵) | (۳) ہر آن و ہر وقت حاضر وناظر ہونا خداوند کریم کا خاصہ ہے اور وہ ذات لایزال لیس کمثلہ شئی ہے اور اس کی صفات بھی لیس کمثلہ شئی ہیں اور اسی طرح کے صفات ذاتیہ ہیں۔ کسی انبیاء کرام اولیاء عظام کو شریک کرنا، ویسا ہی سمجھنا اور اس پر اعتقاد رکھنا صریح کفر ہے۔ (انوار شریعت ج ۲ ص ۲۴۹) |
|---|---|
| (۴) ہر آن، ہر وقت حاضر وناظر ہونا خداوند کریم کا خاصہ ہے۔ (انوار شریعت ج ۲ ص ۲۴۹) | (۴) اگر کوئی خدا کو حاضر وناظر کہے گا تو کافر ہو جائے گا۔ (حق کی تلاش ص ۸۶) اللہ کو حاظر وناظر کہنا کفر ہے۔ (جاء الحق ص ۱۶۲) |
| (۵) اس وقت خاص میں ذات محمدی ﷺ کو بسبب کثرت درود وسلام حاظر وناظر سمجھتے ہیں نہ کہ دیگر اوقات میں۔ (یعنی وقت خاص میں حاظر وناظر ہوتے ہیں نہ کہ ہمہ وقت۔) (مواعظ نعیمیہ حصہ دوم ص ۵۶) | (۵) کوئی مقام، کوئی وقت حضور ﷺ سے خالی نہیں۔ (تسکین الخواطر ص ۸۵) |
| (۶) اگر تم مومن ہو تو آپ ﷺ کا حاضر وناظر سمجھنا تمہارے لئے ضروری ہے۔ (جو حاضر وناظر نہ سمجھے وہ مومن نہیں۔) (مقیاس الحنفیہ ص ۲۷۵) | (۶) اس (اللہ) کی ذات کے سوا دوسرے کو حاضر وناظر سمجھنا (خدا کی طرح) اور اس پر اعتقاد رکھنا صریح کفر ہے اور ڈبل کفر بے ایمانی ہے۔ (انوار شریعت ص ۱۵۱) |
| (۷) تمام جہان و امکنہ بعیدہ مستبعدہ میں سرکار اپنے وجود مقدس بعینہ یا جسم اقدس مثالی کے ساتھ تشریف فرما کر اپنے مقربین کو اپنے جمال کی زیارت اور نگاہ کرم کی رحمت و برکت سے سرفراز فرماہیں۔ (تسکین الخواطر ص ۱۸) | (۷) ہم جسمانیت اور بشریت کے ساتھ حضور ﷺ کے حاضر وناظر ہونے کے قائل نہیں۔ (تسکین الخواطر ص ۱۳۵) |

| (۸) خدا کو ہر جگہ ماننا بے دینی ہے۔ ہر جگہ میں ہونا تو رسول خدا ﷺ کی ہی شان ہے۔ (جاء الحق ص ۱۶۲) | (۸) کوئی ایسا نہیں جو عرش سے لے کر تحت الثریٰ ہر مکان، ہر زمان، ہر آن میں اسی کی طرح حاضر و ناظر ہو۔ (انوار ساطعہ ص ۲۳۲) |
|---|---|

فائدہ...... جو عقیدہ بھی قرآن و حدیث سے علیحدہ ہو کر اختیار کیا جائے گا۔ اس عقیدے میں اسی طرح تضاد اور ٹکراؤ ہوگا جس طرح آپ حضرات نے بریلوی حضرات کی کتابوں سے بحوالہ عبارتوں میں ٹکراؤ اور تضاد دیکھا ہے۔ جو ان کے باطل ہونے کی واضح دلیل ہے۔ حالانکہ جو عقیدہ قرآن و حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ اس میں کسی قسم کا کوئی تضاد اور ٹکراؤ نہیں ہوتا۔ بریلوی حضرات کی عوام میں سے جس سے بھی حاضر و ناظر ہونے کی وضاحت پوچھی جائے تو ہر کوئی اپنی طرف سے اپنی ہی وضاحت کرے گا۔ جیسا کہ ان کے علماء کا حال ہے۔ حالانکہ عقائد کے اندر تو مختلف آراء چل ہی نہیں سکتیں بلکہ عقیدے کے لئے قطعی اور متواتر دلیل بغیر کسی دوسرے احتمال کے چاہئے، جو ان کے پاس ہے نہ قیامت تک ملے گی اور جو لوگ اس عقیدے پر شبہات اور دلائل پیش کرتے ہیں ان سے بذات خود ایسا استدلال غلط ثابت کرتے ہیں کہ چودہ صدیوں میں ایسا استدلال کسی محدث، مفسر یا اہل علم میں کہیں نہ لکھا نہ ہی اس عقیدے کو ثابت کر کے اس کے لیے دلیل بنایا یہ بھی ان کے بطلان کے لئے واضح ثبوت ہے۔

## حاضر و ناظر کے معنی

حاضر کا لغوی معنی ہے موجود ہونے والا۔ باب نصر سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔

(مصباح اللغات ص ۱۶۰)

ناظر کا لغوی معنی ہے دیکھنے والا۔ باب نصر سے اسم فاعل ہے۔

(مصباح اللغات ص ۸۸۶)

اصطلاحی معنی...... عام طور پر یہ دونوں لفظ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے بولے جاتے ہیں اور دونوں عربی کے لفظ ہیں۔ عرف عام میں ان کا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ حاضر و ناظر وہ ذات ہے جس کا وجود کسی خاص جگہ میں محدود نہیں بلکہ اس کا وجود بیک وقت ساری کائنات کو گھیرے ہوئے ہے، محیط ہے اور کائنات کی ایک ایک چیز کے تمام احوال اول سے آخر تک اس کی نظر میں ہیں اور وہ ہر شئی کے حق میں اس کے ساتھ موجود ہے۔ اپنی شایان شان لیس کمثلہ کی وجہ سے کوئی صورت اور کیفیت متعین نہیں کی جا سکتی۔

فائدہ...... عرف عام میں یہ لفظ اس وقت بولے جاتے ہیں جب کسی کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتے ہوئے جنت کی طرف ترغیب اور جہنم سے ڈرانا مقصود ہو کہ بھائی ہر کام میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے اور تمہاری شہ رگ کے قریب ہے۔ یا ظالم کو کہا جاتا ہے کہ جو کچھ کرنا ہے کرلے اللہ تعالیٰ تو ہر بات سن رہا ہے۔ سب کچھ دیکھ رہا ہے، تب بولا جارہا ہے کہ عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے۔ اسی طرح اور بھی بہت ساری مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ اس عرف عام سے بھی یہ معلوم ہوا کہ حاضر وناظر ہونے والا عقیدہ شروع سے اللہ تعالیٰ ہی کے لئے رکھا جاتا ہے نہ کہ آپ ﷺ کے لئے بھی۔ کیونکہ اگر آپ ﷺ کے لئے یہ عقیدہ ہوتا پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ رسول کا لفظ بھی ہر کوئی بولتا کہ اللہ اور اس کا رسول ہر بات سن رہے ہیں اور دیکھ رہے ہیں۔ حالانکہ ایسے کوئی بھی نہیں کہتا۔ یہ کہنے سے بریلوی حضرات کے نزدیک تو سارے کافر ہوگئے کیونکہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر مانتے ہیں نہ کہ رسول ﷺ کو اور ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر ماننا کفر اور بے دینی ہے۔ ایسے عقائد اور علماء سوء سے اللہ کی طرف ہی پناہ پکڑتے ہیں۔

اعتراض...... جب اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے حاضر وناظر والا کوئی نام نہیں اور قرآن وحدیث میں کسی جگہ حاضر وناظر کا لفظ ذات باری تعالیٰ کے لئے وارد نہیں ہوا۔ نہ سلف صالحین نے اللہ تعالیٰ کے لئے یہ لفظ بولا ہے۔ کیونکہ کوئی قیامت تک یہ ثابت نہیں کرسکتا کہ صحابہ کرام یا تابعین یا آئمہ مجتہدین نے بھی اللہ تعالیٰ کے لئے حاضر وناظر کا لفظ استعمال کیا ہو۔

(تسکین الخواطر ص ۳)

تو آپ حضرات اللہ تعالیٰ کے لئے حاضر وناظر کا لفظ کیوں اور کس دلیل سے بولتے ہو؟ جب کسی نے یہ لفظ استعمال نہیں کیا تو آپ کا ان الفاظ کو استعمال کرنا بے دینی اور کفر ہوگا۔ کیونکہ حاضر اس کو کہتے ہیں جو پہلے نہ ہو اور پھر ہوجائے۔ یہ معنیٰ اللہ کی شان کے لائق نہیں اور ناظر اس کو کہتے ہیں جس کی جسمانی آنکھیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ تو وہ ناظر کیسے ہوگیا؟

جواب نمبر ا...... قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے لئے لفظ ناظر استعمال کیا ہے۔ قرآن سے لفظ ناظر کا ثبوت ملاحظہ فرمائیے۔

ا...... قرآن پاک میں حضرت موسیٰ علیہا السلام کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے

:"قال عسیٰ ربکم ان یهلك عدوکم ویستخلفکم فی الارض فینظر کیف تعملون (اعراف:۱۲۹)" کہا کہ قریب ہے کہ تمہارا رب ہلاک کردے تمہارے دشمن کو اور تمہیں زمین کا خلیفہ بنادے۔ پھر وہ نظر کرے گا، دیکھے گا تم کیسے عمل کرتے ہو۔

۲...... "ثم جعلنا کم خلائف فی الارض، من بعد هم لننظر کیف تعملون (یونس:۱۲)" ﴿پھر تم کو ہم نے خلیفہ بنایا زمین میں، ان کے بعد تا کہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔﴾

## حدیث سے لفظ ناظر کا ثبوت

۱...... "ان اللہ مستخلفکم فیھا فناظر کیف تعملون" (ترمذی ج ۲ ص ۴۲، ابن ماجہ ص ۲۹۷، مستدرک ج ۴ ص ۵۰۵، مشکوۃ ص ۴۳۷) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہم کو خلیفہ بنانے والا ہے اور دیکھنے والا ہے کہ ہم کیسے عمل کرتے ہیں۔

فائدہ...... اس حدیث میں ناظر کا لفظ صراحتاً استعمال ہو رہا ہے۔ اس پر بریلوی حضرات کا کیا فتویٰ چلے گا؟

۲...... "ان اللہ لاینظر الیٰ صور کم ولکن ینظر الیٰ اعمالکم" (مسلم ج ۲ ص ۳۱۷، مشکوۃ شریف ج ۲ ص ۴۴۵) اللہ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا لیکن تمہارے اعمال کو وہ دیکھتا ہے۔

## قرآن پاک سے لفظ حاضر کا ثبوت

۱...... "وما کنا غائبین (اعراف:۷)" ﴿اور ہم غائب نہیں ہیں۔ (جو غائب نہ ہو وہ حاضر ہوتا ہے۔)﴾

۲...... "ونحن اقرب الیہ من حبل الورید (ق:۱۶)" ﴿اور ہم زیادہ قریب ہیں اس کے دھڑکتی رگ سے (شہ رگ سے)﴾

فائدہ...... جو ہر وقت اپنے علم کے اعتبار سے انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہو، وہ حاضر ہوگا نہ کہ غائب۔

۳...... "انہ سمیع قریب (سبا:۵۰)"

۴...... "مایکون من نجوی ثلثۃ الاھو رابعھم ولا خمسۃ الاھو سادسھم ولاادنی من ذالک ولا اکثر الاھو معھم، این ماکانوا (مجادلہ:۷)" ﴿کہیں نہیں ہوتا مشورہ تین کا جہاں وہ نہ ہو ان میں چوتھا اور نہ پانچ کا جہاں وہ نہ ہو ان میں چھٹا اور نہ اس سے کم نہ زیادہ جہاں وہ نہیں ہوتا ان کے ساتھ جہاں کہیں ہوں۔﴾

۵...... "فاینماتولوافثم وجہ اللہ" (بقرہ:۱۱۵) ﴿سو جس طرف تم منہ کرو وہاں ہی متوجہ ہے اللہ﴾

## حدیث سے لفظ حاضر کا ثبوت

ا...... حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ صحابہ کرامؓ اونچی آواز سے ذکر کر رہے تھے تو آپ ﷺ نے منع فرماتے ہوئے کہا: "انکم لا تدعون اصم ولا غائبا" ﴿کہ تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے۔ (بلکہ سمیع اور قریب کو پکار رہے ہو پھر بلند آواز سے ذکر کا کیا فائدہ)﴾

فائدہ...... ان سب دلائل سے وضاحت کے ساتھ یہ معلوم ہوا کہ حاضر ناظر ہونا اللہ ہی کی صفت ہے نہ کہ کسی اور کی اور لفظ حاضر و ناظر اللہ تعالیٰ کے لئے بولنا بالکل جائز ہے۔ جنہوں نے فتویٰ لگایا ہے وہ اپنے فتوے اور ایمان پر غور و فکر کریں۔

## لفظ حاضر و ناظر کا ثبوت سلف صالحین کے اقوال سے

ا...... حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں "حق تعالیٰ بر احوال جزوی و کلی او مطلع است از حاضر و ناظر شرم باید کرد" (مکتوبات دفتر اول ص ۱۰۰) یعنی اللہ تعالیٰ انسان کے تمام احوال پر اطلاع پانے والا ہے۔ حاضر و ناظر والی صفت کی وجہ سے انسان کو چاہئے کہ اس سے شرم کرے، گناہوں پر جری نہ ہو۔ اے اللہ کے بندے خوب جان لے کہ حق تعالیٰ حاظر ہے غائب نہیں ہے۔

۲...... سید علی ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ طالب حق کو چاہئے کہ اپنے ہر کام میں باری تعالیٰ کو شاہد (حاظر) و ناظر سمجھے۔ (کشف المحجوب ص ۷۰)

۳...... امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ جاننا چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ تمام اطراف عالم کا ناظر ہے۔

(کیمیائے سعادت ص ۶۳)

۴...... پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانیؒ فرماتے ہیں "علم انه یخاطب من هو سامع منه مقبل الیه ناظر الیه" (غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۱۹۲)

۵...... شیخ عبد القدوس گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حاضر ہے، غیب نہیں۔

(مکتوبات قدسیہ اردو ص ۲۳۱)

۶...... نال یقین مکمل کامل اے گل ثابت ہوئی ہو...... دوئیں جہاں وچ حاضر ناظر اللہ باجھ نہ کوئی ہو۔ (دیوان حضرت سلطان باہو)

## لفظ حاضر و ناظر کا ثبوت اللہ تعالیٰ کے لئے بریلوی علماء کی کتب سے

ا...... لفظ حاضر و ناظر سے اگر حضور و نظور بالذات مثل، حضور و نظور باری تعالیٰ ہر وقت و ہر

لحظہ مراد ہے تو یہ عقیدہ محض غلط اور مفضی الی الشرک ہے...... یہ عقیدہ کسی جاہل واجہل کا بھی نہ ہوگا۔

(رسول الکلام ص ۱۰۵)

۲...... ہر آن، ہر وقت حاضر و ناظر خداوند کریم "لم یلد ولم یولد" کا خاصہ ہے اور وہ ذات "لایزال لیس کمثله شئی" ہے اور اس کی صفات بھی "لیس کمثله شئی" ہیں۔

(انوار شریعت ج ۲ ص ۴۳۹)

فائدہ...... واضح الفاظ سے ثابت ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا صحیح ہے۔ یہ صرف اللہ ہی کی صفت ہے۔ اسی سے انسان کامل مسلمان بنتا ہے۔ جنہوں نے فتوے لگائے ہیں ان کو کم علمی و کم فہمی پر مطلع کرتے ہوئے اسلام کی طرف آنے کی دعوت دیں گے۔

جواب نمبر ۲...... جس طرح لفظ خدا فارسی زبان کا لفظ ہے اور ہمارے عرف عام میں اب اس کا معنی رب، یا اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔ عربی زبان سے فارسی زبان میں بھی رب یا اللہ تعالیٰ سے خدا کی طرف منتقل ہوا ہے۔ یعنی جس طرح عربی الفاظ کا اپنی زبان میں معنی کرنا صحیح ہے۔ اسی طرح جہاں کہیں قرآن وحدیث میں اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ شاہد یا شہید استعمال ہوا ہے۔ اس کا ترجمہ ہم حاضر کے ساتھ کریں گے اور لفظ بصیر کا ترجمہ ناظر کے ساتھ کریں گے۔ جیسا کہ "مشکوۃ شریف ج ا ص ۱۹۹" پر بین السطور الشہید کا معنی الحاضر کیا ہوا ہے۔ اسی طرح "صراح میں ص ۱۶۰" پر بصیر کا معنی بینا، دیکھنے والا، ناظر کیا ہوا ہے۔

ہاں جہاں کہیں قرآن وحدیث میں آپ ﷺ کے لئے یہ لفظ مستعمل ہوں، وہاں گواہ کا معنی کریں گے۔ یہ تو عین قرآن وحدیث کے مطابق ہے ورنہ انسان گمراہی کے گڑھے میں جا گرے گا۔ "واللہ اعلم بالصواب"

## حاضر و ناظر صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے قرآن پاک کی روشنی میں

آیت نمبر ۱...... "ولا تعملون من عمل الا کنا علیکم شهودا (یونس:۶۱)" ﴿نہیں تم عمل کرتے کوئی عمل مگر ہم تمہارے پاس حاضر ہوتے ہیں۔ (معلوم ہوا حاضر و ناظر ہونا صرف خداوند کریم کی ہی صفت ہے۔)﴾

آیت نمبر ۲...... "اذا سألك عبادی عنی فانی قریب (بقره:۱۸۶)" ﴿جب میرے بندے میرے متعلق پوچھیں تو آپ فرما دیں بیشک میں قریب ہوں۔﴾

آیت نمبر ۳...... "ان ربی قریب مجیب (هود:۶۱)" ﴿بیشک میرا رب قریب ہے دعا قبول کرنے والا ہے۔﴾

آیت نمبر۴...... "ول للّٰه المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجه اللّٰه ان اللّٰه واسع علیم (بقرہ:۱۵)" ﴿اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے مشرق ومغرب ہیں جدھر منہ کرو اسی طرف اللہ تعالیٰ کی ذات موجود ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ وسیع علم والا ہے۔(معلوم ہوا کہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہر وقت، ہر طرف موجود ہوتی ہے نہ کہ کوئی اور۔)﴾

آیت نمبر۵...... "وھومعکم این ماکنتم واللّٰه بما تعملون بصیر (حدید:٤)" ﴿تم جہاں کہیں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور اللہ تعالیٰ دیکھنے والا ہے جو تم عمل کرتے ہو۔﴾

آیت نمبر۶...... "یستخفون من الناس ولا یستخفون من اللّٰه وھو معھم اذ یبیتون ما لایرضی من القول (نساء:۱۰۸)" ﴿وہ لوگوں سے چھپ سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپ سکتے اور وہ ان کے ساتھ ہے جبکہ وہ مشورہ کرتے ہیں رات کو اس بات کا جس سے اللہ راضی نہیں۔﴾

آیت نمبر۷...... "وکان اللّٰه علیٰ کل شئی رقیبا (احزاب:۵۲)" ﴿اور ہے اللہ پاک ہر چیز پر نگہبان۔(نگہبانی وہی کر سکتا ہے ہر شئی کی جو حاضر و ناظر ہو۔)﴾

آیت نمبر۸...... "وھو بکل شئی محیط" ﴿اور وہی اللہ تعالیٰ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔(ہر چیز کو اپنے احاطہ میں کرنے کے لئے حاضر و ناظر ہونا ضروری ہے۔)﴾

فائدہ...... ان جیسی اور آیات بھی صرف اللہ تعالیٰ کے حاظر و ناظر ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ کسی غیر اللہ کے لئے حاضر و ناظر یا بصیر و قریب، ہر وقت ہر جگہ ہر کسی ساتھ ہونے کا پورے دین اسلام میں کہیں ایک بار بھی ذکر نہیں ہے جس سے بریلوی حضرات کے عقیدے کا بطلان اظہر من الشمس ہے۔

## حاضر و ناظر صرف اللہ کی ذات ہے احادیث کی روشنی میں

حدیث نمبر۱...... حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ لوگوں نے بلند آواز سے تکبیریں کہنا شروع کر دیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "انکم تدعون سمیعا بصیرا وھو معکم والذی تدعونه اقرب الیٰ احدکم من عنق راحلته" (مشکوٰۃ شریف باب ثواب التسبیح) (کہ تم اس خدا کو پکارتے ہو جو سننے والا، دیکھنے والا ہے اور جو تمہارے ساتھ ہے اور تم سے تمہارے اونٹ کی گردن سے بھی زیادہ قریب ہے۔) (یہ سننا تبھی ہو سکتا ہے جب اللہ پاک حاضر ہو۔ گویا حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ پاک حاضر و ناظر ہے۔)

حدیث نمبر۲...... حضرت عبداللہ بن معاویہ عامریؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ یارسول اللہ "فما تزکیۃ المرء نفسه یا رسول اللہ قال ان یعلم ان اللہ معه حیثما کان" (ترجمان السنۃ حدیث نمبر ۵۰۷ ج ۲) (کسی شخص کا اپنے نفس کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس بات کا یقین ہو کہ انسان جس جگہ بھی ہو اللہ اس کے ساتھ ہے۔)

حدیث نمبر۳...... حضرت عبداللہ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "ان افضل الایمان ان تعلم ان اللہ معك حیثما کنت" (ترجمان السنۃ ج ۲ حدیث نمبر ۵۰۸) (کہ بیشک سب سے افضل ایمان یہ ہے کہ تو اس بات کا یقین رکھے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ ہے تو جہاں کہیں بھی ہو۔)

دونوں حدیثوں سے یہ ثابت ہوا کہ جس نے نفس کو برے عقیدے سے پاک کرنا ہے اور افضل ایمان اختیار کرنا ہے۔ وہ اللہ پاک کو جہاں کہیں ہو حاضر و ناظر سمجھے۔ ہاں جس نے کفریہ عقیدے رکھ کر ایمان سے دوری اختیار کرنی ہے وہ اپنی مرضی پر چلتا رہے۔

حدیث نمبر۴...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جس وقت سفر پر تشریف لے جاتے تو یوں فرمایا کرتے تھے "اللھم انت الصاحب فی السفر والخلیفة فی الاھل" (مشکوٰۃ شریف باب الدعوات فی الاوقات) (اے اللہ! تو سفر میں میرا ساتھی ہے اور میرے اہل وعیال کا محافظ ہے۔)

فائدہ...... ان تمام حدیثوں سے یہ بات نصف النہار کی طرح واضح ہو رہی ہے کہ آپ ﷺ بھی اپنی امت مسلمہ کو یہی نظریہ دے کر گئے ہیں کہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو ہی حاضر و ناظر سمجھنا ہے اور بس۔

## آپ ﷺ ہر وقت ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہوتے، احادیث سے ثبوت

حدیث نمبر۱...... حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ ایک ایسی میت کی قبر کے پاس سے گزرے جس کو رات کے وقت دفن کیا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا "متی دفن ھذا، قالوا البارحة قال افلا اذ نتمونی قالوا دفناہ فی ظلمة اللیل فکرھنا ان نوقظك رفقام فصففنا خلفه فصلیٰ علیه" (متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۱۴۵) (یہ کب دفن کیا گیا ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کی کہ گذشتہ رات دفن کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اطلاع کیوں نہیں دی؟ صحابہؓ نے عرض کی ہم نے اسے اندھیری رات میں دفن کرنا تھا

اس لئے آپ کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔ پس پھر حضور ﷺ کھڑے ہوئے۔ ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے صف باندھی اور آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی۔)

فائدہ...... ان احادیث کے پیش کرنے کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ معاذ اللہ ان جیسی احادیث سے آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ کو کم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ بلکہ یہ عقیدہ ثابت کرنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ امام الانبیاء والمرسلین، سید الاولین والآخرین کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے پوری کائنات سے افضل بنایا۔ جتنے کمالات تمام انبیاء کرام میں تقسیم فرمائے وہ تمام کے تمام آپ ﷺ میں جمع ہیں۔ اپنی ذات اور صفات کا علم جو شان نبوت کے لائق ہے، جتنا آپ ﷺ کو عطاء فرمایا ہے وہ کسی کو عطاء نہیں فرمایا اور جتنی غیب کی خبریں آپ ﷺ کو عطاء فرمائی ہیں وہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک اور تمام ملائکہ اور جن و بشر اور جس کو بھی اللہ تعالیٰ نے غیب کی خبریں عطاء فرمائی ہیں وہ آپ ﷺ کے علم کے سامنے ایسے ہیں جیسے سمندر کے سامنے ایک قطرہ کی حیثیت ہو یا سورج کے سامنے چراغ کی، یا چاند کے سامنے ستاروں کی حیثیت ہو۔ لیکن غیب کلی طور پر ہر چیز، ہر ذرے کا عطاء فرمادیا ہو ایسی بات نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا جو علم غیب دانی ہے اس کے سامنے تمام مخلوق کا علم ایک قطرہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتا اور آپ ﷺ علم غیب کی وجہ سے ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھے جاتے ہوں یا یہ کہ روضہ شریف سے سب کچھ مشاہدہ فرمارہے ہوں۔ کثرت علم کے باوجود مخلوق کا علم جتنا بھی ہے اس کی ایک حد ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا علم ایک غیر متناہی علم ہے۔ جس کی نہ ابتداء، نہ انتہاء۔ تو ان احادیث سے صرف ہم نے یہ ثابت کرنا ہے کہ آپ ﷺ کو علم غیب کلی طور پر عطاء نہیں فرمایا گیا تھا۔ آپ ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہوتے۔ حاضر و ناظر ہونا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی صفت ہے۔ جیسا کہ پیش کردہ حدیث سے ثابت ہورہا ہے کہ آپ ﷺ نے سوال کیا اور آپ ﷺ کو پھر بتایا گیا۔ سوال کرنا علم غیب کلی کی بھی نفی کرتا ہے اور حاضر و ناظر ہونے کی بھی نفی کرتا ہے۔

حدیث نمبر ۴...... حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت مسجد نبوی میں جھاڑو دیا کرتی تھی، کالے رنگ کی۔ یا ایک نوجوان جھاڑو دیا کرتا تھا۔ پس کچھ دن آپ ﷺ نے اس کو گم پایا تو

''فسال عنها او عنه، فقالوا مات قال افلا کنتم اذنتمونی......فقال دلونی علی قبره فدلوه فصلیٰ علیه'' (مشکوٰۃ ص۴۵) (تو پس آپ ﷺ نے صحابہؓ سے پوچھا ان کے متعلق۔ تو صحابہ کرامؓ نے عرض کی کہ وہ تو فوت ہوگیا ہے یا ہوگئی ہے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اطلاع کیوں نہیں دی۔ چلو اب مجھے اس کی قبر دکھاؤ۔ پس صحابہ کرام نے قبر بتلا دی تو

آپ ﷺ نے اس کی قبر پر نماز جنازہ ادا فرمائی۔) (معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نہ حاضر و ناظر ہوتے تھے نہ آپ ﷺ کو علم غیب کل عطاء فرمایا گیا تھا۔)

حدیث نمبر۳...... آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب میں معراج سے واپس ہوا اور مشرکین کو میں نے معراج کا واقعہ سنایا کہ ایک ہی رات میں مکہ مکرمہ سے مسجد اقصیٰ تک اور پھر وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ تک اور پھر جہاں تک خدا کو منظور تھا، عالم بیداری میں اپنے جسد عنصری کے ساتھ سیر کر آیا ہوں۔ تو مشرکین نے بطور امتحان کے سوال کرنے شروع کر دیئے کہ یہ بتاؤ مسجد اقصیٰ کی کھڑکیاں، دروازے فلاں فلاں کتنے ہیں؟ تو آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم نہ تھا اس پر مشرکین نے شور و غل و مذاق کرنا شروع کر دی تو آپ ﷺ فرماتے ہیں۔ ''فکربت کربة ماكربت حيثه قط '' (مسلم شریف ج ۱ ص ۹۴) (میں اتنا پریشان ہوا کہ ایسا پریشان کبھی بھی نہ ہوا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو تھوڑی دیر کے لئے میرے سامنے کر دیا۔ مشرکین جو پوچھتے تھے دیکھ کر بتاتا جاتا۔) (بخاری شریف ج ۱ ص ۵۴۸، مسلم شریف ج ۱ ص ۹۶)

معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نہ حاضر و ناظر تھے نہ ہی آپ ﷺ کو کلی طور پر علم غیب عطاء فرمایا گیا۔ جیسا کہ مبتدعین کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے معراج والی رات آپ ﷺ کو علم غیب کلی طور پر عطاء کر دیا تھا۔ اگر ایسی بات ہوتی تو آپ ﷺ اتنے پریشان نہ ہوتے۔

حدیث نمبر۴...... غزوہ بنی مصطلق جو سن ۵ یا ۶ ہجری کو پیش آیا۔ واپسی پر قافلہ نے ایک جگہ پڑاؤ کیا تو اچانک حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ہار گم ہو گیا۔ ''فاقام رسول الله ﷺ على التماسه واقام الناس '' (بخاری شریف ج ۱ ص ۴۸) (تو جناب رسول اللہ ﷺ ہار کی تلاش کے لئے رک گئے اور باقی لوگ بھی رک گئے۔ جملہ صحابہ کرامؓ اس ہار کو تلاش کرتے رہے۔)

''بعث رسول الله ﷺ اسيد ابن حضير وانا سافي طلب قلادة اضلتها عائشه '' (ابوداود ج ۱ ص ۴۵) (آپ ﷺ نے ہار کی تلاش کے لئے اسید بن حضیر اور لوگوں کو بھیجا جسے حضرت عائشہؓ نے گم کیا تھا۔ ان حضرات نے پوری کوشش کے ساتھ تلاش کیا لیکن وہ ہار نہ مل سکا۔ جب تھک ہار گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا چلو سفر کی تیاری شروع کرو، چلتے ہیں۔ جب حضرت عائشہؓ کے اونٹ کو اٹھایا گیا تو ہار اس کے نیچے پڑا ہوا تھا۔)

''فبعثنا البعير الذى كنت عليه فاصبنا العقد تحته'' (بخاری شریف ج ۱ ص ۴۸، نسائی شریف ج ۱ ص ۴۴) (پس ہم نے اس اونٹ کو جس پر میں سوار تھی، اٹھایا تو ہم نے وہ ہار اس کے نیچے پایا۔)

(معلوم ہوا نہ آپ ﷺ حاضر وناظر تھے نہ آپ ﷺ کو علم غیب کلی طور پر عطاء فرمایا گیا تھا۔ ورنہ یوں تلاش کرنے کی اور رکنے کی اور پریشان ہونے کی ضرورت پیش نہ آتی۔)

**حدیث نمبر ۵......** سن سات ہجری میں جب خیبر فتح ہوا تو ایک یہودیہ عورت نے بکری کا گوشت جس میں زہر ملایا گیا تھا، آپ ﷺ کے پاس تحفہ بھیجا۔ آپ ﷺ نے چند لقمے کھائے اور آپ ﷺ کے بعض صحابہ کرامؓ نے بھی وہ گوشت کھایا۔ چنانچہ حضرت بشر بن براء بن معرورؓ کی اسی گوشت کی وجہ سے شہادت بھی ہوگئی۔ بلکہ ابوداؤد اور دارمی کی روایت میں ہے "وتوفی اصحابہ الذین اکلوا من الشاۃ" (مشکوۃ ج۲ ص۵۴۳) (کہ آپ ﷺ کے وہ صحابہ کرامؓ جنہوں نے وہ زہر آلود بکری کا گوشت کھایا تھا، وفات پا گئے۔)

(اگر آپ ﷺ حاضر وناظر، عالم الغیب ہوتے تو نہ خود بکری کا گوشت کھاتے نہ ہی صحابہ کرامؓ کو کھانے دیتے۔ یہ واقعہ بھی آپ ﷺ کے حاضر وناظر اور علم غیب کی نفی کرتا ہے۔)

**فائدہ......** چند احادیث ذکر کر دی گئی ہیں ورنہ اس جیسی احادیث سے کتب احادیث خالی نہیں۔ جس سے اہل سنت دیوبند کا مسلک روز روشن کی طرح واضح ہے جبکہ فتوے لگانے والوں کے پاس اپنے عقیدے پر کوئی دلیل نہیں جس سے ان کا مسلک ثابت ہو۔ غلط استدلال کر کے عوام الناس کو اہل اللہ سے دور کرنے کی سعی ناکام کر رہے ہیں۔ ان جیسے علماء سے اللہ کرے کسی کا واسطہ نہ پڑے۔

## آپ ﷺ حاضر وناظر تھے نہ علم غیب کل عطاء فرمایا گیا تھا
## فقہاء کرام کی عبارات کی روشنی میں

### ا...... امام الفقہاء حسن بن منصور المعروف قاضی خانؒ

آپ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور بوقت نکاح عورت سے یوں بات کی کہ ہم خدا تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو گواہ بناتے ہیں تو حضرات فقہاء کرام کا فتویٰ ہے کہ اس شخص کا یہ کہنا کفر ہے۔ کیونکہ اس نے یہ عقیدہ رکھ لیا ہے کہ آپ ﷺ علم غیب جانتے ہیں۔ (حاضر ناظر ہیں خدا کی طرح) حالانکہ آپ ﷺ زندگی میں تو غیب نہیں جانتے تھے تو وفات کے بعد کیسے علم غیب جان سکتے ہیں؟ (فتاویٰ قاضی خان ص۸۸۳)

معلوم ہوا کہ فقہاء کے نزدیک بھی علم غیب کلی کا عقیدہ رکھنے والا حاضر ناظر سمجھنے والا دائرہ اسلام سے دور ہے۔ حالانکہ فقہاء کرام فتویٰ دیتے ہوئے بہت احتیاط سے کام لیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر ایک کلام میں ۱۰۰ احتمالات ہوں معنی کے لحاظ سے، اس میں ننانوے احتمال کفر

کے ہوں اور ایک پہلو اسلام کا ہو تب بھی کفر کا فتویٰ نہیں لگانا چاہئے۔ لیکن اس مسئلہ میں آپ نے ملاحظہ فرمالیا ہے کہ باوجود اتنے بڑے محتاط ہونے کس طرح بغیر کسی تردد و شک و شبہ کے اس عقیدے رکھنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج کر رہے ہیں۔ جو مجلس نکاح میں آپ ﷺ کو حاضر ناظر اور عالم الغیب سمجھتا ہے۔ اس لئے حنفی حضرات کو چاہئے کہ فقہاء کرام کی تقلید کرتے ہوئے ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔

## ۲...... فقیہ اجل علامہ عبدالرشید ابوالفتح ظہیر الدینؒ

آپ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے بغیر گواہوں کے ایک عورت سے نکاح کیا کہ وہاں گواہ موجود نہ تھے اور اس شخص نے عورت سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں تیرے ساتھ اللہ تعالیٰ اور جناب رسول اللہ ﷺ کو گواہ بنا کر نکاح کرتا ہوں۔ تو وہ شخص کافر ہو جائے گا۔ اس لئے کہ اس نے یہ عقیدہ رکھ لیا ہے کہ آپ ﷺ کو علم غیب تھا۔ کیونکہ جس کو علم غیب نہ ہو وہ کیسے گواہ بن سکتا ہے؟ اور جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ آپ ﷺ کو علم غیب کلی تھا اور ہے اور آپ ﷺ حاضر و ناظر ہیں تو وہ کافر ہے۔

(فتاویٰ ولوالجیہ)

## ۳...... فقیہ اجل ثانی ابوحنیفہؒ، حضرت زین العابدین نجیم المصریؒ

آپ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کو گواہ بنا کر نکاح کیا تو نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوگا اور وہ شخص کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ اس نے یہ اعتقاد کرلیا ہے کہ آپ ﷺ غیب جانتے تھے۔

(بحرالرائق ج ۵ ص ۱۲۶)

## ۴...... فقیہ کامل حضرت سلطان عالمگیرؒ

آپ فرماتے ہیں کہ اگر ایک شخص نے کسی عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا اور اس نے یہ کہا کہ میں اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کو گواہ بناتا ہوں یا اس نے یہ کہا کہ میں خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کو گواہ بناتا ہوں تو ایسا شخص کافر ہو جائے گا اور اس نے یہ کہا کہ میں دائیں اور بائیں پہلو والے فرشتوں کو گواہ بناتا ہوں تو کافر نہ ہوگا البتہ نکاح بھی منعقد نہ ہوگا۔

(فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۴۱۲)

(فتاویٰ عالمگیری کو ہندوستان کے پانچ سو ذمہ دار حضرات فقہاء نے جو اسلامی قانون دآئین اچھی طرح جانتے اور پہچانتے تھے، عالم گیر بادشاہ کی نگرانی میں مرتب کیا تھا۔ گویا اس مسئلہ اور عقیدہ پر پانچ سو علماء فقہاء اور مفتیان کرام کا اجماع ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر ہو جائے گا۔)

## ۵...... فقہ حنفی کا مشہور و معروف فتاویٰ تاتارخانیہ

اس میں لکھا ہے کہ جس نے اللہ اور اس کے رسول کو گواہ بنا کر نکاح کیا تو نکاح نہ ہوگا مگر وہ شخص کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ اس نے یہ عقیدہ بنالیا ہے کہ آپ ﷺ علم غیب کلی طور پر جانتے تھے۔ (فتاویٰ تاتارخانیہ)

فائدہ...... اس کے علاوہ باقی بھی تمام فقہاء کرام نے یہی کچھ لکھا ہے جو آپ حضرات نے پڑھ لیا ہے۔ تو ان حضرات کی عبارات سے بھی وہی عقیدہ ظاہر ہوا جو علماء دیوبند نے بیان کیا ہے تو جیسے شروع سے ہم یہ کہتے چلے آ رہے ہیں کہ عقیدہ جو ہوتا ہے وہ سب کا ایک ہوتا ہے۔ عقائد کے اندر امت مسلمہ میں کہیں کوئی فرق نہیں پایا گیا۔ عقائد کتابوں کے اندر لکھے چلے آ رہے ہیں۔ ہمارا بریلوی حضرات کو چیلنج ہے کہ آپ اپنا کوئی عقیدہ بھی اکابرین امت اور سلف صالحین کی کسی کتاب میں دکھا دیں۔ اگر نہیں دکھا سکتے تو آپ کے بطلان اور علم کے فقدان کی بہترین مثال ہوگی۔

## بریلوی مسلک کے فتاویٰ جات سے علماء دیوبند کے عقیدے کی تائید

ا...... بریلوی مسلک کے مولانا مفتی محمد مسعود شاہ صاحب فرماتے ہیں ایک سوال کے جواب میں واضح ہو کہ یا رسول اللہ ﷺ کہنا وقت سونے اور نشست اور ہر کار کے وقت ممنوع ہے اور بہ نیت حاضر و ناظر کہنا (یا رسول اللہ) موجب شرک ہے۔ یہ ہر دو صفت بالذات خاص واسطے خدا کے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''نحن اقرب الیه من حبل الورید '' یہ صفت حضوری بندے میں نہیں ہے اور اللہ کی صفات میں دوسرے کو شریک کرنا شرک ہے۔

(فتاویٰ مسعودی ص ۵۲۹)

۲...... مفتی صاحب ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ (سوال) نبی علیہ السلام کی ذات والا صفات کو ہر آن و ہر وقت حاضر و ناظر سمجھنا چاہئے اور مسلمانوں کے ہر گھر میں موجود رہتے ہیں۔ پس یہ کہنا شرعاً کہاں تک صحیح ہے؟

جواب...... ہر آن، ہر وقت حاضر و ناظر ہونا خداوند کریم کی صفت خاص ہے اور وہ ذات لایزال لیس کمثلہ شئی ہے اور اس کی صفات بھی لیس کمثلہ شئی ہیں اور اسی طرح کے صفات ذاتیہ ہیں۔ کسی انبیاء کرام اولیاء عظام کو شریک کرنا، ویسا ہی سمجھنا اور اس پر اعتقاد رکھنا صریح کفر ہے۔

(جامع الفتویٰ المعروف انوار شریعت ج ۲ ص ۲۳۹)

## عقیدۂ حاضر ناظر کے متعلق بریلوی حضرات کی توہین آمیز عبارات

۱...... خدا کو ہر جگہ ماننا بے دینی ہے۔ ہر جگہ میں ہونا تو رسول خدا ﷺ کی شان ہے۔
(جاء الحق ص۱۶۲)

۲...... ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا خدا کی صفت ہرگز نہیں۔ (جاء الحق ص۱۶۱)

۳...... کوئی وقت اور کوئی مقام حضور ﷺ سے خالی نہیں۔ (تسکین الخواطر ص۱۸۵)

۴...... لفظ حاضر اپنے لغوی، حقیقی معنی کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی شان کے ہرگز لائق نہیں۔
(تسکین الخواطر ص۷)

۵...... جو نبی ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کے منکر ہیں وہ ایمان سے خالی ہیں۔
(مقیاس حنفیت ص۲۶۲)

۶...... اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا کفر ہے۔ (تسکین الخواطر ص۷)

۷...... ہر اہل ایمان کے واسطے آپ ﷺ کو حاضر و ناظر سمجھنا کسوٹی ایمان ہے۔
(مقیاس حنفیت ص۲۷۵)

۸...... اگر کوئی اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہے گا تو کافر ہو جائے گا۔ (حق کی تلاش ص۸۶)

۹...... حضور ﷺ زوجین کے جفت ہونے کے وقت بھی حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔
(مقیاس حنفیت ص۲۸۲)

۱۰...... ’’لاتستقر نطفة فی فرج انثی الا ینظر ذالك الرجل الیها ویعلم بها‘‘ (نجم الرحمٰن ص۵۲) (کسی عورت کی فرج میں کوئی نطفہ قرار نہیں پکڑتا مگر یہ کہ ولی عارف ضرور دیکھ رہا ہوتا ہے۔)

۱۱...... سید احمد سلجماسی کی دو بیویاں تھیں۔ سید عبدالعزیز دباغ نے اسے فرمایا کہ رات تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسری بیوی سے ہمبستری کی ہے۔ ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ عرض کیا کہ حضرت وہ سو رہی تھی۔ فرمایا کہ وہ سوتی نہ تھی۔ عرض کیا کہ حضور کو کس طرح علم ہوا ہے؟ فرمایا کہ جہاں وہ سو رہی تھی اس کے ساتھ دوسرا کوئی اور پلنگ بھی تھا۔ فرمایا ہاں ایک پلنگ خالی تھا۔ تو کہا کہ میں اس پر موجود تھا۔ کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہوتا۔ ہر وقت اس کے ساتھ موجود ہوتا ہے۔
(ملفوظات حصہ دوم ص۵۰)

۱۲...... حاضر و ناظر ہونا بعض بندوں کی صفت بھی ہے۔ (نور العرفان ص۲۳۵)

فائدہ...... ایسے عقیدے رکھنے والے اوران کی پیروی کرنے والے حضرات دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ کسی مسلمان کے ایسے عقیدے ہوسکتے ہیں؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر اپنے ایمان اسلام کی خیر منائیں! اور اگر جواب نفی میں ہے تو پھر ایسے عقائد سے توبہ کرکے اہل سنت والجماعت کی صف میں شامل ہوجائیں تاکہ روز قیامت اور قبر میں پریشانی کا سبب نہ بنیں اور یوں نہ کہنا پڑ جائے۔

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

## عقیدہ حاضروناظر پر بریلوی حضرات کے شبہات اوراس کے جوابات

شبہ نمبر۱...... ''انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم (مزمل)'' ﴿بیشک ہم نے بھیجا تمہاری طرف رسول تمہارے اوپر گواہی دینے والا اور خوشخبری دینے والا۔﴾ (گواہی تب دے گا جبکہ حاضروناظر بھی ہو اور علم غیب کل بھی ہو۔)

شبہ نمبر۲...... ''انا ارسلناک شاھداً و مبشراً و نذیراً (احزاب)'' ﴿بیشک ہم نے بھیجا ہے آپ کو گواہی دینے والا اور خوشخبری دینے والا۔﴾

(یہاں بھی آپ ﷺ کو گواہ بنایا گیا ہے اور گواہی کے لئے ضروری ہے کہ آپ ﷺ ہر ہر امتی کے حال سے واقف ہوں۔ اگر آپ ﷺ ہر جگہ حاضروناظر نہیں تو آپ ﷺ گواہ کیسے بن گئے؟) (جاء الحق ص ۱۳۲)

جواب نمبر۱...... عقیدے کی بات ہے اور عقیدہ ثابت ہوتا ہے متواتر، قطعی دلیل سے۔ جس میں کسی دوسرے معنی کا احتمال نہ ہو۔ آپ نے جو شاہد کا ترجمہ حاضروناظر کیا ہے۔ یہ آپ کا اپنا استدلال ہے ورنہ چودہ صدیوں سے کسی محدث، مفسر نے اس کا ترجمہ حاضروناظر نہیں کیا۔ اگر کیا ہے تو حوالہ آپ پر لازم ہے۔ یا پھر یہ ہے کہ آپ کہو کہ ہم ہی محدث ہیں۔ مجتہد ہیں جو ترجمہ ہم نے کیا ہے وہی قابل قبول ہے باقی کسی کا ترجمہ ہم نہیں مانتے۔ اگر یہی بات ہے تو پھر جہاں بھی لفظ شاہد آئے یا شہید یا شہداء آئے تو وہاں بھی یہی ترجمہ ہونا چاہئے۔ جیسے ''وکذالك جعلناکم امة وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا (بقرہ:۱۴۳)'' ﴿اسی طرح ہم نے تم کو بنایا امت معتدل تاکہ تم گواہ بن جاؤ لوگوں پر اور ہو جائے رسول تم پر گواہ۔﴾

اسی طرح ''فکیف اذا جئنا من کل امة بشھید وجئنا بك علی ھولا شھیدا (نساء:۴۱)'' ﴿پھر کیا حال ہوگا جب بلائیں گے ہم ہر امت میں سے گواہی دینے والا

اور بلائیں گے تجھ کوان لوگوں پر گواہی دینے والا۔﴾اسی طرح ''لیکون الرسول شھیدا علیکم وتکونو اشھیداء علی الناس ''﴿تا کہ رسول ہوگواہی دینے والاتمہارے اوپراور تم ہو جاؤ گواہی دینے والے لوگوں پر۔﴾

توجب شاہد کا مادہ بھی ش ھ د ہے اور شہید اور شہداء کا مادہ بھی ش ھ د ہے اور ایک باب سے مستعمل ہیں تو ہر جگہ ایک ہی معنی ہونا چاہئے کہ جیسے اللہ کا رسول ﷺ ہر جگہ حاضر ناظر ہے۔اسی طرح ہر ہر امتی بھی ہر جگہ حاضر ناظر ہے۔آپ ان کے معنی میں تفریق کیوں کرتے ہو کہ جب رسول ﷺ کے لئے لفظ شاہد آئے تو حاظر ناظر والے معنی کا استدلال کرو اور جب امتی کے لئے آئے تو دوسرے معنی کا۔آپ کا یوں تفریق کرنا آپ کے بطلان اور کم علمی وعقلی پر واضح دال ہے۔

جواب نمبر۲...... گواہی دینے کے لئے یہ کوئی ضروری نہیں کہ گواہ موقع پر اپنی آنکھوں سے خود معائنہ اور مشاہدہ کرے۔ بلکہ کسی معتبر آدمی کے بتلانے پر اور کسی معقول وجہ سے علم ہو جانے پر بھی گواہی دینا جائز ہے۔جیسے امت محمد یہ پہلے لوگوں پر گواہی دے گی تو وہ اسی علم ہی کی بنیاد پر دے گی کہ ان کے رسول نے قطعی اور یقینی خبر پہنچا دی ہے نہ کہ اس بنیاد پر گواہی دے گی کہ یہ امت پہلے سے حاضر ناظر چلی آرہی ہے۔اسی طرح فقہ کے مسائل میں بہت سارے ایسے مسائل ہیں جن کی گواہی بغیر دیکھے اور حاضر ہوئے دے سکتے ہیں۔ مثلاً کسی کے نسب، موت، نکاح، قاضی کی تقرری کی گواہی دینا صرف لوگوں سے سن کر بالکل جائز ہے۔معلوم ہوا کہ شاہد کا ترجمہ گواہ کرنا اور پھر گواہ سے حاضر ناظر کے معنی پر استدلال کرنا عقیدے کے لئے بالکل جائز نہیں۔نہ ہی آج تک کسی نے کیا ہے۔

جواب نمبر۳...... جب ہم نے قطعی دلیلوں سے ثابت کر دیا ہے کہ حاضر ناظر ہونا صرف اللہ تعالیٰ کی ہی صفت ہے۔اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی صفت نہیں تو پھر ان کے اپنے اجتہاد سے ثابت ہونے والی دلیل کی قطعی دلیل کے سامنے کوئی حیثیت نہیں۔

شبہ نمبر۳...... قرآن پاک میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ''الم تر'' سے خطاب کیا ہے۔جس کا معنی ہے اے نبیؐ! آپ نے دیکھا نہیں؟ یعنی آپ ﷺ نے دیکھا ہے۔اگر آپ ﷺ پہلے موجود نہ تھے اور حاضر ناظر نہ تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ کیوں فرمایا ہے؟

جواب نمبر۱...... پہلا جواب تو وہی ہے کہ یہ ترجمہ آج تک کسی نے کر کے یوں اپنا عقیدہ حاضر ناظر کا آپ ﷺ کے بارے میں بنا لیا ہو، ثابت نہیں۔آپ کا استدلال کرنا بالکل قابل

قبول نہیں۔ کیونکہ آپ کا استدلال قطعی دلیلوں سے ٹکرا رہا ہے۔

جواب نمبر۲...... ''الم تر ''میں لفظ''تر ''رؤیت سے ماخوذ ہے۔''ر ء ی ''مادہ ہے جس کا لغت میں معنی ہے دیدن بچشم ،یعنی آنکھوں سے دیکھنا، یا کسی چیز کا جاننا اور معلوم ہو جانا۔ آپ ﷺ نے آنکھوں سے پیدائش سے پہلے تو دیکھا نہیں۔ لامحالہ جاننے والا معنی مراد لیں گے۔ جیسے امام اللغت والادب ابوعبداللہ الحسین بن احمدؒ فرماتے ہیں۔''وکل مافی القرآن من الم ترفمعناه الم تخبر،الم تعلم ليس من رؤيه العين، (اعراب ثلاثين سورت من القرآن ص ۷۵) ''(جہاں کہیں بھی الم تر سے قرآن میں آپ ﷺ کو خطاب کیا گیا ہے تو اس کا معنی آنکھوں سے دیکھنا مراد نہیں بلکہ دل سے جاننا اور علم مراد ہے۔) معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے''ذالك من انباء الغيب ''﴿غیب کی جو خبریں وحی کے ذریعے دی ہیں۔﴾ اسی کو فرمایا ہے''الم تر''

شبہ نمبر۴...... ''وما ارسلناك الا رحمة للعالمين ''﴿ہم نے آپ کو جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔﴾ دوسرے مقام پر آیا''ان رحمت الله قريب من المحسنين ''﴿بیشک اللہ کی رحمت نیکی کرنے والوں کے قریب ہے۔ جب آپ جہانوں کے لئے رحمت ہیں تو ہر ایک کے قریب ہیں اور قریب ہونا حاظر ناظر ہونے کی دلیل ہے۔

(مقیاس حنفیت ص۲۹۶)

جواب نمبر۱...... یہ آپ کا اپنا استدلال بغیر کسی دلیل کے ہے جو قابل قبول نہیں۔

جواب نمبر۲...... اگر بالفرض''ان رحمة الله قريب من المحسنين ''سے آپ ﷺ کی ذات ہی مراد ہے تو پھر یوں کہو کہ آپ ﷺ ہر وقت، ہر جگہ حاضر ناظر نہیں ہوتے بلکہ صرف نیک لوگوں کے ساتھ حاضر ناظر ہوتے ہیں۔ جبکہ نیک لوگ بھی خلاف شرع مجالس میں موجود نہ ہوں ورنہ اللہ کی رحمت سے محروم ہو جائیں گے۔ ایسے عقیدے پر تف ہے جن کی بنیاد اٹکل و اندازہ سے رکھی جا رہی ہو۔

شبہ نمبر۵...... ''السلام عليك ايها النبى ''ہر نمازی آپ ﷺ کو خطاب کر کے سلام بھیجتا ہے۔ خطاب کرنا حاضر ناظر ہونا ہے۔ معلوم ہوا آپ ﷺ حاضر ناظر ہیں۔

جواب نمبر۱...... سب صحابہؓ نے ساری زندگی نماز میں یہ الفاظ پڑھے ہیں۔ کسی نے اگر یوں استدلال کیا ہے جیسے تمہارے ذہن کی ایجاد ہے تو پیش کریں۔ اگر نہیں تو پھر آپ کا استدلال آپ کو مبارک۔

جواب نمبر۲...... آپ ﷺ معراج کے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر تھے تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مخاطب کر کے یہ الفاظ بطور تحفہ کے دیئے تھے تو جیسے اللہ کی طرف سے ملے تھے ویسے ہی بغیر کسی تغیر کے آپ ﷺ نے اپنی امت اور صحابہ کرامؓ کو تعلیم فرما دیئے۔ اس سے حاضر ناظر کا عقیدہ ثابت کرنا قطعی دلائل کے خلاف ہے۔

ملاحظہ فرمائیے (مرقات ج۱ص ۵۵۶، فتاویٰ شامی ج۱ص ۴۷۸، بحرالرائق ج۱ص ۳۴۴)

فائدہ...... قارئین کرام بریلوی حضرات اپنے عقائد غلط استدلال سے یوں ثابت کرتے رہتے ہیں جب کہ ان کے پاس کوئی حوالہ وغیرہ نہیں ہوتا۔ حالانکہ یہ طے شدہ بات ہے کہ عقیدہ کے لئے استدلال نہیں بلکہ قطعی اور بغیر کسی دوسرے احتمال کے دلیل ہو اور جتنے بھی دلائل پیش کرتے ہیں اور ان سے استدلال کرتے ہیں وہ صحیح نہیں ہوتے بلکہ اصل مراد اور ہوتی ہے۔

## عقیدہ حاضر ناظر کے متعلق بریلوی حضرات سے چند سوالات

سوال نمبر۱...... صحابی کی تعریف یہ ہے کہ جو ایمان کی حالت میں اللہ کے رسول ﷺ کی زیارت کرے یا اللہ کے رسول کے سامنے ہو اور اللہ کا رسول اس کو دیکھے اور ایمان کی حالت میں ہی اس کی موت آئی ہو۔ اس تعریف کے مطابق آپ ﷺ حاضر و ناظر ہیں تو آپ ﷺ ہر امتی کو دیکھ رہے ہیں۔ کیا آپ ﷺ کے دیکھنے سے ہر امتی صحابی بن گیا یا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو اپنے ایمان کی تجدید کرانا فرض ہے۔ اگر جواب نفی میں ہے تو حاضر ناظر کا عقیدہ چھوڑ دیا صحابی کی تعریف کرو، جو بہتر ہو۔

سوال نمبر۲...... اگر آپ ﷺ حاضر ناظر تھے تو آپ ﷺ نے ہجرت کیوں کی؟

سوال نمبر۳...... اگر آپ ﷺ حاضر ناظر تھے۔ ہر جگہ تو مقیم ہوئے اور مقیم کے لئے قصر نماز جائز نہیں۔ آپ ﷺ نے سفر میں قصر نماز کیوں کی ہے؟

سوال نمبر۴...... غزوہ کی تعریف یہ ہے کہ جس میں آپ ﷺ بذات خود جہاد کے لئے تشریف لے گئے ہوں اور سریہ کی تعریف یہ ہے کہ آپ ﷺ جہاد کے لئے خود نہ تشریف لے گئے ہوں بلکہ ایک جماعت کو بھیج دیا ہو۔ اگر آپ ﷺ حاضر ناظر تھے تو غزوہ اور سریہ کی تعریف علیحدہ علیحدہ کیوں کی ہے؟

سوال نمبر۵...... آپ ﷺ اگر حاضر و ناظر ہیں تو آپ ﷺ کی زندگی مکی اور مدنی دنیاوی اور اخروی علیحدہ علیحدہ کیوں شمار ہوتی ہے؟

سوال نمبر۶...... اگر آپ ﷺ حاضر ناظر تھے تو کب سے دنیاوی پیدائش سے پہلے یا بعد

میں؟ اگر پہلے سے ہیں تو یہ دنیاوی پیدائش اور آپ ﷺ کا خاندان، حسب، نسب اس کے بارے میں کیا کہو گے؟ یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ اگر دنیاوی پیدائش کے بعد حاضر تھے تو آپ ﷺ نے کئی دفعہ صحابہ کرامؓ کو تعلیم کے لئے بھیجا ہے اور مشرکین کافروں نے دھوکہ دے کر انہیں شہید کر دیا ہے۔ کیا یہ سب کچھ آپ ﷺ نے جان بوجھ کر کروایا ہے؟ فماھو جوابکم

سوال نمبر ۷...... اگر آپ ﷺ ہر وقت، ہر جگہ حاضر ناظر تھے تو آپ ﷺ نے ازواج مطہرات کی باری کیوں مقرر فرمائی تھی؟

سوال نمبر ۸...... اگر آپ ﷺ حاضر ناظر ہیں۔ ہر وقت، ہر جگہ تو "یا یھا الذین امنو لا ترفعوا، اصواتکم فوق صوت النبی (حجرات)" ﴿اے ایمان والو! اپنی آواز کو نبی کی آواز سے بلند نہ کرو۔﴾ اس آیت کا حکم باقی ہے یا نہیں؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر سارا دن شور وغل کرنا اپنے اعمال ضائع کرنے والی بات ہے اور حکم نہ ماننا کفر کے مترادف ہے۔ اس کی روک ٹوک کیوں نہیں؟ اگر جواب نفی میں ہے تو دلیل پیش کریں کہ کس دلیل سے اس آیت کا حکم منسوخ ہے؟

سوال نمبر ۹...... اگر تمہارا عقیدہ حاضر ناظر کا ہے تو پھر شک سے یہ الفاظ کیوں کہتے ہو کہ سنا ہے آپ ﷺ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں۔ اگر حاضر ناظر ہیں تو تشریف کہاں سے لاتے ہیں۔ یہ عقیدہ ہے یا عوام الناس سے مذاق اور دھوکہ ہے؟

سوال نمبر ۱۰...... اگر آپ ﷺ ہر جگہ موجود ہیں تو تم مدینہ شریف کیوں جاتے ہو؟ جو کچھ وہاں ملے گا وہ سب کچھ ہر جگہ ہر وقت موجود ہے۔ کیا کرنے جاتے ہو؟

## عقیدہ علم غیب ...... تیسرا اختلاف

### علماء دیوبند کا عقیدہ

اللہ تعالیٰ ہر شئی کا حقیقی خالق و مالک ہے۔ لہٰذا ہر وقت، ہر جگہ سے ہر شئی کا ہر حال اللہ تعالیٰ ہی جاننے والا ہے۔ کسی چیز کا کوئی حصہ اور کوئی ذرہ اس کے علم محیط سے باہر اور چھپا ہوا نہیں۔ پس علم غیب کلی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہی صفت خاص ہے۔ اسی وجہ سے صرف اللہ تعالیٰ کو ہی عالم الغیب کہنا صحیح ہے۔ یعنی جو چیز مخلوق کی آنکھوں کے سامنے ہے یا غیب ہے۔ خشک ہے یا تر، چھوٹی ہے یا بڑی، سب کی سب اللہ کے علم ازلی محیط سے خارج نہیں۔ پس علم غیب حق تعالیٰ کا علم ذاتی ہے۔ غیر متناہی ہے۔ جس کی نہ کوئی ابتداء ہے اور نہ انتہاء ہے۔ اس کے علم کے سامنے تمام

مخلوقات کے علوم غیب جن کی اللہ نے ان کو خبر دی ہے، ایک قطرہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتے۔

"جمیع علم ماکان وما یکون" صرف اس کی ذات کی صفت ہے۔ اس صفت میں کسی کو شریک کرنا صریح شرک اور کفر ہے اور اللہ تعالیٰ نے سید الاولین والآخرین، امام الانبیاء والمرسلین کو جو علوم غیبیہ اور فضائل عطاء فرمائے ہیں۔ وہ ہمارے فہم وادراک سے بالاتر ہیں اور ہماری عقل ودانش سے وراء الوراء ہیں۔ آپ ﷺ کے مقابلہ میں دوسری تمام مخلوق انبیاء، اولیاء، ملائکہ، جن وبشر کے علوم غیبیہ اور فضائل کی حیثیت ایسے ہے جیسے سمندر کے سامنے ایک قطرہ کی اور سورج کے سامنے چراغ کی اور چودھویں کے چاند کے سامنے ستاروں کی حیثیت ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کے خصائص اور انعامات میں آپ ﷺ کا کوئی شریک نہیں۔ بلا مبالغہ بطور حقیقت کے یہ کہتے ہیں......

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

قبر، حشر، نشر، قیامت، دوزخ، جنت، پل صراط وغیرہ کی ہزاروں خبریں آپ ﷺ کے معجزات میں شامل ہیں۔ ان صحیح واقعات اور غیب کی خبروں کا منکر ملحد زندیق، دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

لیکن چونکہ آپ ﷺ کسی شئی کے حقیقی خالق ومالک نہیں لہٰذا ہر وقت، ہر جگہ سے، ہر شئی کے، ہر حال کو جاننے کی ضرورت بھی نہیں اور جانتے بھی نہیں۔ نہ ہی اللہ تعالیٰ نے "جمیع ماکان وما یکون" کا علم آپ ﷺ کو عطا فرمایا تھا اور نہ ہی آپ ﷺ عالم الغیب ہیں۔ نہ آپ ﷺ کو عالم الغیب کہنا صحیح۔ کیونکہ عالم الغیب اس کو کہتے ہیں جس کا علم ذاتی ہو اور وہ صرف اللہ پاک ہے اور کوئی نہیں اور نہ ہی آپ ﷺ کا علم ازلی محیط ہے کہ کسی شئی کا کوئی حصہ اور ذرہ باہر نہ ہو۔ آپ ﷺ کے علم کی ابتداء بھی ہے۔ انتہاء بھی ہے لیکن اس ابتداء اور انتہاء کو خدا کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اور جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ آپ ﷺ کو "جمیع ماکان ومایکون" کا علم ہے اور ہر ہر ذرے کا آپ ﷺ کو علم ہے۔ آپ ﷺ اسی طرح عالم الغیب ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ ہے۔ صرف ذاتی اور عطائی کا فرق ہے۔ باقی کوئی علم غیب میں فرق نہیں۔ یہ شخص بے دین ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے سے انسان اسلام وایمان سے خارج ہو کر داخل فی الکفر ہو جاتا ہے۔ قرآن و حدیث جیسی نصوص قطعیہ کا منکر ہے۔ جس سے توبہ کرنا ضروری ہے۔

(اقتباس فتاویٰ محمودیہ ج اص ۱۷۴، فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۳۶)

## بریلوی حضرات کا عقیدہ

جس طرح اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ عالم الغیب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا علم غیب ذاتی ہے اور آپ ﷺ کا علم غیب عطائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اولین اور آخرین اور علم "ماکان و ما یکون و علم مافی السموات و ما فی الارض" عطاء فرمایا ہے۔ کوئی ذرہ، کوئی شے کسی وقت، کسی جگہ آپ ﷺ سے پوشیدہ نہیں۔ اگلا پچھلا سب آپ ﷺ کو عطاء فرما دیا ہے اور جو شخص "جمیع علم ماکان و مایکون" کا آپ ﷺ کے لئے نہ مانے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے، کافر ہے۔ (نجم الرحمٰن ص ۴ تا ۷، خالص الاعتقاد ص ۲۷)

## بریلوی حضرات کا عقیدہ ان کی عبارات سے

۱...... اعتقاد ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ جل شانہ نے اپنے فضل و کرم سے اولین و آخرین...... "وعلم ماکان و مایکون و علم مافی السموات و مافی الارض" عطا فرمایا ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والا مومن ہے اور جو شخص یہ اعتقاد نہ رکھتا ہو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (نجم الرحمٰن ص ۵۷ مولوی سلطان محمود میانوالی)

۲...... آنحضرت ﷺ کے واسطے صفت علم غیب باتفاق اہل حق بنص قطعی قرآن سے ثابت ہے اور منکر منصوص مکذب نص قرآن کافر ہے۔ (علم حبیب ص ۱ مولوی محمد عظیم گوجرانوالہ)

۳...... اے امت مصطفیٰ ﷺ کسی دیوبندی، وہابی کی اقتداء میں اپنے ایمان کو نہ کھو بیٹھنا۔ یہ عقیدہ نہ بنالینا کہ آپ ﷺ کو علم غیب "ماکان و مایکون" یعنی اگلا پچھلا نہیں ورنہ یاد رکھو کملی والے کا دامن ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ جو پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ آپ ﷺ کی سفارش سے محروم رہو گے اور وہ تو اس عقیدے پر اپنے اعمال بھی ضائع کر چکے۔ آپ ﷺ نے منبر پر چڑھ کر علی الاعلان "ماکان و مایکون" کا علم غیب صحابہؓ کو سکھا دیا (کہ مجھے علم غیب دیا گیا ہے۔) اور تم سرے سے آپ ﷺ کی ذات عالیہ کو اس سے بے خبر کہہ دو۔ (مقیاس حنفیت ص ۲۶۵ مولوی محمد عمر صاحب)

۴...... مسلمان ہو کر تم یہ بات کہنے سے کہ محمد غیب کیا جانیں، کافر ہو گئے۔

(حاشیہ نصرۃ الحق ص ۳۹ مولوی امام دین سیالکوٹ)

۵...... اللہ عزوجل یہ حکم لگا رہا ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی غیب دانی سے منکر ہو وہ کافر ہے۔ (خالص الاعتقاد ص ۲۷ اعلیٰ حضرت)

۶...... مگر مغیبات کا مطلق علم تفصیلی بعطائے الٰہی ضرور تمام انبیاء کرام کے لئے ثابت ہے۔

انبیاء سے اس کی نفی سے مطلقاً ان کی نبوت ہی سے منکر ہونا ہے۔

(احکام شریعت حصہ سوم ص ۱۶۵ اعلیٰ حضرت)

۷...... ہمارے حضور ﷺ صاحب قرآن کو اللہ تعالیٰ نے تمام موجودات جملہ "ماکان وما یکون الی یوم القیامة جمیع" مندرجات لوح محفوظ کا علم دیا اور شرق وغرب، وسماء والارض وعرش وفرش میں کوئی ذرہ حضور ﷺ کے علم سے باہر نہ رہا۔ (مجموعہ رسائل حصہ اول ص ۱۲۹)

۸...... اللہ عزوجل نے انبیاء کرام کو اپنے غیوب پر اطلاع دی ہے۔ زمین وآسمان کا ہر ذرہ ہر نبی کے پیش نظر ہے۔ (بہار شریعت حصہ اول ص ۱۴)

۹...... منکرین کو صدمہ ہے کہ محمد رسول ﷺ کے لئے روز اول سے قیامت تک کے تمام "ماکان ومایکون" کا علم تفصیلی مانا جاتا ہے لیکن بحمد اللہ تعالیٰ وہ "جمیع علم ماکان وما یکون" علوم محمد رسول اللہ ﷺ کے عظیم سمندروں سے ایک نہر بلکہ بے پایاں موجوں سے ایک لہر قرار پاتا ہے۔ (مجموعہ رسائل حصہ اول ص ۱۴۹)

۱۰...... اللہ پاک نے نبی ﷺ کو اپنے دست قدرت سے علوم کلی عطاء کر کے سینہ بھرپور کر دیا۔

(مقیاس حنفیت ص ۳۳۳)

۱۱...... آپ ﷺ سب اگلوں، پچھلوں کا علم جانتے ہیں اور تمام گذشتہ اور آئندہ سے آگاہ ہیں۔ (الدولۃ المکیہ ص ۲۴۷)

۱۲...... نبی ﷺ تمام اشیاء کو جانتے ہیں۔ اللہ کے کام، احکام، صفات اور اسماء اور افعال اور آثار تمام علوم ظاہر و باطن، اول وآخر کا احاطہ فرمالیا۔ (الدولۃ المکیہ ص ۲۶۹)

۱۳...... نبی ﷺ کو غیب کلی کا علم حاصل تھا۔ ورنہ (حدیث) سلونی، (مجھ سے سوال کرو) کا اعلان عام نہ فرماتے بلکہ آپ ﷺ علوم خمسہ کو اپنے اعلان میں مستثنیٰ فرمادیتے۔ جب آپ ﷺ نے علوم خمسہ کو مستثنیٰ نہیں فرمایا تو دوسرا کون ہے جو آپ ﷺ کے اعلان سے علوم خمسہ کو ممتاز کرے اور شارع کے عموم کی تخصیص کرے اور صحابہ کرامؓ کے علوم خمسہ کے بارے میں ایک ہی سوال سے آپ ﷺ کو جواب کا معاذ اللہ جھوٹا سمجھے اور آپ ﷺ کے علم مافی الارحام کا انکار کرے تو یہ انکار رسالت ہے......تو یہ (حدیث) سلونی آپ ﷺ کا فرمان غیب کلی کے علم کی زبردست دلیل ہے لیکن عطائی نہ کہ ذاتی۔ (مقیاس حنفیت ص ۳۳۳)

۱۴...... جن اشیاء کو ہم عالم غیب میں تصور کرتے ہیں۔ وہ خدا کے حبیب ﷺ اللہ کے فضل و کرم سے جانتے ہیں اور ان کی نگاہ دوربین سے ہرگز ہرگز مخفی نہیں، او جھل نہیں۔ حضور ﷺ اللہ کے

فضل وکرم سے غیب جانتے ہیں۔ (سید المرسلین ص ۴۵)

۱۵...... حضور ﷺ کو قیامت کا علم بھی ملا کہ کب ہوگی۔ (جاء الحق ص ۴۳)

## عبارات کا خلاصہ

عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کا اول سے آخر تک حتیٰ کہ قیامت کا علم بھی، آپ ﷺ کو عطاء فرمادیا ہے۔" جمیع ماکان وما یکون "علم غیب کلی طور پر عطاء فرمادیا گیا ہے جو نہ مانے (۱) کافر ہے۔ (۲) مؤمن نہیں۔ (۳) دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (۴) منکر نصوص مکذب قرآن ہے۔ (۵) آپ ﷺ کی سفارش سے محروم رہے گا۔ (۶) اس کے سارے اعمال ضائع ہوگئے۔ (۷) انکار رسالت کرنے والا ہے۔ (۸) منکر نبوت ہے۔

## بریلوی حضرات کے عقیدۂ علم غیب میں تضادات

| | |
|---|---|
| (۱) اعتقاد ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ جل شانہ نے اپنے فضل وکرم سے اولین و آخرین وعلم ماکان وما یکون وعلم مافی السموات وما فی الارض، عطاء فرمایا ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا مومن ہے اور جو شخص یہ اعتقاد نہ رکھتا ہو، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (نجم الرحمٰن ص ۷۵) | (۱) اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں ہم نہ علم الٰہی سے مساوات مانیں نہ غیر کے لئے علم بالذات جانیں اور عطاء الٰہی سے بھی بعض علم ہی ملنا مانتے ہیں نہ کہ جمیع۔ (خالص الاعتقاد ص ۲۳) (چونکہ علم غیب کلی کا اعتراف نہیں کیا لہٰذا فتویٰ انہی پر لگے گا۔) |
| (۲) آنحضرت ﷺ کے واسطے صفت علم غیب باتفاق اہل حق بنص قطعی قرآن سے ثابت ہے اور منکر نصوص مکذب نص قرآن کافر ہے۔ (علم حبیب ص ۱) (علم غیب حضور ﷺ کی صفت ہے جو نہ مانے کافر ہے۔) | (۲) علم غیب اللہ کے ساتھ خاص ہے اور انبیاء کرام اور اولیاء کرام کو غیب کا علم اللہ کی تعلیم بطریق معجزہ وکرامت عطاء ہوتا ہے۔ (کنز الایمان ص ۶۰۱ حاشیہ نمبر ۶۸) (علم غیب اللہ کے ساتھ خاص ہے اور جو چیز کسی کے ساتھ خاص ہو وہ دوسرے میں نہیں پائی جاتی لہٰذا علم غیب حضور ﷺ کی صفت نہ ہوئی۔ فتویٰ انہی پر لگے گا۔) |

(۳) اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو اپنے دست قدرت سے علوم کلی عطاء فرمائے لیکن منکرین پھر بھی آپ ﷺ کے علم کلی کا عقیدہ رکھنے والے کو فتویٰ شرک لگا کر نبی ﷺ کے علم کلی کی تنقیص کرتے ہیں تو اس کو میں یہی کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے محبوب پر ایمان لانے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (مقیاس حنفیت ص ۳۷۵) (یعنی وہ کافر ہے اللہ تعالیٰ اسے ایمان کی توفیق دے۔)

(۳) یہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ باعلام اللہ بعض علوم غیبیہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں، ان پر اطلاع رکھتے ہیں۔ نہ آپ ﷺ عالم بالذات ہیں۔ نہ ہی آپ ﷺ کا علم جمیع علوم غیبیہ کو محیط ہے۔ پس یہ حق اور ثابت ہے۔ ہم پر یہ بہتان ہے کہ ہم آپ ﷺ کے عالم بالذات اور محیط کلی مانتے ہیں۔ (تنویر الخواطر ص ۹۸) (یعنی علم کلی محیط ہمارا عقیدہ نہیں لہٰذا فتویٰ انہی پر لگے گا۔)

(۴) اے امت مصطفیٰ ﷺ کسی دیوبندی، وہابی کی اقتداء میں اپنے ایمان کو نہ کھو بیٹھنا۔ یہ عقیدہ نہ بنالینا کہ آپ ﷺ کو علم غیب "ماکان ومایکون "یعنی اگلا پچھلا نہیں ورنہ یاد رکھو کملی والے کا دامن ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ جو پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ آپ ﷺ کی سفارش سے محروم رہو گے اور وہ تو اس عقیدے پر اپنے اعمال بھی ضائع کر چکے ہیں۔

(مقیاس حنفیت ص ۴۶۵)

(جو علم ماکان ومایکون نہیں مانتا اس کی توبہ تک قبول نہیں۔ آپ ﷺ کی سفارش سے محروم، اعمال سارے ضائع)

(۴) پیران پیر ولی کامل پیر مہر علی شاہ صاحبؒ گولڑہ شریف والے فرماتے ہیں، ارے علم رسول بشری یا ملکی را مساوی علم الٰہی دانش وفقط در بالذات وبالواسطہ متمیز انگاشتن بعید است از صواب قال اللہ تعالیٰ " ولا یحیطون بشئی من علمه الا بماشاء"

(اعلاء کلمۃ اللہ ص ۱۴۱)

ارے بھائی رسول اور فرشتہ کے علم کو اللہ کے علم کے برابر جانتا ہے اور صرف یہ فرق کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم بالذات ہے اور فرشتہ اور رسول کا علم بالواسطہ بعطائے الٰہی ہے۔ یہ بات درستگی سے بہت دور ہے اور غلط ہے۔ کیونکہ " جمیع ماکان ومایکون " کے دعویٰ سے اس آیت کے خلاف لازم آئے گا " ولا یحیطون بشئی من علمه الا بما شاء " (قارئین فیصلہ خود کریں کہ کس کی بات کو مانیں اور لگائے گئے فتوے کس پر لگائیں؟)

(۵) مغیبات کا مطلق علم تفصیلی بعطائے الٰہی ضرور تمام انبیاء کے لئے ثابت ہے۔ انبیاء سے اس کی نفی مطلقاً ان کی نبوت سے منکر ہونا ہے۔ (احکام شریعت حصہ سوم ص ۱۶۵)
(جو شخص علم غیب کلی کا انبیاء کرام سے نفی کرتا ہے۔ وہ ان کی نبوت کا انکار کرنے والا ہے لہٰذا کافر سمجھا جائے گا۔)

(۵) زمین و آسمان میں جو بھی موجود ہے، یعنی فرشتے، جنات، انسان، علماء، شہداء، اولیاء، انبیاء یا کوئی اور مخلوق، کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔ یہ شان تو صرف اللہ تعالیٰ کی ہے کہ وہ عالم الغیب ہے۔ اگر کوئی شخص اس زمین آسمان میں کسی کو اللہ تعالیٰ کی اس صفت علم میں شریک کرے گا تو وہ بھی اس طرح مشرک ہوگا اور دائرہ اسلام سے خارج ہوگا جس طرح اس کی دوسری صفات میں کسی کو شریک بنانے والا یا اس کی ذات کی طرح کسی کو واجب الوجود معبود و مسجود ماننے والا مشرک ہوتا ہے۔ (حق کی تلاش ص ۸۷ مولوی نجم مصطفائی) (دونوں ایک دوسرے کے نزدیک کافر ہیں اور کافر کے کسی عقیدے کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا لہٰذا ان سے علیحدگی فرض کے درجہ میں ہے۔)

(۶) علم غیب ایک ایسا پوشیدہ علم ہے جس تک نہ تو انسانی عقل رسائی کر سکتی ہے اور نہ ہی اس کے ظاہری اسباب۔ علم غیب تمام علوم پر غالب ہے۔ (حق کی تلاش ص ۸۹) (معلوم ہوا کہ علم غیب کوئی انسان سرے سے حاصل کر ہی نہیں سکتا۔ کیوں حضرت مولوی نجم مصطفائی کے نزدیک اس تک انسانی عقل رسائی کر ہی نہیں سکتی اور نہ ہی کوئی ظاہری اسباب ایسے ہیں کہ انسان ان سے علم غیب حاصل کر سکے۔)

(۶) انبیاء کرام کو جو علم غیب عطاء کیا گیا اس کا احاطہ کرنا کسی انسان سے ممکن ہی نہیں۔ انبیاء کے علم غیب کا تو کہنا ہی کیا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ انبیاء کے توسط سے اولیاء کرام کو بھی علم غیب حاصل ہو جاتا ہے۔ بلکہ میرا تو ایمان ہے کہ انبیاء کی نظر عنایت سے جانور بھی پوشیدہ خبر جان لیتے ہیں۔ (حق کی تلاش ص ۹۳) (معلوم ہوا کہ جانور بھی علم غیب رکھتے ہیں۔ قارئین جہالت کی اس سے بدترین مثال کیا ہوگی کہ پہلے کہا کہ علم غیب پر انسانی عقل نہیں پہنچ سکتی پھر کہا کہ جانوروں کو بھی علم غیب ہے۔)

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

| | |
|---|---|
| (۷) عالم الغیب ہونا اللہ کی صفت ہے اور اس صفت میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔ ہر پوشیدہ اور چھپی ہوئی باتوں کو غیب کہتے ہیں جو اللہ کے سواء کوئی نہیں جانتا۔ (حق کی تلاش ص ۸۷) (عالم الغیب ہونا صرف اللہ کی صفت ہے۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا پوشیدہ باتیں) | (۷) آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ آج اس سرزمین پر کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو ان حقائق کے باوجود حضور اکرم ﷺ کے علوم غیبیہ کا کھلم کھلا انکار کرتے ہیں۔ ان کا یہ کہنا ہے کہ علم غیب صرف اللہ کو ہے۔ اس کے سواء دوسرا کوئی غیب نہیں جانتا۔ (حق کی تلاش ص ۱۱۱) (پہلے یہ کہا کہ علم غیب صرف اللہ کی صفت ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں جانتا پھر کہا کہ آپ کو حیرت ہو گی کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کا یہ کہنا ہے کہ علم غیب صرف اللہ کو ہے۔ اس کے سواء دوسرا کوئی غیب نہیں جانتا۔ بریلوی حضرات کے عقائد اور ان کے علماء بارے میں صرف یہی کہا جاسکتا ہے) |

ٹھوکریں مت کھایئے، چلئے سنبھل کر دیکھ کر
چال سب چلتے ہیں لیکن بندہ پرور دیکھ کر

| | |
|---|---|
| (۸) نبی ﷺ کو غیب کلی کا علم حاصل تھا۔ ورنہ سلونی کا اعلان عام نہ فرماتے بلکہ آپ ﷺ علوم خمسہ کو اپنے اعلان سے مستثنیٰ فرما دیتے۔ جب آپ ﷺ نے پانچوں کو مستثنیٰ نہیں فرمایا تو دوسرا کون ہے جسے جو آپ کے اعلان سے علوم خمسہ کو ممتاز کرے اور شارع کے عموم کی تخصیص کرے اور صحابہ کے علوم خمسہ کے ایک ہی سوال سے آپ ﷺ کے جواب کو معاذ اللہ جھوٹا سمجھے اور آپ ﷺ کے علم ما فی الارحام کا انکار کرے | (۸) پاک نبی ﷺ نے فرمایا کہ پانچ چیزیں ہیں انہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اللہ عزوجل نے فرمایا کہ تم فرما دو کہ آسمان اور زمین میں کوئی غیب نہیں جانتا سوائے اللہ کے تو نبی ﷺ نے خاص پانچ چیزوں کا فرمایا اور اللہ عزوجل نے عام حکم فرمایا اور ہم سب پر ایمان لائے۔ اس لئے کے خاص، عام کی نفی نہیں کرتا تو ان پانچ کو کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے اور اس کے سواء اور غیب جو شرف اور لطافت میں |

| | |
|---|---|
| تو یہ انکار رسالت ہے۔<br>(مقیاس حنفیت ص ۳۳۳)<br>(یعنی جو آپ ﷺ سے علوم خمسہ کی نفی کرے اور آپ ﷺ کے علم مافی الارحام کا انکار کرے تو انکار رسالت کی وجہ سے کافر ہے۔) | غیب ہیں انہیں کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔ (اعلیٰ حضرت الدولۃ المکیہ ص ۳۲۵) (اعلیٰ حضرت نے علوم خمسہ کی نفی کو آپ ﷺ کی طرف منسوب کر کے پھر کہا کہ ہم سب ایمان لائے گویا مولوی عمر کے فتوے کو اعلیٰ حضرت نے آپ ﷺ کی طرف اور اپنی طرف منسوب کیا ہے کہ ہم ایمان لائے کہ آپ ﷺ کو علوم خمسہ نہیں ہے۔ حاشا اللہ، معاذ اللہ، فتوے کا رخ آپ ﷺ کی طرف بھی ہے۔) |

لائے گا تاب سماعت کس کا دل، کس کا جگر
داستان ہے دردوغم داستان عندلیب
یہ مدعی اسلام تو ہیں، ساتھی ہیں مگر بیگانوں کے
تقویٰ کی وہ بو ہی ان میں نہیں وہ رنگ نہیں ایمانوں میں

| | |
|---|---|
| (۹) حضرت محمد ﷺ کو اللہ جل شانہ نے اولین وآخرین ''وعلم ماکان ومایکون وعلم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض '' عطاء فرمایا ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا مؤمن ہے۔ جو یہ عقیدہ نہ رکھے، دائرہ اسلام سے خارج ہے۔<br>(نجم الرحمٰن ص ۷۵) | (۹) اگر تمام اولین وآخرین کا علم جمع کیا جائے تو اس علم کو علم الٰہی سے وہ نسبت ہر گز نہیں ہوسکتی جو ایک قطرہ کے کروڑویں حصہ کو کروڑوں سمندروں سے ہے۔<br>(فتاویٰ مہریہ ص ۶، مکتوبات طیبات ص ۱۸۵) |
| (۱۰) وہ جمیع علم '' ماکان ومایکون '' علوم محمد ﷺ کے عظیم سمندروں سے ایک نہر بلکہ بے پایاں موجوں سے ایک لہر قرار پاتا ہے۔<br>(مجموعہ رسائل حصہ اول ص ۱۴۹) | (۱۰) لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے یہ بہتان تراش مارا کہ بریلوی حضرات انبیاء کرام ہر وقت عالم '' ماکان ومایکون '' مانتے ہیں۔ حاشاء اللہ، اہل سنت کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں ہے۔<br>(تنویر الخواطر ص ۲۱) |

فائدہ...... عقائد کا ایک اصول ہے کہ جو قرآن وحدیث سے ثابت ہیں ان میں کائنات کے اندر کہیں کوئی اختلاف نہ ہوگا۔ ہاں جو اجتہادی مسائل ہیں۔ ان میں اختلاف ہوسکتا ہے۔ کیونکہ ہر

ایک نے اپنے اصول کے مطابق اجتہاد کرنا ہے۔علماء اہل سنت والجماعت حضرات دیوبند کے کسی عقیدے میں کہیں کوئی اختلاف نہیں۔

(۱) فریق مخالف کو چیلنج ہے کہ کسی ایک عقیدے میں امانت داری کے ساتھ بغیر عبارت تقطیع کئے کہیں کوئی اختلاف دکھادیں۔قیامت تک ان کو انشاءاللہ کوئی اختلاف نہیں ملے گا۔کیونکہ یہ عقائد قرآن وحدیث کے عین مطابق ہیں۔جس نے قرآن وحدیث سے عقیدہ بنانا ہے۔اس میں کوئی اختلاف نہیں ہوگا۔ہاں جس نے عقیدہ خود اختراع کرنا ہے اور اپنی عقل کو عقل کل سمجھ کر قرآن و حدیث کو اپنی عقل اور اپنے عقائد کے مطابق کرنے کی کوشش کرنی ہے تو ان میں ایسے ہی تضاد اور تصادم ہوگا جیسے آپ نے ان کی عبارات میں دیکھ لیا ہے۔

(۲) دوسرا فریق مخالف کو ہم چیلنج کرتے ہیں کہ جس طرح حضرات علماء دیوبند کے عقائد کتابی شکل میں موجود ہیں۔مثلاً المھند علی المفند ہے۔جس پر کئی سارے اکابرین امت کے دستخط موجود ہیں۔اسی طرح تم بھی اپنے عقائد کی کوئی کتاب لاؤ۔جس میں صرف عقائد موجود ہوں اور اس پر تمہارے علماء کے دستخط ہوں۔تصدیقات ہوں،پیش کریں اور اس میں ایسے عقائد ہوں کہ پھر ان عقائد کے خلاف تمہارے مسلک کے افراد میں سے کسی فرد کی کتاب میں اس کے خلاف کوئی بات موجود نہ ہو۔ایسی کتاب ہے تو پیش کریں۔اگر آپ حضرات نہیں پیش کر سکتے تو آج کے اس پرفتن دور میں آپ کے عقائد کے باطل اور فاسد ہونے کی عمدہ مثال ہوگی۔

(۳) اسی طرح دوسرے باطل فرق جتنے بھی ہیں۔ان سب سے ہمارا مطالبہ ہے کہ اپنے عقائد کی کتاب جس میں تمہارے بڑے اکابرین کی تصدیقات موجود ہوں،وہ پیش کریں۔اگر نہیں تو پھر اپنے عقائد باطلہ پر سنجیدگی سے غور کریں۔شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات۔اس چیلنج کو پڑھنے کے بعد اکثر کا یہ جواب ہوگا کہ ہمارا عقیدہ قرآن وحدیث میں ہے۔کتاب کوئی ضروری نہیں۔تو اس کا ہم یہ جواب دیں گے کہ آپ کا عقیدہ قرآن وحدیث میں نہیں۔آپ قرآن وحدیث کا سہارا لیتے ہو غلط تاویلات اور باطل استدلال کر کے،جو قابل قبول نہیں ہوگا۔کیونکہ جو تفسیر اور تشریح آپ نے قرآن وحدیث سے کرنی ہے وہ چودہ صدیوں میں کسی نے نہیں کی ہوگی۔نہ آپ کے پاس اس تفسیر کا کوئی حوالہ ہوگا۔حالانکہ عقائد کے لئے واضح الفاظ سے قطعی دلائل اور متواتر حدیث چاہییں جو کہ ان باطل فرقوں میں سے کسی کے پاس نہیں ہوگی۔

زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو

## علم غیب کی تعریف

غیب نام اس چیز کا جو حواس ظاہرہ اور حواس باطنہ کے ادراک اور علم بدیہی اور استدلال سے غائب ہو۔ اس تعریف کے لحاظ سے علم غیب صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہوگا اور علم غیب کی کوئی قسم عطائی وغیرہ نہیں بنے گی اور جو علم عطائی ہوگا اس کو علم غیب کہہ ہی نہیں سکتے۔ جیسے خود فریق مخالف کے مفتی اعلیٰ مولوی احمد یار گجراتی کہتے ہیں کہ جو علم عطائی ہو وہ غیب کہا ہی نہیں جاتا۔ غیب صرف ذاتی کو کہتے ہیں۔ اب کوئی اشکال ہی نہ رہا۔ (جاء الحق ص ۱۰۴)

## غیب کی خبر علم غیب نہیں

کسی کے غیب کی چیز بتلانے سے تمام غیب چیزوں کا پردہ ختم نہیں ہو جاتا کہ ایک غیب چیز پوشیدہ بتادی تو باقی سب پوشیدہ چیزوں کا علم ہو جائے اور وہ سب چیزیں ایسے ہو جائیں جیسے آنکھوں سے مشاہدہ اور معائنہ کر رہا ہو اور اسے یوں کہا جائے کہ علم غیب کلی حاصل ہو گیا ہے اور یہ عالم الغیب ہو گیا ہے اور نہ ہی اس کے بارے میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ مجھے علم غیب حاصل ہو چکا ہے۔ بلکہ یہ کہیں گے مجھے اس غیب کی خبر ملی ہے۔ کیونکہ غیب کی چیز کو خود جاننا (جو تعریف کی ہے اس کے مطابق یہ) علم غیب ہے۔ نہ کہ کسی کے بتانے سے۔ ہاں کسی کے بتانے پر جاننا یہ خبر غیب ہے۔ اطلاع غیب ہے۔ اظہار غیب ہے۔ نہ کہ علم غیب۔

اب جتنی غیب کی باتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب خاتم النبیین ﷺ کو بتائی ہیں وہ سب کی سب غیب کی خبریں ہیں۔ اطلاع غیب، اظہار غیب اور انباء غیب رہا نہ کہ علم غیب ہوا کہ آپ ﷺ کو عالم الغیب کہا جائے اور جتنی غیب کی خبریں آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو بتائی ہیں وہ بھی غیب کی خبریں رہیں نہ کہ علم غیب۔ یہی مراد ہے اس آیت سے: ''ذالك من انباء الغيب نوحيها اليك (آل عمران:٤٤)'' ﴿کہ یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تیری طرف وحی کرتے ہیں۔﴾

اسی بات کو ''حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ'' نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ ''وليس ذالك علما بالغيب، انماذالك الذى يكون من ذاته والا فالانبياء والا ولياء يعلمون لا محالة بعض مايغيب عن العامة (تفهيمات الهيه ج١ ص٢٤٥)'' یعنی جو علم اس کے سینے میں القاء ہو جائے وہ علم غیب نہیں کیونکہ علم غیب وہ ہے جو از خود جانتا ہو (کسی دوسرے کے بتلانے، القاء ہونے سے نہ ہو) ورنہ انبیاء اور اولیاء یقیناً ایسی بہت سی باتیں جانتے ہیں جو عام لوگوں کی رسائی میں نہیں۔

## عطائی علم کو علم غیب کہنا پرلے درجہ کی جہالت وحماقت ہے

قرآن وحدیث میں یہ بات صراحت کے ساتھ آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں کو بہت ساری غیب کی چیزوں کی اطلاع دی ہے۔ یہ سوال کہ کتنی چیزوں کی اطلاع دی ہے۔اس کے بارے میں صرف یہ کہیں گے کہ وہ عقل سے ماوراء ہے۔ انسانی عقل کے اعداد وشمار میں نہیں آسکتیں۔تو امام الانبیاء خاتم المرسلین کو بھی اللہ تعالیٰ نے اتنا کچھ غیب کی خبروں کا عطاء فرمایا ہے کہ پوری کائنات کی غیب کی خبروں کو اگر جمع کیا جائے تو وہ آپ ﷺ کے اطلاع غیب کے مقابلہ میں ایسے ہیں جیسے سمندروں کے سامنے ایک قطرہ۔

آپ ﷺ کی غیب کی خبروں سے انکار قرآن وحدیث کا انکار ہوگا۔لیکن کہیں گے یہی کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے عطاء فرمایا ہے وہ سب اطلاع علی الغیب ہے، اظہار غیب ہے، انباء غیب ہے اور اسی کو کہیں گے کہ یہ عطائی علم ہے۔تو عطائی علم، علم غیب نہیں ہوسکتا۔ جب ایک چیز کی اطلاع ملی ہے وہ غیب کیسے ہوسکتا ہے؟ یا کئی غیب کی چیزوں کی خبر دینے سے باقی سب غیب پر اطلاع کیسے ہوسکتی ہے کہ یوں کہا جائے کہ کلی غیب کی خبریں حاصل ہوگئی ہیں بلکہ اربوں، کھربوں لاتعداد غیب کی چیزیں ایسی بھی ہیں جن کی خبر اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں دی۔ تو جب اطلاع علی الغیب اور عطائی علم میں کوئی فرق نہیں۔ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور علم غیب اور عطائی علم میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔تو اب یہ کہنا کہ عطائی علم ہی علم غیب ہے اور غیب بھی ایسا کہ غیب کلی ہے، پرلے درجہ کی جہالت وحماقت ہے اور علم سے دوری کی واضح دلیل ہے۔

## علم عطائی سے علم غیب کا عقیدہ سطحی قسم کا مغالطہ ہے

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ علم عطائی کوئی مستقل علم نہیں بلکہ اطلاع علی الغیب کو ہی علم عطائی کہتے ہیں تو علم غیب ذاتی ہوا جو خاصہ خداوندی ہے اور علم عطائی انباء غیب ہوا، غیب کی خبریں ہوئیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے برگزیدہ بندوں کو دی جاتی ہیں۔ علم غیب نہ ہوا۔ کیونکہ علم غیب وہ ہے جو از خود حاصل ہو بغیر کسی سبب کے۔ اب جو شخص یہ کہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ''جمیع ماکان ومایکون'' کا علم آپ ﷺ کو عطاء فرمایا ہے۔کوئی چیز کسی وقت، کسی جگہ پر آپ ﷺ سے پوشیدہ نہیں ہے جیسے اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں۔ فرق صرف ذاتی اور عطائی کی ہے تو اس کے مشرک ہونے میں شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں۔

کیونکہ بریلوی حضرات آپ ﷺ کے لئے غیب کی خبریں یا اظہار غیب، یا اطلاع غیب کو مانتے نہیں، صرف اور صرف علم غیب مانتے ہیں عطائی طور پر اور عطائی علم شرعی لحاظ سے کوئی

مستقل قسم نہیں تو لامحالہ یہ کہنا پڑے گا کہ آپ ﷺ کو بھی علم غیب ذاتی ہے جیسے خداوند کریم کو ہے۔ یہ بات عین شرک ہے۔ اس شرک سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ یہ کہہ دیا جائے علم عطائی سے علم غیب کا عقیدہ ثابت نہیں ہوتا۔ جو علم عطائی سے علم غیب کا عقیدہ ثابت کرے وہ لوگوں کو شرک کے دروازہ کی طرف دھکیل رہے ہیں۔ جو ظلم عظیم ہے لہٰذا ان سے علیحدگی ضروری ہے۔ اب جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔

قارئین کرام! کئی دفعہ اس بات کو ہم نے بطور عقیدہ ذکر کر دیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو آپ ﷺ کو اخبارِ غیب، اطلاع غیب، اظہار غیب عطاء فرمایا ہے وہ اپنی مخلوق میں سے اتنا کسی کو عطاء نہیں فرمایا نہ کسی مقرب فرشتے کو نہ کسی نبی مرسل کو اس انباء غیب والی صفت میں آپ ﷺ کا پوری کائنات میں، مخلوق میں سے کوئی ہمسر، برابر، مماثل نہیں۔ لیکن یہ سب کچھ عطاء کرنا انبائے غیب اور اطلاع میں داخل ہوگا۔ اس کو علم غیب نہیں کہیں گے۔ آپ ﷺ کو عالم الغیب نہیں کہیں گے بلکہ عالم الغیب، علم غیب اور ہر ایک کے ظاہر و باطن سے واقف ہونا اور علیم بذات الصدور صرف اور صرف اللہ کی صفت خاص ہے اور اس صفت میں اللہ کا کوئی شریک نہیں۔

یہ صفت محبوب خدا ﷺ کو حاصل نہ تھی۔ کیونکہ آنے والا قرآن وحدیث کے دلائل سے خوب معلوم ہوگا کہ بہت ساری چیزیں ایسی بھی تھیں اس دنیا میں جن کا علم اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو آخر عمر تک نہیں دیا اور بہت ساری چیزیں ایسی بھی ہیں جو آپ ﷺ کی شان کے بالکل مناسب نہیں تھیں۔ ان باتوں کو اس وجہ سے دہرا رہے ہیں کہ کسی کج فہم آدمی کو یہ اشکال نہ ہو جائے کہ اہل سنت والجماعت علماء دیوبند آپ ﷺ کے لئے علم مانتے ہی نہیں۔ ہم آپ ﷺ سے علم غیب کی نفی کرتے ہیں نہ کہ تمام عطاء کردہ علوم کی۔ اب اگر اس وضاحت کے بعد بھی کوئی الزام دے کہ یہ گستاخ ہیں حضور ﷺ کا علم نہیں مانتے اور یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کو کچھ معلوم نہ تھا تو یہ بات بہتان اور الزام تراشی ہوگی جو کہ اولیاء اللہ کی گستاخی کے مترادف ہوگی۔

## انبائے غیب اور اطلاع علی الغیب کی چند احادیث

ا...... حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک ۳۰ کے قریب دجال، کذاب رسالت اور نبوت کا دعویٰ نہ کریں۔ یہاں تک کہ علم اٹھتا جائے گا اور زلزلے بکثرت ظاہر ہوں گے اور زمانہ متقارب ہوگا اور فتنے ظاہر ہوں گے اور قتل کثرت سے ہوں گے اور مال کی کثرت ہوگی۔ یہاں تک کہ زکوٰۃ لینے والا کوئی نہیں ملے گا۔ لوگ ایک دوسرے پر بڑھ چڑھ کر اونچے اونچے مکانات تعمیر کریں گے۔ مصائب پریشانیوں کا

اتنا ہجوم ہوگا کہ لوگ قبر کے پاس جب گذریں گے تو تمنا کریں گے کہ کاش یہ قبر میری ہوتی۔ یہاں تک سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ (بخاری شریف ج ۲ص ۱۰۵۴)

۲...... حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ظہور فتن کے متعلق ارشاد فرمایا کہ: زمانہ بہت جلدی جلدی گزرتا جائے گا۔ (عیش پرستی سائنسی ترقی کی وجہ سے سال مہینہ میں، مہینہ ہفتہ میں اور ہفتہ ایک دن میں ختم ہو جائے گا) اور علم (دین) کم ہو جائے گا۔ لوگ بخل سے کام لیں گے۔ فتنے بہت زیادہ ظاہر ہوں گے اور قتل وغارت کا بازار گرم ہوگا۔ (بخاری شریف ج ۲ص ۱۰۴۶)

(یہ سب چیزیں آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔)

۳...... حضرت حذیفہ بن یمانؓ فرماتے ہیں کہ قیامت تک جو فتنے برپا ہونے والے ہیں، میں ان کو جانتا ہوں۔ اس لئے کہ آپ ﷺ نے مجھے وہ بتادیئے ہیں۔ (مسلم شریف ج ۲ص ۳۹۰)

۴...... حضرت نواس بن سمعانؓ کی طویل حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: دجال شام اور عراق کے درمیان کسی درہ سے نکلے گا۔ دائیں بائیں ہر طرف شر، فساد برپا کرے گا اور چالیس دن تک زمین پر رہے گا۔ پہلا دن ایک سال کا ہوگا۔ جس میں پورے سال کی نمازیں پڑھنی ہوں گی۔ دوسرا دن ایک مہینہ کا اور تیسرا دن ایک ہفتہ کا اور باقی دن عام دنوں کی طرح ہوں گے۔ عجیب وغریب شعبدہ بازیاں دکھاتا پھرے گا۔ مال وزر اس کے پیچھے چلے گا۔ جو اس پر ایمان لائے گا وہ خوشحال رہے گا اور جو اس کی بات نہیں مانے گا وہ مصائب و آلام کا شکار ہوگا۔ ایک آدمی کو وہ قتل کرے گا (پھر اس کو زندہ کرے گا) اسی دوران حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی سفید مینارک کے پاس نازل ہوں گے اور اس وقت انہوں نے دو زعفرانی رنگ کے کپڑے اوڑھے ہوئے ہوں گے۔ یہاں تک کہ دجال لعین کو باب لد کے پاس قتل کردیں گے۔

اس کے بعد یاجوج ماجوج کا خروج اور ان کا زمین پر شر وفساد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مع اپنے ساتھیوں کے طور پہاڑ پر پناہ لینا اور پھر یاجوج ماجوج کی تباہی کا طویل واقعہ بیان کیا گیا۔ (دیکھئے مسلم شریف ج ۲ص ۴۰۱)

۵...... حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ قحط سالی صرف یہ نہیں کہ بارش نہ ہو۔ قحط سالی یہ بھی ہے کہ بارش تو کثرت سے ہو مگر زمین سے کوئی چیز پیدا نہ ہو۔ (مسلم شریف ج ۲ص ۳۹۳) (کثرت سیلاب کی وجہ سے یا بیماری کی وجہ سے جیسے ہم مشاہدہ کر رہے ہیں۔)

۶...... حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قریب ہے کہ دوسری

قومیں (غیر مسلم) تم پر ایسے مجتمع ہو کر حملہ کریں گی جیسے بڑے پیالے اور دستر خوان پر لوگ اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ (جیسے دعوت ولیمہ پر یک دم سارے ٹوٹ پڑتے ہیں۔) ایک سوال کرنے والے نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ کیا اس وقت ہم تھوڑے ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں! تم بہت ہو گے مگر خس و خاشاک تنکوں کی طرح تمہاری کوئی وقعت نہیں ہو گی۔ تمہارا رعب دشمنوں پر نہیں ہو گا اور تمہارے دلوں پر وھن ہو گا۔ سائل نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! وھن کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کی محبت اور موت کا ڈر۔ (ابو داؤد ج ۲ ص ۲۳۴)

۷...... حضرت حذیفہ بن یمانؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: میرے بعد کچھ ایسے حکام پیدا ہوں گے جو میری سیرت اور میری سنت پر نہیں چلیں گے۔ دل ان کے شیطانوں کی طرح ہوں گے۔ مگر شکل و صورت میں انسان ہی ہوں گے۔ (مسلم شریف ج ۲ ص ۱۲۷)

۸...... حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ایسے سال آئیں گے کہ دھوکہ، مکر بہت زیادہ ہو گا۔ جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا سمجھا جائے گا۔ امانت دار لوگوں کو خیانت کرنے والا سمجھا جائے گا اور خیانت کرنے والے امانت دار تصور کئے جائیں گے۔ رذیل، حقیر، گھٹیا قسم اور خود غرض لوگوں کے ہاتھوں میں حکومت ہو گی۔

(ابن ماجہ ص ۳۰۲، مسند احمد ج ۲ ص ۳۲۰)

۹...... حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے قریب لوگ سلام خاص خاص لوگوں کو کریں گے جن سے جان پہچان ہو گی اور تجارت بکثرت ہو گی۔ حتیٰ کہ عورتیں بھی تجارت میں اپنے خاوند کا ہاتھ بٹائیں گی اور قطع رحمی عام ہو گی اور جھوٹی شہادتیں اور حق کو چھپانے کا زور ہو گا۔ (مستدرک حاکم ج ۴ ص ۹۸)

۱۰...... حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا بخدا اس وقت تک قیامت قائم نہ ہو گی۔ جب تک کہ فحش گوئی (گالی گلوچ) عام نہ ہو اور پڑوسی کے حقوق پامال نہ کئے جائیں اور قطع رحمی نہ ہو۔ یہاں تک کہ جس کو امانت دار سمجھا جائے گا، وہی خیانت کرے گا اور خائن کو امین سمجھا جائے گا۔ (مستدرک حاکم ج ۴ ص ۴۹۴)

فائدہ...... ان سب چیزوں کا ہم اپنی آنکھوں سے معائنہ کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی آپ ﷺ نے بہت ساری چیزوں کی خبر دی ہے۔ حتیٰ کہ صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک دن پورا خطبہ دیا منبر پر چڑھ کر جس میں قیامت تک آنے والے حالات بتائے اور کوئی چیز نہ چھوڑی (مسلم شریف ج ۲ ص ۳۹۰)

عبادات ومعاملات، اخلاق وسلطنت، حلال وحرام، جائز وناجائز، سابقہ امتوں کے بے شمار حالات وواقعات اپنے زمانہ کی لاتعداد خبریں، ان گنت فتن قوموں کے عروج وزوال کے اسباب، علامات قیامت، برزخ، حشر، قبر کے حالات، جنت ودوزخ کے حالات، بہت کچھ آپ ﷺ نے صحابہ کو بتایا۔ یہ سب انباء غیب، اظہار غیب، اطلاع غیب ہے۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "تلك من انباء الغيب نوحيها اليك (هود:٤٩)" ﴿یہ سب کچھ غیب کی خبریں ہیں جن کو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔﴾

## عالم الغیب ہونا اور علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کی صفت خاص ہے

علم غیب، علم کلی، علم محیط، علم بسیط یہ سب خاصۂ خداوندی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی میں یہ صفت نہیں۔ اگر ان میں سے کسی علم کا کوئی دعویٰ کرے اپنے لئے یا کسی غیر کے لئے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اسی بات کو اعلیٰ حضرت جناب احمد رضا نے بھی لکھا ہے کہ غیب وہ ہے جو حواس اور عقل سے بدیہی طور پر معلوم نہ ہو سکے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱)...... وہ غیب جس پر کوئی دلیل نہ ہو، یہ علم غیبی ذاتی ہے اور یہی مراد ہے "وعنده مفاتيح الغيب لا يعلمها الاهو" میں اور ان تمام آیات میں جن میں علم غیب کی غیر خدا سے نفی کی گئی ہے۔ اس قسم کا علم غیب جس پر کوئی دلیل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔

(۲)...... غیب کی دوسری قسم وہ ہے جس پر دلیل ہو جیسے صانع عالم اور اس کی صفات اور نبوت اور ان کے متعلقات، احکام شرائع روز آخر اور اس کے احوال بعث، نشر حساب جزاء وغیرہ کا علم جس پر دلیلیں قائم ہیں۔ جو تعلیم الٰہی سے حاصل ہوتا ہے۔ یہاں یہی مراد ہے کہ اس دوسرے قسم کے غیوب جو ایمان سے علاقہ وتعلق رکھتے ہیں۔ ان کا علم ویقین ہر مومن کو حاصل ہے۔ اگر نہ ہو تو آدمی مؤمن نہ ہو سکے اور اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندوں، انبیاء، اولیاء پر جو غیوب کے دروازے کھولتا ہے، وہ اس قسم کا غائب ہے۔ (کنز الایمان ص ۳)

اس آیت کے تحت "الذين يومنون بالغيب" معلوم ہوا کہ جو علم غیر دلیل کے ہو وہ اللہ کی ذات کے ساتھ خاص ہے۔ اس کو علم ذاتی اور علم غیب کہتے ہیں اور جو دلیل کے ساتھ حاصل ہو۔ وہ تعلیم الٰہی سے حاصل ہوگا۔ جس کو علم غیب نہیں کہہ سکیں گے۔ کیونکہ علم غیب خدا کی صفت خاص ہو گئی ہے۔ اس دوسرے علم کو غیب کی خبر وغیرہ کہیں گے تو عالم الغیب بھی صرف اللہ تعالیٰ کو ہی کہیں گے۔ اللہ کے علاوہ کسی کو عالم الغیب کہنا شرک سے خالی نہیں۔

## علم غیب خاصہ خداوندی ہے قرآن پاک کی روشنی میں

آیت نمبرا...... ''قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ (نمل:٦٥) '' ﴿آپ فرما دیجئے کہ آسمان اور زمین میں چھپی چیز کو کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔﴾

آیت نمبر٢...... ''وعندہ مفاتیح الغیب لایعلمھا الاھو (انعام:٥٩) '' ﴿اسی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں، اس غیب کو کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔﴾

مطلب یہ ہے کہ غیب کے خزانے اور ان کی کنجیاں صرف خدا کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ وہی ذات ان میں جس خزانے کو جس وقت اور جس قدر چاہے کسی پر کھول سکتا ہے۔ مخلوق میں سے کسی کو قدرت نہیں۔ اپنے حواس یا عقل وغیرہ آلات وادراک کے ذریعہ سے علوم غیبیہ تک رسائی پا سکے یا جتنی غیب کی چیزیں اس پر منکشف کردی گئی ہیں۔ ان میں از خود اضافہ کرے۔ کیونکہ علوم غیب کی کنجیاں اس کے ہاتھ میں نہیں دی گئیں۔ خواہ لاکھوں کروڑوں جزئیات و واقعات غیبیہ پر کسی بندے کو مطلع کر دیا گیا تاہم غیب کے اصول وکلیات کا علم جن کو مفاتح کہنا چاہئے، حق تعالیٰ نے اپنے ہی لئے مخصوص رکھا ہے۔ (تفسیر عثمانی ص١٧٩)

آیت نمبر٣...... ''وللہ غیب السموات والارض والیہ یرجع الامر کلہ (ھود:١٢٣) '' ﴿آسمانوں اور زمین کا غیب صرف اللہ کے لئے ہے اور اسی کی طرف تمام امور لوٹتے ہیں۔﴾

آیت نمبر٤...... ''عالم الغیب لایعزب عنہ مثقال ذرۃ فی السموات ولا فی الارض ولا اصغر من ذالك ولا اکبر الا فی کتاب مبین (سبا:٦) '' ﴿اس عالم الغیب سے کوئی چیز چھپ نہیں سکتی ذرہ بھر آسمانوں میں نہ ہی زمین میں، نہ کوئی چھوٹی اس سے نہ بڑی مگر واضح کتاب میں موجود ہے۔﴾

فائدہ...... اگر آسمانوں اور زمین کے ذرے ذرے کا علم کسی اور کے لئے ثابت ہو جائے۔ جیسے کہ فریق مخالف حضورﷺ کے لئے ثابت کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق عالم الغیب فرما کر آگے اس کی تشریح کی ہے وہ خلاف واقع ہوتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا کہ میں عالم الغیب ہوں۔ کوئی چیز میرے سامنے چھپی ہوئی نہیں۔ اگر یوں کہا جائے کہ حضورﷺ کے سامنے بھی چھپی ہوئی نہیں تو اللہ کا قول خلاف واقع ہو جائے گا لہذا علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہے نہ کسی اور کے لئے۔

آیت نمبر۵...... "قل ان ربی یقذف بالحق، علام الغیوب (سبا:٤٨)"
﴿آپ فرما دیجئے بیشک میرا رب پھینک رہا ہے حق کو (باطل کے سر پر) تمام چھپی ہوئی چیزوں کا خوب جاننے والا ہے۔﴾

فائدہ...... ان تمام آیات سے علم غیب صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ثابت ہو رہا ہے اور اسی کی صفت خاص بن رہا ہے جس میں کسی دوسرے کو شریک کرنا جائز نہیں۔اگر آپ حضرات ان آیات کی تفسیر سلف صالحین کی کسی تفسیر میں دیکھیں گے تو یہی کچھ ملے گا جو عرض کر دیا گیا ہے۔مثلاً آیت نمبر۳ "وللہ غیب السموات والارض" علامہ علی بن محمد الخازن الشافعیؒ اور علامہ ابوالبرکات نسفی الحنفیؒ اور علامہ خطیب شربینیؒ اور علامہ معین بن صفیؒ اور علامہ قاضی ناصر الدین البیضاویؒ تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں "وللہ غیب السموات والارض" "خاصه لا یخفیٰ علیه خافیة فیها" (خازن ج۳ص۲۱۲،مدارک ج۲ص۱۶۱،اسراج المنیر ج۲ص۸۵، جامع البیان ج۱ص۱۸۷،تفسیر بیضاوی ج۱ص۲۳۹) اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو آسمانوں اور زمین کا غیب ہے۔یہ اسی کے ساتھ خاص ہے اور زمین وآسمان کی کوئی پوشیدہ چیز اس پر مخفی نہیں۔مزید تفصیل جسے درکار ہو وہ رجوع کرے (ازالۃ الریب عن عقیدۃ علم الغیب مولفہ حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ)

## عالم الغیب اور علم غیب خاصہ خداوندی ہے، حضور ﷺ کی صفت نہیں

حدیث نمبر۱...... "عن ابن عمرؓ قال رسول اللہ ﷺ مفاتیح الغیب لا یعلمها الا اللہ لایعلم ما فی غد الااللہ ولا یعلم ماتغیض الارحام الا اللہ ولا یعلم متی یأتی المطراحد الا اللہ ولا تدری نفس بای ارض تموت ولا یعلم متی تقوم الساعة الااللہ" (بخاری شریف ج۲ص۶۸۱)

(حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا غیب کی چابیاں اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی نہیں جانتا،کل آئندہ کی بات سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا اور رحم کے اندر کے حالات اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور بارش کب آئے گی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور انسان کی موت کس جگہ آئے گی سوائے اللہ پاک کے کوئی نہیں جانتا اور قیامت کب واقع ہوگی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔)

فائدہ...... جن حضرات نے یہ فتویٰ لگایا تھا کہ حضور ﷺ کو علوم خمسہ کا بھی علم تھا اور ہے جو کچھ عورت کے رحم میں ہے۔اس کا بھی علم تھا اور ہے۔جو اس کا انکار کرے،انکار رسالت کے مترادف ہوگا۔وہ ذرا اپنے ایمان واسلام کا فتویٰ کسی مفتی صاحب سے لے لیں۔آیا کہ باقی

ہے ایمان واسلام یانہیں۔ کیونکہ یہ بخاری شریف کی حدیث ہے جس میں ضعف کا اشکال بھی نہیں۔

حدیث نمبر۲...... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''من حدثك انه يعلم ما في غد فقد كذب ثم قرأ، وما تدرى نفس ماذا تكسب غدا ومن حدثك انه كتم فقد كذب ثم قرأ يا ايها الرسول بلغ ماانزل اليك من ربك''

(بخاری شریف ج۲ص۷۲۰)

(جو تمہارے پاس یہ بیان کرے کہ آنحضرت ﷺ جانتے تھے کہ کل آئندہ کیا ہوگا تو اس نے جھوٹ بولا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی، کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور جو شخص یہ بیان کرے کہ حضور ﷺ نے دین کی کوئی بات چھپائی ہے تو اس نے بھی بہت بڑا جھوٹ بولا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی، اے رسول! آپ پہنچادیں جو آپ پر آپ کے رب کی طرف سے اتارا گیا ہے۔)

فائدہ...... جو حضرات یہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کو ''جميع ماكان ومايكون'' کا علم دے دیا گیا تھا آپ ﷺ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں تھی۔ ان کو چاہئے یہ حدیث بنظر غائر مطالعہ کریں۔

حدیث نمبر۳...... قیامت کے دن جب آپ ﷺ حوض کوثر پر اپنے دست شفقت سے اپنی امت کو آب کوثر پلا رہے ہوں گے تو ایک جماعت کو فرشتے گھسیٹ کر جہنم کی طرف لے جا رہے ہوں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا ''فاقول يارب اصحابي (وفي رواية مني، وفي رواية من امتي) فيقول لا علم لك بما احدثو بعدك'' (بخاری شریف ج۲ص۹۷۴)

(پس میں کہوں گا (قیامت کے دن) اے میرے رب! یہ میری جماعت کے لوگ ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے آپ کو علم نہیں ہے جو کچھ انہوں نے آپ کے بعد نئی نئی بدعتیں ایجاد کی ہیں۔)

(اگر حضور ﷺ کو عالم الغیب مانا جائے تو اس حدیث کا خلاف واقع ہونا لازم آتا ہے جبکہ حدیث صحیح ہے۔ بخاری شریف کی ہے۔)

حدیث نمبر۴...... ایک دفعہ آپ ﷺ گھر میں تشریف فرما تھے۔ کسی نے دروازے کے سراخ سے گھر کے اندر جھانکا۔ ''فلما راه رسول الله ﷺ قال لو اعلم انك تنظر ني لطعنت في عينك وقال رسول الله انما جعل الاذن من اجل البصر'' (بخاری

شریف ج ۲ص ۹۲۲) (پس جب آپ ﷺ نے اسے دیکھا تو فرمایا اگر میں (پہلے سے) جانتا کہ تو مجھے دیکھ رہا ہے تو تیری آنکھ میں، میں نیزہ چبھو دیتا اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اجازت لینے کا مطلب ہی صرف یہ ہوتا ہے تاکہ کسی کے گھر نگاہ نہ پڑے۔)

حدیث نمبر ۵...... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ''ومن قال ان محمداً ﷺ يعلم مافى غد فقد اعظم علىٰ الله الفرية والله يقول قل لايعلم من فى السموات والارض الغيب الا الله'' (بخاری شریف ج ۲ص ۷۲۰، مسلم شریف ج ۱ص ۹۸) (جس شخص نے یہ کہا کہ حضرت محمد ﷺ کل کے واقعات کو جانتے ہیں تو بیشک اس نے اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ فرما دیجئے کہ آسمانوں اور زمین میں سوائے اللہ پاک کے کوئی غیب نہیں جانتا۔)

حدیث نمبر ۶...... حضرت سلمہؓ بن الاکوع فرماتے ہیں کہ ''كان رسول الله ﷺ فى قبة حمراء اذاجاء رجل علىٰ فرس فقال من انت؟ قال انا رسول الله قال متى الساعة قال غيب، ومايعلم الغيب الا الله، قال مافى بطن فرسى؟ قال غيب وما يعلم الغيب الاالله، قال فمتى يمطر؟ قال غيب ومايعلم الغيب الا الله''

(درمنثور ج ۵ص ۱۷۰)

(آپ ﷺ ایک سرخ رنگ کے خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ ایک شخص گھوڑی پر سوار ہو کر آیا۔ آتے ہی کہا کہ آپ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ کہنے لگا کہ (اچھا یہ بتائیں) قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ غیب کی بات ہے اور غیب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر اس نے دوبارہ سوال کیا کہ میری گھوڑی کے پیٹ میں کیا ہے؟ (مذکر یا مؤنث) آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بھی غیب کی بات ہے اور اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس نے پھر سوال کیا کہ بارش کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بھی غیب کی بات ہے اور غیب سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔)

حدیث نمبر ۷...... حضرت عائشہؓ روایت فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے۔ شادی کا موقع تھا۔ لوگ شادی کی خوشی میں اپنے رواج کے مطابق کوئی اشعار وغیرہ پڑھ رہے تھے۔ (آپ ﷺ کو دیکھ کر اور زیادہ خوشی میں آ گئے) تو ان میں سے کسی ایک نے یہ شعر پڑھ دیا......

وحبك فى النادى ويعلم ما فى غد

یعنی تیرا محبوب مجلس میں حاضر ہے اور کل کی بات جانتا ہے۔" فقال النبیؐ لا یعلم ما فی غد الا اللہ " (تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کل کے واقعات سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔) (مستدرک حاکم ج ۲ ص ۱۸۵ اقال الحاکم والذھبی صحیح علی شرط مسلم)

فائدہ...... حضرت عائشہ صدیقہؓ کے یہ فرمان مبارک قرآن کریم کی نص قطعی اور آپ ﷺ کی صحیح اور صریح حدیث پر مبنی ہیں۔ جس میں شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں۔ لیکن ان واضح دلائل کے باوجود کچھ لوگ بالکل نہیں مانتے

کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ سے کوئی روایت مرفوع حدیث نہیں۔ ملاحظہ فرمایئے (علم غیب رسول ص ۱۱۹، مولوی محمد صالح) اور مفتی احمد یار خان صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی یہ تینوں باتیں اپنے ظاہر معنی پر نہیں ہیں۔ آپ کے یہ قول اپنی رائے سے ہیں۔ اس پر کوئی حدیث مرفوع پیش نہیں فرماتیں بلکہ آیات سے استدلال فرماتی ہیں۔ (جاء الحق ص ۱۳۱)

حیف در حیف، کتنے افسوس کی بات ہے کہ اپنے عقیدے گھڑنے کے لئے ہر آیت اور حدیث سے غلط استدلال کرتے ہیں۔ اس پر ان کے پاس کوئی حوالہ تک نہیں ہوتا جو قابل اعتماد ہو لیکن حضرت عائشہؓ کے استدلال کو جو کہ قرآن پاک کی آیت پر مبنی ہے، اس کو فرما رہے ہیں کہ یہ اپنی رائے ہے۔ یعنی قابل قبول نہیں کیا صحابہ کرامؓ کے اقوال اور آراء مبارک ان بریلویوں کے اپنے اختراع دھوکہ دینے والے جھوٹ، فریب استدلال سے بھی کمزور ہیں۔ اگر یہی بات ہے تو پھر اپنے ایمان واسلام کی خیر منائیں۔

حدیث نمبر ۸...... "عن ابی موسیٰ الا شعریؓ قال سئل رسول اللہ ﷺ عن الساعة وانا شاھد، فقال لا یعلمھا الا اللہ ولا یجلیھا لوقتھا الاھو، ولکن ساخبر کم بمشاریطھا وما بین یدیھا، من الفتن والھرج " (در منثور ج ۳ ص ۱۵۰)

(حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سے سوال کیا گیا قیامت کے متعلق اور میں بھی وہاں موجود تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور اسے کوئی نہیں ظاہر کرے گا۔ اس کے وقت سوائے اللہ کے۔ لیکن میں اس کی نشانیاں بتا دیتا ہوں کہ اس سے پہلے بڑے فتنے ظاہر ہوں گے اور بڑی قتل وغارت ہوگی۔)

فائدہ...... عقیدے کی بات تھی کہ علم غیب سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا البتہ غیب کی خبریں اور اطلاع علی الغیب انبیاء کرام جانتے ہیں۔ ہم نے صاف صاف الفاظ میں قرآن وحدیث سے ثابت کر دیا ہے۔ فریق مخالف سے بھی یہی مطالبہ ہے کہ قرآن وحدیث، فقہ اور کسی

محدث یا مفسر کا قول جو قابل اعتماد ہو، اپنے عقیدہ علم غیب پر پیش کریں کہ اس میں اسی طرح صاف الفاظ ہوں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں غیب جانتا ہوں۔ قیامت کا علم ہے مجھے اور مافی الارحام جانتا ہوں۔ فهل من مبارز؟

حدیث نمبر ۹...... حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں ''لما رجع النبی ﷺ من الخندق ووضع السلاح واغتسل اتی جبرائیل فقال فقد وضعت السلاح والله ما وضعناه اخرج الیهم قال فالیٰ این؟ قال ههنا اشار الیٰ بنی قریظه فخرج النبی ﷺ الیهم'' (بخاری ج ۲ ص ۵۹۰، مسلم شریف ج ۲ ص ۹۵)

جب آپ ﷺ غزوہ خندق سے واپس ہوئے تو ہتھیار اتار دیئے اور غسل فرمالیا۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا آپ نے ہتھیار اتار دیئے ہیں؟ ہم فرشتوں نے تو ابھی نہیں اتارے۔ آپ ادھر ان کی طرف چلئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کدھر؟ تو انہوں نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا کہ ادھر۔ چنانچہ آپ ﷺ (لشکر کے ساتھ) تشریف لے گئے۔)

اگر آنحضرت ﷺ کو ''جمیع ماکان ومایکون'' کا علم ہوتا تو آپ ﷺ کبھی بھی ہتھیار نہ اتارتے اور آپ ﷺ کو پہلے ہی سے علم ہوتا کہ بنو قریظہ کی طرف جانا ہے جہاد کے لئے اور آپ ﷺ کو حضرت جبرائیل سے پوچھنے کی نوبت پیش نہ آتی کہ کدھر جانا ہے۔ یہ سب کچھ اس بات پر واضح دلیل ہے کہ آپ ﷺ کو علم غیب والی صفت عطاء نہیں ہوئی تھی بلکہ انباء غیب وغیرہ علوم آپ ﷺ کو دیئے گئے تھے۔

۱۰...... حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ آپ ﷺ کے پیچھے جوتے پہن کر نماز میں مشغول تھے۔ (ابتدائے اسلام کا واقعہ ہے) اچانک آپ ﷺ نے اپنے جوتے اتار کر بائیں طرف رکھ دیئے۔ حضرات صحابہ کرامؓ نے بھی آپ ﷺ کی اقتداء کرتے ہوئے جوتے اتار دیئے۔ تو آپ ﷺ نے سلام کے بعد صحابہ کرامؓ سے پوچھا کہ تمہیں جوتا اتارنے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ حضرات صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم نے آپ ﷺ کو دیکھا ہے کہ جوتے اتار دیئے ہیں تو ہم نے بھی اتار دیئے۔

''فقال رسول الله ﷺ ان جبرائیل اتانی فاخبرنی ان فیهما قذراً''

(ابوداؤد ص ۹۵، مشکوٰۃ شریف ج ۱ ص ۷۳) (آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تو اس لئے جوتے اتارے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر مجھے خبر دی ہے کہ میری جوتیوں کے نیچے نجاست لگی ہوئی ہے۔)

فائدہ...... ان صحیح اور صریح احادیث سے اس عقیدہ کا ثبوت مل رہا ہے کہ آپ ﷺ کو "جمیع ماکان ومایکون" کا علم نہیں تھا ورنہ یہ واقعات پیش نہ آتے۔ اس کے علاوہ بھی اس قسم کی بہت ساری احادیث ہیں۔ جن سے آپ ﷺ کے علم غیب کی نفی اور انباء غیب، اظہار غیب کا ثبوت ملتا ہے۔ لہٰذا فریق مخالف سے صرف ایک ایسی حدیث کا مطالبہ ہے۔ جس سے واضح ان کا عقیدہ ثابت ہو رہا ہو کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے علم غیب حاصل ہے۔

## علم غیب خاصۂ خداوندی ہے، حضور ﷺ کی صفت نہیں

### حضرت ابوبکر صدیقؓ

حضرت ابوبکرؓ کو آپ ﷺ نے صبح وشام پڑھنے کے لئے یہ دعا بتائی "اللھم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشھادة رب کل شئی وملیکه" (ابوداؤد ج ۲ ص ۳۳۵، ترمذی ج ۲ ص ۱۷۵) (اے اللہ! تو ہی آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ عالم الغیب والشہادة ہے اور ہر چیز کا رب اور ہر چیز کا مالک ہے۔)

معلوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبرؓ کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ عالم الغیب والشہادة اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں ورنہ صدیق اکبرؓ کبھی خاموش نہ ہوتے۔ فوراً کہہ دیتے کہ یا رسول اللہ آپ بھی عالم الغیب ہیں۔

### حضرت عمر فاروقؓ

غزوہ بدر میں مشرکین کے ۷۰ سردار مارے گئے اور ۷۰ قیدی بنا لئے گئے۔ ان قیدیوں کے بارے میں آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا۔ حضرت ابوبکرؓ کی رائے مبارک یہ تھی کہ قیدیوں سے فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے اور حضرت عمر فاروقؓ کی رائے یہ تھی کہ انہیں قتل کر دیا جائے اور ہر ایک مسلمان اپنے رشتہ دار کو خود قتل کرے۔ آپ ﷺ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رائے زیادہ پسند آئی۔ اسی وجہ سے فدیہ لے کر قیدیوں کو چھوڑ دیا گیا۔ اگلے دن حضرت عمر فاروقؓ آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے تو اچانک دیکھا کہ آپ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ رو رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں:

"فلما کان فی الغد جئت فاذا رسول اللہ ﷺ وابوبکرؓ قاعدین وھما یبکیان...... فقال رسول اللہ ﷺ ابکی للذی عرض علی اصحابك من اخذھم الفدیه لقد عرض علی عذابھم ادنیٰ من ھذہ الشجرة قریبه من نبی

اللہ ﷺ فانزل اللہ عزوجل،ماکان علی النبی ان یکون اسریٰ حتیٰ یثخن فی الارض" (صحیح مسلم شریف ج۲ص۹۳)

(جب صبح ہوئی تو میں حاضر ہوا۔ اچانک دیکھتا ہوں کہ حضور ﷺ اور حضرت صدیق اکبرؓ دونوں بیٹھے رو رہے ہیں۔ (پوچھنے پر) آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرے ساتھیوں پر ان کے فدیہ لینے کی وجہ سے کیا صورت سامنے آئی ہے۔ مجھے ان پر عذاب اترتا ہوا اس درخت سے بھی زیادہ قریب دکھائی دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ہے (نبی کو نہ چاہئے تھا کہ اپنے ہاں قیدیوں کو رکھے، جب تک زمین پر ان کی خون ریزی نہ کرلے) اگر آپ ﷺ عالم الغیب ہوتے تو ہرگز وہ صورت اختیار نہ کرتے جو اللہ تعالیٰ کی نہ پسندیدگی کا سبب بنتی۔ آپ ﷺ کا اس صورت کو اختیار کرنا پھر حضرت صدیق اکبرؓ کی رائے کے مطابق اپنے اجتہاد پر رونا یہ دلالت ہے اس بات پر کہ آپ ﷺ عالم الغیب نہیں تھے ورنہ ایسے نہ کرتے۔)

## حضرت علی المرتضیٰؓ

حضرت علیؓ نے ایک موقع پر خطبہ دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ (اے لوگو) بصرہ میں ایسی جنگی کارروائیاں ہوں گی، تاتاریوں کا فتنہ یوں یوں برپا ہوگا۔ زنگی کا واقعہ اس طرح پیش آئے گا (وغیرہ وغیرہ) "فقال بعض اصحابہ لقد اعطیت یا امیر المؤمنین علم الغیب فضحك علیه السلام وقال للرجل (وکان کلبا) یا اخاکلب لیس هو بعلم غیب وانما تعلم من ذی علم،وانما علم الغیب علم الساعة، وما عد داللہ بقول ان اللہ عنده علم الساعة الایه فیعلم سبحانه ما فی الاحام من ذکر اوانثیٰ وقبیح،اوجمیل، وسخی، اوبخیل وشقی او سعید ومن یکون فی النار حطبا او فی الجنان للبنین مرافقا فهذا علم الغیب الذی لایعلمه احد الااللہ وما سویٰ ذالك فعلم علمه اللہ تعالیٰ، نبیه فعلمته ودعالی بان یعیه صدری وتضطم علیه جوانحی" (نہج البلاغہ ج ا ص ۳۰۰)

(تو ایک آدمی نے سوال کیا اے امیر المؤمنین! آپؓ کو تو علم غیب عطاء کیا گیا ہے۔ حضرت علیؓ ہنس پڑے اور اس شخص سے فرمایا اے قبیلہ بنو کلب کے نوجوان! یہ علم غیب نہیں ہے۔ یہ تو علم والے سے سیکھی ہوئی چند چیزیں ہیں۔ علم غیب تو قیامت کا علم ہے اور وہ چیزیں ہیں جو اللہ نے "ان اللہ عنده علم الساعة" والی آیت میں بیان فرمائی ہیں۔ اللہ سبحانہ ہی جانتا ہے کہ عورت کے رحم میں لڑکا ہے یا لڑکی ہے۔ خوبصورت ہے یا بدصورت، سخی ہے یا بخیل، بدبخت ہے یا

نیک بخت اور کون دوزخ کی آگ کا ایندھن ہوگا اور کون جنت میں اپنی اولاد کا رفیق بنے گا؟ یہ علم غیب ہے۔ سوائے اللہ پاک کے کوئی نہیں جانتا۔ ان امور کے علاوہ اور چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطاء فرمایا ہے اور اس کو میں بھی جانتا ہوں اور آپ ﷺ نے میرے لئے دعا فرمائی ہے کہ میں اس کو محفوظ رکھ سکوں۔ پس وہ میرے سینے میں محفوظ ہے۔)

فائدہ...... جن لوگوں نے یہ فتویٰ لگایا تھا ''جمیع ماکان ومایکون'' اور عورت کے رحم میں کیا ہے آپ ﷺ جانتے ہیں۔ جو نہیں مانتا وہ انکار رسالت کرنے والا ہے۔ اپنے فتوے پر ذرا غور کریں کہ اس کا رخ کس کی طرف ہے۔ الزام تو ہمیں دیتے ہو کہ حضرت علی المرتضیٰؓ کے یہ گستاخ ہیں۔ ذرا اپنے عشق ومحبت پر بھی غور کرلو۔ اگر یہی عشق ومحبت ہے کہ العیاذ باللہ داماد نبی ﷺ کو بھی اپنے فتووں میں رگڑنا ہے تو ایسا عشق ومحبت تمہیں مبارک۔ دوسری یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ غیب کی خبریں اور غیب پر اطلاع اور چیز ہے اور علم غیب اور چیز ہے۔ حضرت علیؓ کا عقیدہ یہی تھا کہ علم غیب تو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ ہاں جو غیب کی چیزیں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بتلائی ہیں۔ وہ مجھے بھی علم ہے اور میرے سینے میں محفوظ ہیں۔ ان کو علم غیب کوئی نہیں کہتا بلکہ غیب کی خبریں اظہار علی الغیب ہے۔

میں خود غرض نہیں میرے آنسو پرکھ کے دیکھ
فکر چمن ہے مجھ کو غم آشیاں نہیں

## حضرت عبداللہ ابن عباسؓ

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں ''هذه الخمسة لا يعلمها ملك مقرب ولا نبي مصطفى فمن ادعى انه يعلم شيأ من هذه فقد كفر بالقرآن لانه خالفه'' (تفسیر خازن ج۵ ص۱۸۳) (پانچ چیزیں علم غیب میں شمار ہوتی ہیں۔ ان کو نہ کوئی مقرب فرشتہ جانتا ہے نہ ہی کوئی چنا ہوا رسول، پس جو شخص دعویٰ کرے کہ ان غیب کی پانچ چیزوں میں سے کچھ جانتا ہے تو وہ کافر ہے۔ کیونکہ اس نے قرآن پاک کی مخالفت کی ہے۔)

## حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

''اوتی نبیکم علم کل شئی سوی هذه الخمس'' (فتح الباری ج۱ ص۱۱۵)
(آپ ﷺ کو پانچ چیزوں کے علاوہ تمام چیزوں کے علم دیئے گئے تھے۔)

فائدہ...... جب پانچ چیزوں کا علم نہیں تو ''جمیع ماکان ومایکون'' کی نفی ہوگئی اور علم غیب کی بھی نفی ہے۔ باقی سب چیزوں کے جاننے کا مطلب قرآن وحدیث کی وضاحت

کے مطابق وہ چیزیں ہیں جن کی خبر خدائے پاک نے آپ ﷺ کو دی ہے۔ وہ چونکہ بہت کچھ ہے۔ اسی پر اطلاق کیا گیا کہ سب چیزوں کا علم ہے۔

## حضرت عبداللہ بن عمرؓ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ آپ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا
''اوتیت مفاتیح کل شئی الاالخمس ان اللہ عندہ علم الساعۃ، وینزل الغیث ویعلم مافی الارحام'' (مسند احمد ج ۲ ص ۸۵، درمنثور ج ۵ ص ۱۷۰، کنزالعمال ج ۶ ص ۱۰۶)
(کہ مجھے ہر چیز کی چابیاں عطاء کی گئی ہیں۔ مگر ان پانچ چیزوں کی عطاء نہیں کی گئیں۔ اللہ ہی کے پاس ہے علم قیامت کا اور بارش نازل کرنے کا اور مافی الارحام کا، خبیر تک'' جو سورۃ لقمان کی آخری آیت ہے۔'')

جب پانچ چیزوں کی نفی خود آپ ﷺ نے کر دی ہے تو اب سوائے ان مرکب جہال کے کس کی ہمت ہے کہ ان پانچ چیزوں کی نسبت آپ ﷺ کی طرف کرے۔ باقی ہر چیز کی چابیاں عطاء کر دی گئی ہیں۔ لفظ کل سے استغراق حقیقی مراد نہیں بلکہ عرفی مراد ہے۔ اگر حقیقی مراد لیں تو پھر قرآن وحدیث میں بہت تضاد ہو جائے گا جو کہ جائز نہیں۔

## علم غیب خاصۂ خداوندی ہے، محبوب خدا کی صفت نہیں فتاویٰ جات کی روشنی میں

(۱) سوال...... بعض لوگ انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے علم غیب ماسوا اللہ اس آیت سے جو سورہ جن میں ہے'' عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احد الا من ارتضیٰ من رسول '' سے ثابت کرتے ہیں اور دلیل اسی آیت کو بناتے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے ایسا عقیدہ رکھنا درست ہے یا نہیں اور اس کا معتقد کافر ہوگا یا نہیں؟

جواب...... علم غیب میں تمام علماء کا عقیدہ اور مذہب یہ ہے سوائے حق تعالیٰ کے اس کو کوئی نہیں جانتا۔'' وعندہ مفاتیح الغیب لا یعلمھا الاھو '' خود حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ ہی کے پاس علم غیب ہے کوئی نہیں جانتا اس کو سوائے اس کے۔ پس اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے۔ مگر ہاں جو بات حق تعالیٰ اپنے کسی مقبول کو بذریعہ وحی یا کشف بتادے وہ اس کو معلوم ہو جاتا ہے اور پھر وہ مقبول کسی کو خبر دے تو اس کو بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ علم جنت ودوزخ اور رضا وغیرہا کا حق تعالیٰ نے انبیاء کرام کو بتلا دیا اور پھر انہوں نے امت کو خبر دی۔

چنانچہ اس آیت سورۂ جن سے معلوم ہوا کہ جس غیب امر کی خبر حق تعالیٰ اپنے مقبول کو دے تو اس کی خبر اس کو ہو جاتی ہے۔ نہ یہ کہ تمام مغیبات حق تعالیٰ کے نبی کو کشف ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اگر یہی معنی اس کے ہوں کہ تمام علم غیب رسول کو معلوم ہو جاتا ہے تو دوسری آیت صاف اس کے خلاف کہہ رہی ہے: ''قل لا املك لنفسی نفعا و لا ضرا الا ماشاء الله ولوكنت اعلم الغيب لا ستكثرت من الخير وما مسنى السوء '' ﴿آپ فرما دیجئے کہ میں نہیں مالک اپنے نفس کے واسطے کسی نفع اور کسی نقصان کا مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے اور اگر میں غیب کو جانتا ہوتا تو بہت سی بھلائیاں جمع کر لیتا اور کوئی برائی (تکلیف) مجھ کو نہ لگتی۔)

پس صاف ہو گیا کہ مغیبات آپ کو معلوم نہیں۔ اپنا ضرر اور نفع بھی آپ ﷺ کے اختیار میں نہیں تو یہ عقیدہ البتہ خلاف نص قرآن کے شرک ہو۔ خود دوسری آیت میں موجود ہے ''لا ادری مایفعل بی و لابکم '' ﴿میں نہیں جانتا کہ کیا کیا جائے گا میرے ساتھ، اور تمہارے ساتھ۔﴾ پس صاف ظاہر ہو گیا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہرگز علم غیب نہیں تھا۔ مگر جس قدر اطلاع دی جائے اور اس پر بہت آیات اور احادیث شاہد ہیں۔ تو خلاف اس کے عقیدہ کے کرنا کہ انبیاء کرام سب غیب کو جانتے ہیں، شرک قبیح جلی ہووے گا۔ معاذ اللہ حق تعالیٰ سب مسلمانوں کو ایسے عقیدہ فاسد سے نجات دے، آمین

پس ایسے عقیدے والا مشرک ہوا اور جب انبیاء کرام کو علم غیب نہیں تو یا رسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہوگا۔ اگر یہ عقیدہ کر کے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے اور جو یہ عقیدہ نہیں تو کفر نہیں۔ مگر کلمہ مشابہ بکفر ہے۔ البتہ اگر اس کلمہ کو درود شریف کے ضمن میں کہے اور یہ عقیدہ رکھے کہ ملائکہ اس درود کو آپ ﷺ کے پاس پیش کرتے ہیں تو درست ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ ملائکہ درود بندہ مؤمن کا آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں اور ایک قسم ملائکہ کی اسی خدمت پر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(کتبہ الراجی ربہ، رشید احمد گنگوہی، فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۷،۸)

(۲)...... ایک دوسرے سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت فرماتے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کے علم الغیب ہونے کا معتقد ہے۔ سادات حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک اور کافر ہے۔ صاحب بحر الرائق کتاب النکاح میں تحریر فرماتے ہیں کہ جو کوئی نکاح کے شاہدین اللہ اور اس کے رسول کو مقرر کرے اور اعتقاد یہ کرے کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب ہیں، وہ یقیناً کافر ہے اور مشرک تو اسی کو کہتے ہیں کہ مخلوق کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ کسی وصف ذاتی مثل علم کے اور

قدرت کے یا عبادت کے شریک کرے۔اس واسطے کے اشراک فی الذات یعنی تعدد الٰہ کا قائل تو بہت ہی کم ہوا ہوگا۔

شامی نے ردالمختار کی کتاب الارتداد میں صاف طور پر ایسے عقیدہ رکھنے والے کی تکفیر کی ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ علم غیب بجمیع اشیاء آنحضرت ﷺ کو ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطاء کیا ہوا ہے۔سو محض باطل اور خرافات میں سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو محشر میں بھی بعض لوگوں میں قابل سقی ماء کوثر ہونے کا احتمال اور باری تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا ''انك لا تدری ما احدثوا بعدك '' (اخرج البخاری الحدیث فقط، کتبہ رشید احمد گنگوہی، شیخ الہند محمود الحسن صاحب، مفتی دارالعلوم حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب، مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ، فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۳۶)

(۳) سوال...... ایک آدمی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کل علم غیب آپ ﷺ کو عطاء فرمادیا تھا اور اب بھی آپ ﷺ مخلوق کے ہر حال ظاہر و باطن، خیر و شر سے، بخوبی واقف ہیں۔یہاں تک کہ مچھر کے پر ہلانے تک کا آپ ﷺ کو علم ہو جاتا ہے اور تیز بارش کے قطرے اور ریت کے ذرات، درختوں کے پتے وغیرہ کا علم رسول اللہ ﷺ کو بالتفصیل عطاء ہوا ہے۔قیامت کی رسول ﷺ کو خبر ہے۔فلاں فلاں چیزیں پیدا ہوں گی اور ہر ایک کی آواز خواہ وہ مشرق میں ہو یا مغرب میں خود سن لیتے ہیں۔پس یہ عقیدہ کیسا ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والا مذہب احناف اور کتب معتبرہ کی رو سے مسلمان رہا یا کافر اور مشرک ہو گیا؟ اور ایسا عقیدہ رکھنے والے کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں اور اگر کافر ہو گیا تو اس کے نکاح کی تجدید کی جائے یا وہی نکاح بحال رہے گا؟

الجواب...... یہ عقیدہ مشرکانہ ہے۔جمیع جزئیات کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں لہٰذا ایسا عقیدہ رکھنے والے کو تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم ہے اور اس سے پہلے اس کی امامت درست نہیں۔ (حررہ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور، فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۴۸۳)

(۴) سوال...... رسول اکرم ﷺ کو علم غیب تھا یا نہیں؟

جواب...... علم غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر مغیبات کا علم عطاء فرمایا تھا کہ ہم اس کا شمار نہیں کر سکتے اور ہمارا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ کا علم اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ ہے مگر باوجود اس کے حضور ﷺ عالم الغیب نہ تھے۔کیونکہ علم غیب کا معنی ہے کہ وہ بغیر واسطہ حواس اور بغیر کسی کے بتائے ہوئے حاصل ہو اور حضور ﷺ کا تمام علم اللہ تعالیٰ کے بتانے سے حاصل ہوا ہے۔اس لئے نہ وہ حقیقتاً علم غیب ہے اور نہ حضور ﷺ کو عالم الغیب کہنا درست ہے۔ (محمد کفایت اللہ کان اللہ، کفایت المفتی ج ۱ ص ۱۵۶)

۵...... میرا عقیدہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے وہ علوم عطاء فرمائے ہیں جو کسی مقدس نبی اور کسی مقرب فرشتے کو عطاء نہیں کئے گئے۔ بلکہ تمام اولین و آخرین کے علوم آپ ﷺ کے دریائے علم کے سامنے ایک قطرہ ہیں۔ حق تعالیٰ شانہ کی ذات وصفات گذشتہ اور آئندہ کے لئے بے شمار واقعات، برزخ، قبر کے حالات، میدان حشر کے نقشے، جنت و دوزخ کی کیفیت، الغرض وہ تمام علوم جو آپ ﷺ کی ذات اقدس کے شایان شان تھے، وہ سب آپ ﷺ کو عطاء کئے گئے اوران کا اندازہ اللہ تعالیٰ کے سواء کسی کو نہیں۔ اسی کے ساتھ میرا عقیدہ یہ ہے کہ جس طرح ساری کائنات کے علوم کو آپ ﷺ کے علوم مقدسہ سے کوئی نسبت نہیں۔ یہی حیثیت آپ ﷺ کے علوم کی اللہ تعالیٰ کے علم محیط کے مقابلہ میں ہے۔

(حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، اختلاف امت اور صراط مستقیم ص ۵۱)

بعض لوگ بڑی ڈھٹائی سے یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب نہیں بلکہ رسول ﷺ عالم الغیب ہیں۔ ایسا کلمہ سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دراصل یہ مسکین علم غیب کی تعریف ہی نہیں جانتے کہ علم غیب کس کو کہتے ہیں۔ (اختلاف امت اور صراط مستقیم ص ۵۳)

## فریق مخالف کو علم غیب کے متعلق چیلنج

ہم نے قرآن وحدیث، اقوال صحابہؓ اور فتاویٰ جات کی روشنی میں یہ ثابت کر دیا ہے کہ علم غیب کلی خاصہ خداوندی ہے۔ اس کی صفت خاص ہے۔ اسی وجہ سے غیر اللہ کو عالم الغیب کہنا جائز نہیں اور جو شخص خدائے پاک کے علاوہ کسی کے لئے یہ اقرار کرے کہ وہ بھی عالم الغیب ہے اور اس کو علم غیب کلی حاصل ہے تو وہ مشرک، کافر ہے۔ اپنے ایمان و نکاح کی تجدید کرے اور بریلوی حضرات یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جو شخص آپ ﷺ کو عالم الغیب نہیں مانتا، آپ ﷺ کے لئے علم غیب کلی کا اقرار نہیں کرتا، وہ شخص کافر ہے۔ انکار رسالت کرنے والا ہے۔ مؤمن نہیں ہے۔ ہم ان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ جس طرح ہم نے اپنا عقیدہ قرآن وحدیث سے ثابت کیا ہے، اسی طرح تم بھی قرآن یا حدیث یا اقوال صحابہؓ یا کسی محدث یا مفسر کا قول یا کسی مفتی صاحب کا فتویٰ یا عقائد کی کتابوں میں سے کسی کتاب کے حوالہ سے یہ ثابت کریں کہ اس نے کہا ہو کہ آپ ﷺ عالم الغیب ہیں۔ آپ ﷺ کو علم غیب کلی حاصل تھا۔ جو یہ عقیدہ نہیں رکھتا وہ کافر ہے۔ مؤمن نہیں ہے۔ گستاخ ہے وغیرہ۔ ''فھل من مبارز''

آخر تو لائیں گے کوئی آفت فغاں سے ہم
حجت تمام کرتے ہیں آسمان سے ہم

## اہل سنت والجماعت علماء دیوبند کے عقیدہ علم غیب کی تائید بریلوی حضرات کی عبارات سے

ا...... ”العلم الذاتی والمطلق المحیط التفصیلی مختص باللہ تعالیٰ“
(علم ذاتی اور مطلق احاطہ کرنے والا تفصیلی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔)

(اعلیٰحضرت الدولۃ المکیہ)

خاص ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ چیز صرف اللہ تعالیٰ ہی کی صفت ہے۔ غیر میں پایا جانا جائز ہی نہیں۔ ”خاصیۃ الشئی مایوجدفیہ و لا یوجدفی غیرہ“

۲...... ”لانقول بمساواۃ علم اللہ تعالیٰ ولا لحصولہ بالاستقلال ولا نثبت بعطاء اللہ تعالیٰ الا البعض“ (اعلیٰ حضرت الدولۃ المکیہ)

(آپ ﷺ کا علم اللہ کے برابر ہم نہیں کہتے اور نہ ہی آپ ﷺ کا علم حاصل کرنا بذات خود ہے۔ یعنی بغیر دلیل کے جس کو علم غیب کہتے ہیں اور نہ ہی ہم یہ ثابت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب کچھ عطاء کر دیا ہے بلکہ بعض عطاء کیا ہے۔) (بحوالہ احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۱۲)

۳...... واضح رہے کہ آپ ﷺ کے لئے نہ ہم جمیع غیوب غیر متناہیہ کا علم ثابت کرتے ہیں نہ جملہ معلومات الٰہیہ کا۔ (مولوی نعیم الدین مراد آبادی، الکلمۃ العلیا ص ۳)

۴...... غیب نام ہے اس چیز کا جو حواس ظاہرہ اور حواس باطنہ کے ادراک اور علم بدیہی اور استدلال سے غائب ہو اور یہ علم حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ مختص ہے۔ جو ان آیات میں مراد ہے۔ پس اگر اس علم کا کوئی مدعی ہو اپنے نفس کے لئے یا کسی غیر کے لئے اس دعویٰ کی تصدیق کرے وہ کافر ہے۔ مگر جو خبر آپ ﷺ دیتے ہیں یا تو وہ بذریعہ وحی حاصل ہوتی ہے یا پھر اللہ تعالیٰ اس کا علم ضروری نبی کے اندر پیدا فرما دیتے ہیں یا نبی کی حس پر حوادث کا انکشاف فرما دیتے ہیں تو یہ علم غیب میں داخل نہیں۔

(اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان ما اھل بہ لغیر اللہ ص ۱۷۳، ولی کامل پیر مہر علی شاہ صاحبؒ گولڑہ شریف)

۵...... یہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے اطلاع دینے کے ساتھ بعض علوم غیبیہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں، ان پر اطلاع رکھتے ہیں۔ نہ آپ ﷺ عالم بالذات ہیں نہ ہی آپ ﷺ کا علم جمیع علوم غیبیہ کو محیط ہے۔ پس یہ حق اور ثابت ہے۔ ہم پر یہ بہتان ہے کہ ہم آپ ﷺ کو عالم بالذات اور محیط کل مانتے ہیں۔ (تنویر الخواطر ص ۹۸)

# عقیدہ علم غیبؑ کے متعلق بریلوی حضرات کے شبہات کے جوابات

**شبہ نمبر ا......** ''ونزلنا علیك الكتاب تبیانا لكل شئی وهدی ورحمة وبشری للمسلمین '' ﴿ہم نے اتاری ہے آپ پر کتاب جو ہر چیز کا روشن بیان ہے اور مسلمانوں کے لئے ہدایت ورحمت وبشارت۔﴾ وقال اللہ تعالیٰ ''ماکان حدیثا یفتری ولکن تصدیق الذی بین یدیه وتفصیل کل شئی '' ﴿قرآن وہ بات نہیں جو بنائی جائے بلکہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور ہر شئے کا صاف جدا جدا بیان۔﴾

وقال اللہ تعالیٰ ''مافرطنا فی الکتاب من شئی '' ﴿ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز اٹھانہ رکھی۔﴾ (اعلیٰ حضرت انباء المصطفیٰ ص ۳) اس میں لفظ کل سے اصل استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ لفظ کل عام ہے جو ہر شئے کو شامل ہے۔ خاص ہو کر کبھی استعمال نہیں ہوا۔ جب ہر شئے قرآن نے بالکل واضح کر دی ہے تو علم غیب کلی خود بخود ثابت ہو گیا۔

**جواب نمبر ا......** قرآن پاک کی ایسی تفسیر کرنا جو خود قرآن یا حدیث کے مخالف ہو وہ قابل حجت ہی نہیں ہوتی۔ ان حضرات نے جو تفسیر کی ہے اور اس کے مطابق آپ ﷺ کے لئے علم کل غیب کا اثبات کیا ہے۔ یہ قرآن وحدیث اجماع صحابہؓ اور قیاس کے مخالف ہے لہٰذا قابل حجت ہی نہیں۔

**جواب نمبر ۲......** عقائد کا معاملہ ہے، خود مجتہد نہ بنیں بلکہ اپنے عقیدے کے مطابق کسی محدث یا مفسر کا قول پیش کریں کہ کسی محدث یا مفسر نے یہ تفسیر کی ہے جو ان حضرات نے کی ہے۔

**جواب نمبر ۳......** یہ مکی سورتوں کی آیات ہیں۔ اگر آپ ﷺ کو پہلے سے علم غیب کل حاصل ہو چکا تھا تو پھر مدنی سورتیں اور بعد میں قرآن پاک کیوں نازل ہوتا رہا۔ بعد میں قرآن کا نازل ہونا آپ ﷺ کے علم غیب کلی کی نفی کرتا ہے۔

**جواب نمبر ۴......** لفظ کل قرآن پاک میں بہت سارے مقامات پر آتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک خاص موقع پر ارشاد فرمایا ''ثم اجعل علی کل جبل منهن جزءا '' کہ پھر ان قیمہ کئے ہوئے پرندوں کا ایک ایک جزو ہر پہاڑ پر رکھ دیں۔ آیا کہ ہر پہاڑ سے مراد دنیا جہان کے سارے پہاڑ ہیں یا کوئی مخصوص پہاڑ جو اس علاقے کے تھے۔ اگر تو سب مراد لئے جائیں تو پھر تو اس کے خاص ہونے میں کوئی شبہ ہی نہیں۔ اگر خاص ہیں تو جیسے یہاں لفظ کل سے ایک خاص علاقے کے پہاڑ مراد ہیں۔ ایسے ہی آپ ﷺ کے لئے قرآن پاک نے تمام چیزیں ظاہر نہیں کیں بلکہ جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو شرعی احکام عطاء فرمائے ہیں۔ ان

سب کی تفصیل مراد ہے۔ جیسے علامہ بغویؒ لکھتے ہیں کہ ''تبیانا لکل شئی '' سے مراد یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس کی امر و نہی اور حلال و حرام اور حدود و احکام میں ضرورت پڑتی ہے وہ بیان کی گئی ہے۔
(معالم التنزیل ج ۲ ص ۲۱۲)

اور علامہ ابوالبرکاتؒ لکھتے ہیں کہ ''تبیانا لکل شئی '' امور دین کا بیان مراد ہے۔ احکام منصوصہ میں تو بالکل ظاہر ہے اور اسی طرح کے احکام سنت یا اجماع یا قیاس سے ثابت ہیں۔ کیونکہ ان سب کا مرجع کتاب اللہ ہے کہ اس میں ہمیں آپ ﷺ کی اتباع اور اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔
(تفسیر مدارک ج ۱ ص ۴۴۲)

اس کے علاوہ بہت سارے مفسرین کرام نے یہی تفسیر کی ہے لیکن جو مبتدعین تفسیر کرتے ہیں۔ وہ ان حضرات سے پہلے کسی نے نہیں کی۔

شبہ نمبر ۲...... ''وعلم آدم الاسماء کلها ثم عرضهم علی الملائکه'' ﴿اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اسماء سکھا دیئے۔ پھر اس نے وہ سب چیزیں ملائکہ پر پیش کیں۔﴾ جب حضرت آدم علیہ السلام کو سب نام سکھا دیئے گئے تو آپ ﷺ کا درجہ تو سب سے اعلیٰ ہے لہٰذا آپ ﷺ کو بطریق اولیٰ سب چیزوں کے نام اور ان کے علوم حاصل ہوں گے۔ معلوم ہوا آپ ﷺ ''جمیع ماکان ومایکون '' کا علم رکھتے ہیں۔

جواب نمبر ۱...... یہ تفسیر بھی اپنی طرف سے کی گئی ہے۔ جو قرآن و حدیث کے مخالف ہے لہٰذا قابل توجہ نہیں۔ نیز لفظ کل سے استدلال کر کے گویا حضرت آدم علیہ السلام کے لئے بھی علم غیب ثابت کیا گیا ہے۔ تو پھر حضرت آدم علیہ السلام کو شیطان نے کس طرح دھوکہ دے کر جنت سے نکالا تھا؟ اگر حضرت آدم علیہ السلام کو علم غیب حاصل ہوتا تو کبھی بھی اس کے دھوکہ میں نہ آتے۔ اس آیت میں خود حضرت آدم علیہ السلام کے لئے علم غیب ثابت نہ ہوا تو آپ ﷺ کے لئے کیسے ثابت ہوگا؟

شبہ نمبر ۳...... ''فلا یظهر علیٰ غیبه احدا الامن ارتضیٰ من رسول '' ﴿اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ بندوں کے۔﴾ آپ ﷺ اللہ پاک کے سب سے زیادہ پسندیدہ رسول ہیں لہٰذا معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے خاص علم غیب حتیٰ کہ قیامت کا علم اور ''جمیع ماکان ومایکون '' کا علم عطاء فرما دیا تھا۔ اب کیا شے ہے جو علم مصطفیٰ ﷺ سے باقی رہ گئی ہے؟
(جاء الحق ص ۵۵، مقیاس حنفیت ص ۳۶۰)

جواب نمبر ۱...... اس آیت سے آپ ﷺ کے لئے علم غیب ثابت کرنا بالکل باطل ہے۔

کیونکہ یہ آیت بھی مکی ہے۔ اگر علم غیب حاصل ہو چکا تھا تو مدنی زندگی کے حالات کا سب کچھ آپ ﷺ کو علم ہوتا کہ کس جنگ میں فتح ہوگی اور کس میں شکست۔ کہاں ہمیں مشرکین، کافر دھوکہ دیں گے کہاں نہیں وغیرہ۔ حالانکہ مدنی سورتیں بھی نازل ہوئی ہیں اور آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے مشورے بھی کئے ہیں۔ یہ سب کچھ آپ ﷺ سے علم غیب کی نفی کرتا ہے۔

جواب نمبر۲...... کسی مفسر نے یہ تفسیر علم غیب کلی والی نہیں کی۔ ان کا اپنا خودساختہ مطلب ہے جو لائق اعتبار نہیں۔

قارئین کرام! جتنا بھی بریلوی حضرات اپنے عقائد پر تاویلات پیش کرتے ہیں۔ وہ سب ان کی اپنی بنائی ہوئی ہوتی ہیں۔ حالانکہ کوئی عقیدہ، تاویل اور اپنی طرف سے استدلال سے ثابت ہی نہیں ہوتا۔ عقیدے کے لئے قطعی الدلالت دلیل چاہئے جو ان کے پاس ہے نہ ہی یہ لوگ پیش کرسکتے ہیں۔

شبہ نمبر۴...... ''وماھو علیٰ الغیب بضنین'' ﴿اور وہ غیب پر بخیل نہیں ہے۔﴾ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے پاس علم غیب تھا اور آپ ﷺ بتانے میں بخیل بھی نہیں تھے۔

جواب نمبر۱...... اس سے مراد اگر علم غیب کل ہے تو کسی ایک مفسر کا قول دکھائیں ورنہ جن احادیث میں آپ ﷺ نے یہ کہا ''لا ادری'' میں نہیں جانتا یا علم غیب اللہ پاک ہی کے لئے ہے۔ تو ان کا کیا مطلب ہے؟ کیا العیاذ باللہ آپ نے خلاف واقع بات کی ہے۔

جواب نمبر۲...... اکثر مفسرین نے اس آیت کی یہ تفسیر کی ہے کہ آپ ﷺ انباء غیب وحی اور آسمان کی خبر اور ہر وہ چیز جو قصص وغیرہ کی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خبر دی ہے۔ اس میں آپ ﷺ نے بالکل بخل نہیں کیا۔ جو اللہ تعالیٰ نے وحی کی، ویسے ہی آپ ﷺ نے آگے پہنچا دی۔
(دیکھئے تفسیر خازن ج۶ ص۳۶۶، جلالین ص۴۹۰، تفسیر مظہری ج۱۰ ص۲۱۱)

جواب نمبر۳...... اگر غیب سے مراد علم غیب کل ہے اور آپ ﷺ غیب کلی پر بخیل نہیں سب کچھ کی اطلاع اپنی امت کو کردی ہے تو لازم آیا کہ ساری امت غیب کلی کو جاننے والی ہے۔ پھر پوری امت کو عالم الغیب کہا جائے حالانکہ یہ بات عقل کے خلاف ہے لہٰذا اس آیت سے علم غیب کل مراد لینا جائز ہی نہیں۔

شبہ نمبر۵...... حدیث شریف میں آتا ہے ''فتجلی لی کل شئی فعلمت ما فی السموات والارض'' (پس میرے لئے ہر شے واضح ہوگئی، پس آسمان وزمین میں جو کچھ تھا میں نے جان لیا۔) ایک دوسرے حدیث میں ''فتجلی لی کل شئی وعرفت'' کے الفاظ

ہیں۔(پس میرے لئے ہر شے ظاہر ہوئی تو میں نے سب کچھ پہچان لیا۔)

ان جیسی احادیث سے استدلال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے دست قدرت سے علم کلی عطاء فرما دیئے لہٰذا آپ ﷺ عالم الغیب ہیں اور علم غیب کلی آپ ﷺ کو حاصل ہو چکا ہے۔

جواب نمبر ۱...... یہ حدیث شروع سے چلتی آ رہی ہے۔ کسی محدث نے اس حدیث سے علم غیب کلی کا اثبات نہیں کیا۔ آیا کہ یہ حضرات جن کو علم سے واسطہ ہی نہیں۔ کیا مجتہد ہیں؟ جو ان کو سمجھ آ جائے۔ سب مسلمانوں کے لئے اس کو ماننا ضروری ہے۔ جو نہیں مانے گا وہ گستاخ رسول و کافر ہے۔ ان کی سمجھ کا بغیر کسی حوالہ مستند کے کوئی اعتبار نہیں۔

جواب نمبر ۲...... اگرچہ بعض حضرات نے اس کی تصحیح نقل کی ہے لیکن خود امام بخاریؒ نے فرمایا ہے اس کی سند میں اضطراب ہے۔ عبدالرحمٰن بن عائش حضرمی اس روایت کی سند میں موجود ہے۔ بعض اس کو صحابی کہتے ہیں اور بعض اس کو غیر صحابی کہتے ہیں اور علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ ان کی حدیث بڑی عجیب و غریب ہے۔ (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۱۰۸) مضطرب حدیث فن اصول کے رو سے ضعیف ہوتی ہے اور ضعیف حدیث سے عقیدہ کا اثبات جائز ہی نہیں اور امام بیہقیؒ نے اس حدیث کی کئی سندیں لکھ کر آگے لکھتے ہیں کہ یہ حدیث کئی سندوں کے ساتھ ضروری ہے مگر سب کی سب سندیں ضعیف ہیں اور اس کے ثبوت میں کلام کیا گیا ہے۔ (کتاب الاسماء والصفات ص ۲۲۰)

جواب نمبر ۳...... یہ حدیث قرآن پاک کے مخالف ہے۔ کیونکہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے ”مافی السموات ومافی الارض“ کو جان لیا تھا جبکہ قرآن کریم میں ہے ”ماکان لی من علم بالملا الاعلیٰ اذیختصمون ان یوحیٰ الی الا انماانا نذیر مبین (ص)“ ﴿مجھے کوئی علم نہیں تھا جب ملاء اعلیٰ والے جھگڑ رہے تھے میری طرف صرف اتنی وحی کی گئی ہے کہ میں کھلے طور پر ڈرانے والا ہوں۔﴾

اب ایک حدیث سند کے لحاظ سے بھی کمزور، قرآن پاک کے بھی خلاف ہے تو اس سے عقائد بنانا اصولی لحاظ سے کسی طرح بھی جائز نہیں۔ کیونکہ عقائد کے لئے ایسی حدیث ہو جس میں کوئی ضعف اور کوئی دوسرا احتمال نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

شبہ نمبر ۶...... حدیث شریف میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے عصر کے بعد کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور قیامت تک آنے والے واقعات و حوادث کا بیان فرمایا اور بعض حدیثوں میں سارے دن کا بھی ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے سارا دن حالات بتائے۔ صحابہ کرامؓ میں سے کسی نے یاد کیا،

کسی نے بھلا دیا۔ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو علم غیب کل تھا اور آپ ﷺ عالم الغیب تھے۔

جواب نمبر۱...... آج تک کسی محدث یا مفسر نے اس حدیث سے آپ ﷺ کے لئے علم غیب کلی ثابت نہیں کیا۔ ان حضرات کا ثابت کرنا چونکہ قرآن و حدیث اجماع وغیرہ کے خلاف ہے لہٰذا عقائد کے لئے قابل حجت نہیں۔

جواب نمبر۲...... اگر سب کچھ آپ ﷺ نے بیان فرما دیا تھا تو پھر سب عالم الغیب ہوئے عطائی طور پر۔ تو پھر سب کو تم لوگ عالم الغیب کیوں نہیں کہتے؟

جواب نمبر۳...... آپ ﷺ نے سب کچھ بتا دیا تھا کہ مطلب یہ ہے کہ قیامت تک جو فتنے آنے والے تھے۔ ان سے آپ ﷺ نے امت کو آگاہ فرما دیا تھا۔ نہ یہ کہ آپ ﷺ نے ہر کسی کا حسب و نسب بھی بتایا تھا اور ہر بات بھی بتائی تھی کہ فلاں نے یوں کرنا ہے۔ فلاں نے یوں کرنا ہے وغیرہ۔ عرف عام میں جیسے کہا جاتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دیا ہوا ہے یعنی ضرورت کی ہر چیز۔ اسی طرح حدیث سے مراد بھی یہی ہے کہ ضرورت کی ہر چیز آپ ﷺ نے بتا دی تھی تا کہ امت کسی کے دھوکہ میں نہ آئے۔

## بریلوی حضرت سے علم غیب کے متعلق چند سوالات

سوال نمبر۱...... مشرکین عرب اللہ تعالیٰ کو آسمانوں و زمینوں بلکہ پوری کائنات کا خالق مانتے تھے اور ہر چیز کے اختیار رکھنے والا مانتے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ بتوں وغیرہ کی جو پوجا کرتے تھے وہ صرف اس لئے کہ یہ بت وغیرہ ہمیں خدا کے قریب کر دیں گے۔ ''ما نعبد هم الا لیقر بونا الیٰ اللہ زلفی'' اور یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی ان کو اختیارات دیئے ہیں۔ یعنی عطائی طور پر یہ بت خدا ہیں، ذاتی طور پر نہیں۔ ہماری ضرورتیں یہ پوری کریں گے۔

جب مشرکین نے عطائی طور پر ان کو خدا مانا ہے اور ان پر شرک کا حکم لگایا گیا ہے۔ آپ حضرات نے بھی خدائی صفت میں غیر اللہ کو عطائی طور پر شریک کیا ہے۔ آیا آپ پر شرک کا حکم لگے گا یا نہیں؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر کھل کر لوگوں کو اپنا مشرک ہونا واضح کریں۔ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر آپ کے قول میں اور مشرکین کے قول میں کیا فرق ہے؟ فرق واضح کریں۔

سوال نمبر۲...... غیر اللہ کے لئے اگر کوئی مثال دینی پڑے اور مثال دیں اللہ تعالیٰ کی تو یہی شرک کی ابتداء ہے۔ مثلاً آپ حضرات سے جب یہ کہا جاتا ہے کہ جب حضور ﷺ عالم الغیب تھے تو پھر حضرات صحابہؓ کو تعلیم کے لئے بھیج کر شہید کیوں کرا دیا؟ تو آپ حضرات یہ جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے علم کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ یہ

پوچھنا حکمت سے خالی نہیں۔ جس طرح یہاں اس واقعہ میں حکمت راز و نیاز پوشیدہ ہے اور آیت سے اللہ تعالیٰ کے علم غیب کی نفی نہیں۔ بعینہ اسی طرح صحابہ کرامؓ کا بھیجنا بھی کسی حکمت سے خالی نہیں۔ آپ ﷺ سے علم غیب کی نفی نہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو ''لیس کمثلہ شئی'' ہے۔ مخلوق مثلہ شئی ہے۔ جنس کے لحاظ سے دونوں میں خالق و مخلوق کا فرق ہے تو مخلوق میں سے کسی کے لئے کوئی شے ثابت کرنا اور مثال دینا اللہ تبارک و تعالیٰ کی، جو غیر مخلوق ہے، کیا یہ شرک نہیں اور شرک کی ابتداء نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو ایسے عقیدے سے علی الاعلان بیزاری کا ثبوت دیں۔ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر شرک کی تعریف اور حکم بیان کریں جو آپ پر لاگو نہ ہوسکے۔

**سوال نمبر۳......** حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ بلا فصل ہیں۔ اجماع صحابہؓ کی وجہ سے اور کچھ لوگ کافر ہیں صرف آپؓ کو خلیفہ بلا فصل نہ ماننے کی وجہ سے۔ جب آپ ﷺ عالم الغیب تھے اور علم غیب آپ ﷺ کو حاصل تھا تو آپ ﷺ نے قطعی اور واضح الفاظ میں یہ کیوں نہ بیان فرمادیا کہ میرے بعد خلیفہ بلا فصل حضرت ابوبکر صدیقؓ ہوگا نہ کہ حضرت علی المرتضیٰؓ تاکہ لوگ خلیفہ بلا فصل حضرت علی المرتضیٰؓ کو مان کر کافر نہ ہوجائیں۔ آپ کا نہ بتانا گویا لوگوں کو کفر میں داخل کرنے کے لئے تھا؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو تم میں اور شیعان علیؓ میں جو آج کل ہیں، کوئی فرق نہیں۔ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر آپ ﷺ نے علم ہونے کے باوجود اتنے بڑے مسئلے کو جس کی وجہ سے لوگ کافر ہوں واضح کیوں نہ کیا؟ کیا یہ بات ''وما ھو علی الغیب بضنین'' ﴿آپ ﷺ غیب پر بخل نہیں کرتے۔﴾ کے مخالف نہیں؟ اور کتمان علم میں شامل تو نہیں؟ فما ھو جوابکم

**سوال نمبر۴......** جب آپ حضرات سے یہ سوال کیا جائے کہ حضرت عائشہؓ کا ہار گم ہوگیا تھا۔ یا حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی گئی تھی؟ یا حضرت عثمانؓ کے بارے میں مقام حدیبیہ پر جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ وہ شہید کردیئے گئے ہیں وغیرہ۔ تو آپ ﷺ جب علم غیب رکھتے تھے تو بتایا کیوں نہیں تو آپ حضرات کا ایک ہی جواب ہوتا ہے کہ یہ بھی حکمت سے خالی نہیں۔ ہار کا اس وجہ سے نہیں بتایا تھا کہ تیمم کا حکم نازل ہونا تھا اور تہمت کا اس وجہ سے نہیں بتایا تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے صبر اور شکر کا امتحان تھا اور حضرت عثمانؓ کے بارے میں علم ہونے کے باوجود اس وجہ سے نہ بتایا کہ اگر بتادیتے تو صحابہ کرامؓ کو بیعت والا شرف حاصل نہ ہوتا۔ (حق کی تلاش ص ۱۴۰)

تو ہمارا سوال آپ حضرات سے یہ ہے کہ یہ جواب سوائے آپ حضرات کی کتابوں کے کسی اور کتاب میں بھی ہے؟ کسی محدث یا مفسر نے آج تک یہ جواب دیا ہے کہ علم غیب کلی

ہونے کے باوجود آپ ﷺ نے اس وجہ سے نہ بتایا کہ اس میں بہت ساری حکمتیں تھیں۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو مستند حوالہ پیش کریں۔ اگر جواب نفی میں ہے تو مجتہد بننا چھوڑ دیں۔ نیز کسی کا صبر اور شکر کا امتحان لینے کے لئے علم کے باوجود گواہی کو چھپانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر چھپانا جائز ہے تو پھر اللہ نے یہ کیوں فرمایا: ''ولا تکتموا الشھادۃ ومن یکتمھا فانہ اثم قلبہ (بقرہ: ۲۸۳)'' ﴿اور تم گواہی کو نہ چھپاؤ اور جو چھپاتا ہے پس اس کے دل کا گناہ ہے۔﴾

اگر چھپانا جائز نہیں تو پھر آپ ﷺ نے کیوں نہ اسی وقت اعلان فرمادیا تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ پاک دامن ہے اور آپ نے دوسروں سے کیوں مشورے لئے تھے؟

سوال نمبر ۵...... آپ ﷺ کائنات میں سب سے زیادہ نفیس اور طہارت کو پسند کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے نعلین مبارک کو ایک دفعہ گندگی لگی تھی اور آپ ﷺ نے نماز شروع کرادی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے بتانے سے آپ ﷺ نے نعلین مبارک اتار دیئے۔ آپ ﷺ اگر عالم الغیب اور علم غیب رکھتے تھے تو گندگی کو پہلے ہی سے صاف اور علیحدہ کیوں نہ کیا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بتانے کی کیوں ضرورت پیش آئی؟

## عقیدہ مختار کل...... چوتھا اختلاف

### علماء دیوبند کا عقیدہ

پوری کائنات کا خالق و مالک صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہے لہٰذا تکوینی امور جیسے موت و حیات، صحت و مرض اور تشریعی امور جیسے حلال وحرام وغیرہ پر حاکم اور مختار کل صرف اللہ پاک ہی ہے۔ جس وقت، جس جگہ، جس چیز کے ساتھ جو تصرف چاہے کرسکتا ہے۔ پوری کائنات کا نظام اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اس کے اختیارات میں ذرہ بھر مخلوق میں سے کوئی شریک و سہیم نہیں نہ ہی اس نے اپنے اختیارات میں سے کوئی اختیار کسی کو سپرد کیا ہے۔ ''وھو یفعل مایشاء ویحکم مایرید'' ہے۔ اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ ''لا یسئل عما یفعل'' اور اللہ پاک نے جلالت شان اور ختم نبوت کے لئے صرف حضور ﷺ کو ہی چنا ہے۔

اس شان اور صفت میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے آپ ﷺ کا کوئی ہمسر اور برابر نہیں اور اللہ پاک نے جو معجزات آپ ﷺ کے ہاتھ پر ظاہر کئے ہیں۔ وہ بقیہ تمام انبیاء کرام کے معجزات سے زیادہ ہیں۔ لیکن یہ معجزات بھی براہ راست اللہ تبارک وتعالیٰ کا فعل ہیں۔ ان معجزات کو دیکھ کر یہ عقیدہ بنالینا کہ آپ ﷺ بھی جس وقت، جس جگہ، جو چاہیں تصرف کرسکتے ہیں اور تمام اختیارات پوری کائنات کے اللہ پاک نے آپ ﷺ کے سپرد کردیئے ہیں۔ آپ ﷺ بھی مختار

کل، کلی اختیار رکھنے والے ہیں، صحیح نہیں۔ خدائی صفات میں شریک کرنے کے مترادف ہے۔ جو واضح اور صریح شرک ہے۔ کیونکہ تکوینی اور تشریعی امور میں سے کوئی چیز آپ ﷺ کے سپرد نہیں گئی اور نہ ہی آپ ﷺ کو مختار کل کہنا بایں معنی کہ تمام اختیارات رکھنے والے ہیں، جائز ہے۔ اس لئے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے تشریعی احکام سے کوئی مکلف جن وانس میں سے مستثنیٰ نہیں۔ خواہ وہ کتنا ہی اللہ تعالیٰ کا مقرب کیوں نہ ہو۔ اوامر، ومنھیات کا پابند ہے۔ اسی طرح تکوینی احکام سے بھی کوئی خارج نہیں۔ خواہ وہ آسمان کی مخلوق ہو یا زمین کی۔ وہ انبیاء کرام ہوں یا فرشتے۔ ساری کائنات اللہ تعالیٰ کے تکوینی احکامات کی پابند اور اس کی قضاو قدر کے تحت ہے۔ تو مختار کل اور کلی اختیار رکھنے والا اللہ پاک کے علاوہ کوئی اور نہیں لہٰذا کسی کو مختار کل کہنا بھی جائز نہ ہوگا۔ جو شخص مخلوق میں سے کسی چیز کے لئے یہ عقیدہ رکھے کہ وہ تمام اختیارات کا مالک ہے، مختار کل ہے، ذاتی یا عطائی طور پر، وہ مشرک ہے۔ دائرۂ اسلام و ایمان سے خارج ہے۔ ایسا عقیدہ سراسر قرآن وشریعت کے مخالف ہے جس سے توبہ واستغفار لازم ہے۔

(اقتباس اختلاف امت اور صراط مستقیم ص ۵۵، کفایت المفتی ج ا ص ۸۵)

## بریلوی حضرات کا عقیدہ

آپ ﷺ اللہ پاک کے نائب مطلق ہیں۔ تمام جہان آپ ﷺ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ جس وقت، جس جگہ، جو چاہیں تصرف کر سکتے ہیں۔ ساری کائنات کے آپ ﷺ حاکم ہیں۔ باقی ساری مخلوق آپ ﷺ کی محکوم ہے۔ آپ ﷺ تمام انسانوں کے مالک ہیں۔ ساری انسانیت آپ ﷺ کی مملوک ہے۔ تمام تکوینی وتشریعی امور آپ ﷺ کے سپرد کر دیئے گئے ہیں۔ جسے چاہیں دیں نہ دیں۔ رزق میں وسعت کریں نہ کریں۔ کسی چیز کو حلال کریں، حرام کریں۔ فرائض میں سے جو کسی کے لئے معاف کریں یا لاگو کریں۔ آپ ﷺ سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ آپ ﷺ ہی مختار کل اور کلی اختیار رکھنے والے ہیں۔ جو یہ عقیدہ نہیں رکھتا وہ گستاخ اور کافر ہے۔

(اقتباس بہار شریعت حصہ اول ص ۲)

## بریلوی حضرات کا عقیدہ ان کی عبارات سے

ا...... بیشک نبی ﷺ اللہ عزوجل کے خلیفہ ہیں۔ اللہ پاک نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خوان حضور ﷺ کے دست قدرت کے فرمانبردار اور زیر حکم ارادہ واختیار کر دیئے ہیں کہ جسے چاہیں عطاء فرماتے ہیں اور جسے چاہیں نہیں دیتے۔ (فتاویٰ افریقہ ص ۱۱۹)

۲...... احکام شریعت حضور ﷺ کو سپرد ہیں۔ جو بات چاہیں واجب کر دیں، چاہیں ناجائز فرما دیں۔ جس چیز یا جس شخص کو جس حکم سے مستثنیٰ کر دیں۔ (الامن والعلی ص ۱۵۱)

۳...... حضور اقدس ﷺ اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں۔ زمین و آسمان اور دونوں جہان میں حضور ﷺ کا تصرف جاری ہے۔ ہر نعمت حضور ﷺ ہی کے ہاتھ سے ملتی ہے۔

(شرح استمداد ص ۱۰۶)

۴...... ''کن'' اولیاء اللہ کی شان ہے۔ اولیاء اللہ جس چیز کو کن کہیں، فوراً ہو جاتی ہے۔ اپنے اختیار اور ارادہ سے اپنی مرضی اور پسند سے تمام جہان میں جس طرح چاہیں تصرف کرتے ہیں۔ جسے چاہیں نہ دیں۔ (شرح استمداد ص ۲۸)

۵...... اللہ جل شانہ حضور ﷺ کو حکم دیتا ہے کہ تم سب کو اپنا بندہ کہو اور ان سے یوں ارشاد فرماؤ کہ اے میرے گنہگار بندو! میرے رب کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ (الاستمداد ص ۷۵)

۶...... حضور اقدس ﷺ اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں۔ تمام جہاں حضور ﷺ کے تحت تصرف کر دیا گیا۔ جو چاہیں کریں۔ جسے چاہیں دیں۔ جس سے جو چاہیں واپس لے لیں۔ تمام جہان میں ان کے حکم کو پھیرنے والا کوئی نہیں۔ تمام جہان ان کا محکوم ہے اور وہ اپنے رب کے سواء کسی کے محکوم نہیں۔ تمام آدمیوں کے مالک ہیں۔ جو انہیں اپنا مالک نہ جانے حلاوت سنت سے محروم ہو جاتا ہے۔ تمام زمین ان کی ملک ہے۔ تمام جنت ان کی جاگیر ہے۔ ملکوت السموات والارض حضور ﷺ کے زیر فرمان جنت و نار کی کنجیاں دست اقدس میں دے دی گئیں۔ رزق و خیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ﷺ ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔ دنیا و آخرت حضور ﷺ کی عطاء کا ایک حصہ ہیں۔ احکام شرعیہ حضور ﷺ کے قبضہ میں کر دیئے گئے ہیں۔ جس پر جو چاہیں حرام کر دیں اور جس کے لئے جو چاہیں حلال کر دیں اور جو فرض چاہیں معاف کر دیں۔

(بہار شریعت ص ۲۲ حصہ اول)

۷...... جو کچھ اللہ تعالیٰ کسی کو دیتا ہے وہ رسول کریم ﷺ کی تقسیم سے ہی ملتا ہے۔ ''انما انا قاسم واللہ یعطی'' یعطی کا مفعول مذکور نہیں جس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ ہر چیز دینے والے ہیں۔ جس چیز کا دینے والا خدا ہے اس کی تقسیم کرنے والے رسول کریم ﷺ ہیں۔

(مقیاس حنفیت ص ۲۰۱، اربعین نبویہ ص ۳۵)

۸...... حضور ﷺ ہر قسم کی حاجت روائی کر سکتے ہیں۔ دنیا و آخرت کی مرادیں حضور ﷺ کے اختیار میں ہیں۔ (برکات الامداد ص ۸)

۹...... جناب رسول ﷺ کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے۔ کیونکہ حضرات صحابہ کرامؓ نے تو آنحضرت ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی تھی تو احد اور احمد میں کیا فرق رہا۔

(مقیاس حنفیت ص ۴۳)

۱۰...... سور کے تمام اجزاء حرام ہیں۔ گوشت، مغز، گردہ وغیرہ۔ رب فرماتا ہے ''انہ رجس'' اور رجس یعنی پلید چیز حرام ہوتی ہے۔ لیکن رب کی مرضی یہ تھی کہ سور کا گوشت میں حرام کردوں اور اس کے باقی اجزاء میرے حبیب حرام فرمائیں۔ جیسے اس نے صرف سور کو حرام کیا باقی کتا، بلا وغیرہ اس کے حبیبؐ نے۔ (نور العرفان ص ۳۹)

۱۱...... حضور ﷺ کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ جس کے لئے چاہیں اس کی زندگی ہی میں توبہ کا دروازہ بند کر دیں کہ وہ توبہ کرے اور وہ قبول نہ ہو اور جس کے لئے چاہیں بعد موت بھی توبہ کا دروازہ بھی کھول دیں اور اس کو زندہ فرما کر مسلمان کر دیں۔ (سلطنت مصطفیٰ ص ۸۵)

۱۲...... آیات قرآنیہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے رسولوں کے درمیان فرق ڈالنے والوں اور رسول کو غیر اللہ کہنے والوں کے واسطے فتویٰ کفر ارشاد فرمایا کیونکہ کافر اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان ایک غیریت کے رستے کا قائل ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کے واسطے سزا سخت فرمائی اور تفریق نہ کرنے والوں کو ایماندار ہونے سے سراہا۔ (مقیاس حنفیت ص ۴۳) (جو اللہ کے رسول کو اللہ کا غیر یعنی مخلوق کہتا ہے، خالق نہیں کہتا وہ کافر ہے۔)

۱۳...... بلکہ یہ وجہ بھی ہے کہ حقیقتاً کائنات میں آپ ﷺ قاسم نعم الٰہی ہیں۔ اس پر خود حدیث شاہد ہے۔ (نور ہدایت ص ۱۲۳)

۱۴...... اولیاء اللہ ہمارے مالک ہیں اور ہم ان کے مملوک ہیں۔ (الامن والعلیٰ ص ۹۱)

۱۵...... رسول اللہ ﷺ کو پوری خدائی قوت دی گئی ہے۔ جب ہی تو خدا کی طرح مختار کل اور نائب کل ہیں۔ (شرح استمداد ص ۵۱)

۱۶...... حضور ﷺ گناہ بخشتے ہیں۔ (الامن والعلیٰ ص ۵۴)

۱۷...... اللہ نے انبیاء، اولیاء، شہداء اور فرشتوں کو حاجت روا اور مددگار بنایا تو یہ برگزیدہ ہستیاں مشکل کشا ہوئیں۔ اب جو کوئی ان کو مطلقاً مددگار نہ مانے وہ کھلا ہوا منکر قرآن ہے اور منکر قرآن کافر و مرتد ہے۔ (حق کی تلاش ص ۱۷۱)

## خلاصہ

آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرح نائب کل اور مختار کل ہیں۔ تمام کائنات کے اختیارات

آپ ﷺ کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ جو نہ مانے (۱) کافر ہے۔ (۲) مرتد ہے۔ (۳) منکر قرآن ہے۔ (۴) کھلا ہوا مشرک ہے۔ (۵) حلاوت سنت سے محروم ہے۔

## بریلوی حضرات کے عقیدہ مختار کل میں تضادات

| | |
|---|---|
| (۱) حضور ﷺ کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ جس کے لئے چاہیں اس کی زندگی ہی میں توبہ کا دروازہ بند کر دیں اور جس کے لئے چاہیں موت کے بعد بھی توبہ کا دروازہ کھول دیں اور اس کو زندہ فرما کر مسلمان کر دیں۔ (سلطنت مصطفیٰ ص ۸۵)<br>(یعنی آپ مختار کل ہیں۔) | (۱) رسول اللہ ﷺ یہی چاہتے تھے اپنے چچا کے واسطے کہ وہ اسلام لاویں اور ظہور میں ایسا نہ آیا جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ جب نبی کو کلی اختیار نہیں تو ولی کو کس طرح ہو۔ یہ تب ہو کہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی نبی یا ولی کو سب اختیار دیکر خود معطل ہو بیٹھے اور یہ بالکل برخلاف عقیدہ اسلام ہے۔ (مکتوبات طیبات بمہر چشتیہ ص ۱۲۷) (جو مختار کل ہونے کا عقیدہ رکھے کسی نبی ولی کے لئے، وہ اسلام کیخلاف عقیدہ رکھتا ہے۔) |
| (۲) رسول اللہ ﷺ کو پوری خدائی قوت دی گئی۔ جب ہی تو خدا کی طرح مختار کل اور نائب کل ہیں۔ (شرح استمداد) | (۲) خدا جو کچھ چاہے کرے، کوئی اس سے سوال کرنے والا نہیں کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ وہ فاعل مختار ہے۔ ''یفعل مایشاء ویحکم مایرید'' اور بندے جو کچھ کریں ان سے سوال ہوگا۔ (ملفوظات حصہ چہارم ص ۹۳) |
| (۳) احکام شریعت حضور ﷺ کے سپرد ہیں۔ جو بات چاہیں واجب کر دیں یا چاہیں ناجائز فرمادیں۔ جس چیز جس شخص کو جس حکم سے مستثنیٰ کر دیں۔ (الامن والعلیٰ ص ۱۵۱) | (۳) وہ اللہ تعالیٰ ہر وقت اپنی قدرت کے آثار ظاہر فرماتا ہے۔ کسی کو روزی دیتا ہے، کسی کو مارتا ہے۔ کسی کو جلاتا ہے۔ کسی کو عزت دیتا ہے۔ کسی کو ذلت، کسی کو غنی کرتا ہے۔ کسی کو محتاج، کسی کے گناہ بخشتا ہے۔ کسی کی تکلیف رفع کرتا ہے۔ (حاشیہ کنز الایمان پ ۲۷، الرحمٰن) |

| (۴) اللہ نے انبیاء، اولیا، شہداء اور فرشتوں کو حاجت روا اور مددگار بنایا تو یہ برگزیدہ ہستیاں مشکل کشا ہوئیں۔ اب جو کوئی ان کو مطلقاً مددگار نہ مانے وہ کھلا ہوا منکر قرآن ہے اور منکر قرآن کافر و مرتد ہے۔ (حق کی تلاش ص ۱۷۱) | (۴) مسلمانو! اللہ سے امداد، استقامت طلب کرنا فرض عین ہے اور جو اس کا منکر ہے وہ کافر و مرتد ہے اور انبیاء کرام اور اولیاء سے مدد طلب کرنا منشاء الٰہی ہے۔ (حق کی تلاش ص ۱۷۱) (گویا کافر و مرتد ہونا منشاء الٰہی ہے۔ کیونکہ انبیاء سے مدد طلب کرنے سے پہلے والا فرض چھوٹتا ہے۔) |
|---|---|
| (۵) اللہ نے اپنے اور اپنے رسولوں کے درمیان فرق ڈالنے والوں اور رسولوں کو اللہ کا غیر کہنے والوں کے واسطے فتوئ کفر ارشاد فرمایا ہے اور تفریق نہ کرنے والوں کو ایماندار ہونے سے سراہا۔ (مقیاس حنفیت ص ۴۳) | (۵) ہمارا ایمان کامل ہے کہ اللہ ہم سب کا مددگار، کارساز اور مشکل کشا ہے۔ مددگار، مشکل کشا اور کارساز ہونا اللہ کی صفات ہیں۔ اللہ کی ان صفات میں نہ کوئی دوسرا شریک ہے نہ ہمسر۔ وہ اپنی صفات کاملہ میں بھی یکتا اور قطعی بے نیاز ہے۔ (حق کی تلاش ص ۱۴۹) |
| (۶) جو کچھ اللہ تعالیٰ دیتا ہے وہ رسول کریم کی تقسیم سے ہی ملتا ہے۔ جس چیز کا دینے والا خدا ہے اس کی تقسیم کرنے والے رسول ہیں۔ (اربعین نبویہ ص ۳۵) (یعنی حضور ﷺ کے واسطے اور وسیلے سے سب کچھ جہان کو ملتا ہے۔ پہلے آپ ﷺ کے ہاتھ پھر کسی دوسرے کے پاس آتا ہے۔) | (۶) اللہ اکبر حاکم حقیقی عزوجل پاک ہے۔ اس سے کہ کسی سے توسل کرے وہی اکیلا حاکم ہے۔ اکیلا خالق، اکیلا مدبر ہے۔ سب اس کے محتاج ہیں۔ وہ کسی کا محتاج نہیں۔ (احکام شریعت حصہ ۳ ص ۳۵) (یعنی اللہ تعالیٰ خود دیتے ہیں۔ کسی کے وسیلے کی ضرورت نہیں۔) |
| (۷) تمام جہان حضور ﷺ کا متصرف کر دیا گیا۔ تمام جہان میں ان کے حکم کو پھیرنے والا کوئی نہیں۔ تمام آدمیوں کے مالک ہیں۔ جو انہیں اپنا مالک نہ جانے سنت سے محروم ہے۔ تمام زمین ان کی ملک ہے۔ تمام جنت ان کی جاگیر ہے۔ ملکوت السموات والارض حضور ﷺ | (۷) آسمان و زمین کا وہی مالک ہو سکتا ہے جو حی القیوم، ازلی وابدی قادر مطلق، ہر شے پر متصرف و حکمران ہو اور تمام چیزیں اس کے پیدا کرنے سے وجود میں آئی ہوں۔ ایسا سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں ہو سکتا۔ (کنز الایمان ص ۱۸۵ حاشیہ نمبر ۳۰ پ ۷) (یعنی تمام چیزوں کا |

| | |
|---|---|
| کے زیر فرمان ہیں۔ (بہار شریعت حصہ اول ص ۲۲) (یعنی تمام چیزوں کا مالک و متصرف صرف آپ ﷺ ہیں۔) | متصرف صرف اللہ پاک ہے۔) |
| (۸) کوئی نبی خدا تعالیٰ کا وزیر نہیں ہو سکتا کیونکہ وزیر وہ ہوتا ہے جو بادشاہ کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اس کی مدد کرے اور سلطنت کا بوجھ اٹھائے۔ رب تعالیٰ ضرورتوں سے پاک اور بے نیاز ہے۔ (نور العرفان ص ۵۷۸) | (۸) مگر اس کلمہ محمد کو اللہ کے ساتھ بہت ہی مناسبت ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ رب سلطان اور محمد ﷺ وزیر اعظم۔ (شان حبیب ص ۱۴۱) (نوٹ: نور العرفان، شان حبیب یہ دونوں کتابیں ایک مصنف کی ہیں۔) |

فائدہ...... قارئین کرام! آپ حضرات نے نام نہاد سنی حضرات کا عقیدہ اور ان کے اکابرین کا عقیدے میں اختلاف پڑھ لیا ہے۔ جس سے اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ یہ حضرات عقائد کے لحاظ سے تذبذب کا شکار ہیں۔ جو ان کے باطل و مردود ہونے کی ظاہر دلیل ہے۔ ان کے عقیدے مختار کل سے اس بات پر بھی واضح ثبوت ملتا ہے کہ مشرکین عرب کے عقیدے کے ساتھ یہ لوگ متفق ہیں۔ ذرہ بھر کوئی فرق نہیں۔ کیونکہ مشرکین عرب اللہ تعالیٰ کو خالق و مالک، رازق ماننے کے ساتھ ساتھ یہ عقیدہ بھی رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کچھ اختیارات ان بتوں وغیرہ کو بھی دیئے ہوئے ہیں۔

اب ہمارا واسطہ ان بتوں سے ہے لہٰذا ہم ان کو خوش رکھنا چاہتے ہیں اور ان بتوں کا رابطہ اللہ تعالیٰ سے ہے۔ یہ بت ہمارے کام اللہ تعالیٰ سے کروا کر دیں گے وغیرہ۔ بعینہ یہی عقیدہ اب بریلوی حضرات کا ہے کہ سب اختیار اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دے دیئے ہیں۔ اب سب کچھ کرنے والے آپ ﷺ ہیں۔ کچھ لوگ اس سے بھی آگے بڑھتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ بھی مختار کل ہیں۔ ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے اختیار دے دیا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے اختیارات ذاتی ہیں اور آپ ﷺ کے عطائی ہیں۔ یہی کچھ مشرک کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی بتوں کو اختیار دیئے ہیں۔ یعنی بت وغیرہ عطائی طور پر معبود ہیں۔ جب ان کے عقیدے اور مشرکین کے عقیدے میں کوئی فرق نہ رہا تو یہ لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کے مستحق نہیں۔

ان کو چاہیئے کہ اپنے عقائد پر غور و فکر کریں پھر بعض لوگ یہ کہہ کر جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں کہ مشرکین کا عقیدہ تو بتوں کے بارے میں تھا۔ کیا ہم نے اپنا عقیدہ بتوں کے بارے میں بنایا ہے کہ ہم پر شرک کا فتویٰ لگے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدائی صفات میں غیر اللہ کو

شریک کرنے میں دونوں برابر ہیں لہذا فتوئی بھی دونوں پر لگے گا۔ نیز جو عقیدہ قرآن و حدیث اجماع صحابہؓ سے ثابت ہوتا ہے۔ اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہوتا اور جو عقیدہ اپنی طرف سے بنا کر قرآن وحدیث کی اسی کے مطابق تاویل کی گئی ہو۔ اس میں ایسے اختلاف نظر آتے ہیں جیسے بریلوی حضرات کے عقیدے میں اختلاف نظر آ رہا ہے۔ لہذا ہم مسلک وہم مشرب لوگوں کے عقائد میں اختلاف ہونا ان کے باطل ہونے کی بین دلیل ہے۔

## مختار کل کا معنی ومطلب

لفظ مختار، باب افتعال، اجوف یائی سے، اسم فاعل کا صیغہ بھی ہوسکتا ہے اور اسم مفعول کا صیغہ بھی ہوسکتا ہے۔ اگر اس کو اسم فاعل بنائیں تو اس کا معنی ہوگا اختیار رکھنے والا اور اگر اس کو اسم مفعول بنائیں تو اس کے دو معنی ہوں گے۔ (۱) اختیارات دیا ہوا۔ وہ شخص جس کو اختیارات دے دیئے گئے ہوں۔ (۲) چنا ہوا، انتخاب کیا ہوا۔ پسند کیا ہوا۔

اگر لفظ مختار بول کر اسم مفعول کا دوسرا معنی مراد لیا جائے کہ آپ ﷺ کو اللہ پاک نے مقام ومرتبہ، جلالت شان اور ختم نبوت کا تاج پہنانے کے لئے چن لیا ہے، پسند کر لیا ہے۔ پوری مخلوق میں سے سب سے زیادہ آپ ﷺ کو ہی پسند کیا ہے۔ تو یہ معنی لینا عین اسلام ہے۔ اہل سنت والجماعت علماء دیوبند کا عقیدہ ہے......

"لا یمکن الثناء کما کان حقہ"

"بعد از خدا بزرگ

توئی، قصہ، مختصر"

اور اگر لفظ مختار بول کر اسم مفعول کا پہلا معنی مراد لیا جائے کہ تمام تر اختیارات اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے سپرد کر دیئے ہیں اور اسم فاعل کا معنی لفظ مختار سے بھی یہی کر دیا جائے کہ آپ ﷺ تمام تر اختیارات رکھنے والے ہیں۔ تکوینی اور تشریعی اور جیسے کہ عرف عام میں فریق مخالف لفظ مختار کل بول کر یہی معنی لیتا ہے تو یہ عین شرک ہے جس سے توبہ فرض ہے اور یہی عقیدہ مشرکین عرب کا تھا جو لفظ مختار کل سے آج کل لیا جاتا ہے۔

## تکوینی وتشریعی امور کا مطلب

تکوینی امور سے مراد زمین وآسمان، انسان وحیوان، موت وحیات، چرند و پرند، کیڑے مکوڑے بیماری وتندرستی، فقیر وامیر، اولاد دینے نہ دینے، عزت وذلت، بچہ وجوان، رزق کی تنگی وکشادگی، بارش کا برسانہ وروکنا، بادشاہی وگدائی، تخت یا تختہ، زمین سے کسی چیز کا ہونا یا نہ

ہونا وغیرہ کاموں کو پیدا کرنا، ظاہر کرنا۔ ان کا انتظام چلانا سارے کام اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے۔ وہی مدبر امر ہے۔ اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں سب چیزیں اور اسی کی قدرت سے ہی سارا نظام چل رہا ہے۔ ان کاموں کے چلانے میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کو کہا جاتا ہے کہ تکوینی امور کا متصرف اللہ تعالیٰ ہے۔

## تشریعی امور

تشریعی امور سے مراد ہے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ادا کرنا، سچ بولنا، جھوٹ سے بچنا، صدقہ وخیرات کرنا، بخل سے بچنا، ماں باپ، بہن بھائی، عزیز واقارب جس کے جو حقوق ہیں ان کو ادا کرنا، توحید پر قائم رہنا، شرک سے بچنا اور تمام ان کاموں سے بچنا جو شریعت نے حرام کر دیئے ہیں اور ان کاموں کو بجالانا جو شریعت نے حکم دیئے ہیں۔ غرض یہ کہ شریعت اسلامیہ نے جن اوامر ونواہی کے بجالانے یا پرہیز کرنے کا مطالبہ مخلوق سے کیا ہے، خواہ وہ امور دنیا میں مفید ہوں یا آخرت میں، ان امور کے اداء کرنے کا نام تشریعی امور ہیں اور یہ سب کام بھی اللہ پاک ہی کے قبضہ قدرت میں ہیں کہ وہ کسی چیز کو حرام کرے یا حلال۔

کسی چیز کا حکم دے یا کسی چیز سے روکے۔ یعنی تمام اوامر اور نواہی بھی اللہ کے اختیار میں ہیں۔ ان کے حلال وحرام کرنے میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کو کہا جاتا ہے کہ تشریعی امور کا متصرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اب اہل سنت والجماعت علماء دیوبند کا عقیدہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ تکوینی اور تشریعی طور پر حاکم ومختار کل صرف اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہے۔ اس نے مافوق الاسباب اختیارات کسی کو نہیں دیئے۔

اعتراض...... بعض شرعی امور میں حلت وحرمت کی نسبت آپ ﷺ کی طرف کی گئی ہے اور بعض مسائل میں تحلیل وتحریم کی نسبت ائمہ مجتہدین کی طرف بھی کی گئی ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ یہ کام فلاں امام صاحب کے نزدیک حرام یا مکروہ ہے وغیرہ۔ گویا مجتہد نے بذات خود اس کو حرام کیا ہے اور مکروہ کہا ہے تو پھر آپ حضرات تشریعی امور میں حلت وحرمت کی نسبت صرف خدا کی طرف کیسے کرتے ہیں؟

جواب...... شرعی امور میں حلت یا حرمت کی نسبت جو آپ ﷺ کی طرف کی گئی ہے، وہ اس معنی میں ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے پیغمبر اور رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے احکام مخلوق کو پہنچانے والے ہیں۔ آپ ﷺ کا کسی چیز کو حلال یا حرام کرنا اس بات کی پکی اور سچی نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے آپ ﷺ کو حکم دیا ہے کہ میں نے یہ چیز حلال یا حرام کر دی ہے آپ

مخلوق کو اطلاع کر دیں۔ اسی کو تعبیر کیا جاتا ہے کہ اللہ کے نبی نے حرام یا حلال کیا ہے۔ ایسی بات ہرگز نہیں کہ اللہ کا نبی بذات خود اپنے اختیار سے ہی کسی چیز کو حلال یا حرام کرنے والا ہے۔

ائمہ مجتہدین کی طرف بھی تحلیل وتحریم کی نسبت اسی معنی میں ہے کہ وہ قرآن وحدیث سے کسی چیز کے حلال وحرام ہونے کو اپنے اجتہاد واستنباط کے ذریعے سمجھتے ہیں۔ پھر آگے پیش کر دیتے ہیں۔ گویا اس چیز کو بھی شارع نے حلال وحرام کیا ہے نہ کہ ائمہ مجتہدین نے۔ ایسی بات نہیں کہ مجتہدین کو کسی چیز کے حلال وحرام کرنے کا اختیار دے دیا گیا ہو۔ اسی مضمون کو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں "ان التحليل والتحريم عبارة عن تكوين الخ" بیشک تحلیل وتکریم اس تکوین کا نام ہے جو عالم ملکوت میں نافذ ہوتی ہے کہ فلاں شے پر مواخذہ ہوگا یا نہ ہوگا۔ پس یہی تکوین اللہ تعالیٰ کی صفات سے ہے۔

"واما نسبة التحليل والتحريم الى النبى فمعنى ان قوله اشارة قطعية تحليل الله وتحريمه" لیکن حلت وحرمت کی نسبت آپ ﷺ کی طرف وہ اس معنی میں ہے کہ آپ ﷺ کا قول قطعی نشانی ہے اللہ تعالیٰ کے حلال وحرام کرنے کی۔ "واما نسبتها الى المجتهدين من امته بمعنى روايتهم ذالك عن الشارع او استنباط معنى من كلامه" لیکن مجتہدین کی طرف نسبت حلت وحرمت کی اس معنی میں ہے کہ وہ اس کو نص شارع سے روایت کرتے ہیں۔ یا کلام شارع سے استنباط کرتے ہیں۔ (حجۃ اللہ البالغہ ص ۴۹)

## مدد وپکار مافوق الاسباب وتحت الاسباب کا مطلب

مافوق الاسباب کا مطلب ہے کہ بغیر کسی سبب اور ذریعہ سے کسی کو نفع ونقصان پہنچے تو وہ صرف اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوگا۔ یعنی جب بظاہر کوئی سبب وذریعہ نظر نہ آ رہا ہو۔ مخلوق کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے میں بے بس نظر آ رہی ہو۔ انہوں نے اپنے تمام تر حربے وحیلے استعمال کر لئے ہوں لیکن ان کا کوئی فائدہ نظر نہ آ رہا ہو۔ اب سوائے اللہ پاک کے کرنے کے کوئی نہیں کر سکتا۔ اس وقت جو نفع ونقصان ہوگا وہ مافوق الاسباب ہوگا۔ بغیر کسی سبب کے ہوگا۔ جو صرف اللہ پاک ہی کرنے والا ہوگا اور بس۔

## مافوق الاسباب کاموں کی مثالیں

مثال نمبر ۱...... حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں چلے گئے۔ زندہ رہنے کے کوئی اسباب نظر نہیں آ رہے تھے اور باہر آنے کے بھی کوئی اسباب نظر نہیں آتے تھے، سمندر کی گہرائی اور تہہ در تہہ تاریکی میں حضرت یونس علیہ السلام کا کئی دن زندہ رہنا یہ مافوق الاسباب

تھا، بغیر کسی سبب کے تھا۔ صرف زندہ رکھنے والی اور روزی دینے والی ذات اللہ تعالیٰ کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ہی باہر مچھلی کے پیٹ سے نکالا اور زندہ رکھا۔ اس وقت حضرت یونس علیہ السلام کی پکار مافوق الاسباب تھی اور اللہ تعالیٰ کا مدد کرنا مافوق الاسباب یعنی بغیر کسی سبب کے تھا۔

مثال نمبر۲...... حضرت زکریا علیہ السلام بوڑھے ہو چکے ہیں۔ بیوی بھی بڑھاپے کی وجہ سے بانجھ ہو چکی ہے۔ بظاہر اولاد کے اسباب نظر نہیں آ رہے۔ ہڈیاں تک کمزور ہو چکی ہیں۔ ان حالات میں حضرت زکریا علیہ السلام نے جو اللہ تعالیٰ کو پکارا ہے اور اللہ پاک نے بیٹا حضرت یحییٰ علیہ السلام عطاء فرمایا ہے یہ مافوق الاسباب ہے۔ صرف اللہ پاک ہی کر سکتا ہے اور بس۔ وہی مختار کل ہے اور کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔

مثال نمبر۳...... مشرکین عرب اپنے معبودان باطلہ اپنے ہاتھوں کے ساتھ بنا کر اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ جب کبھی سمندروں میں سفر کرنے کا موقع آتا تو یہ بھی معبود ساتھ ہوتے تھے لیکن جب طوفان آ جاتا تھا اور بچنے کی کوئی امید نہ ہوتی اب سوائے ہلاک ہونے کے کچھ نظر نہ آ رہا ہوتا تو جو پہلے اسباب اپنے مسائل کے حل کرانے کے ساتھ ہوتے تھے ان سب کو سمندر میں پھینک کر اللہ کی طرف رجوع کر لیتے تھے۔ اب اس وقت جو اللہ کو پکار رہے ہیں یہ مافوق الاسباب تھا۔ اللہ نے ہی ان کو بچایا ہے۔ باقی کوئی سبب نہیں تھا بچنے کا تو ان کا بچ جانا مافوق الاسباب تھا۔

اللہ تعالیٰ ہی مختار کل ہے۔ اسی نے بچایا ہے۔ باقی کوئی کام نہیں آیا۔ اسی طرح انسان جب اپنے تمام تر حیلے، تدبیریں آزما لے لیکن سود مند کچھ نظر نہ آ رہا ہو۔ ہمارے خلاف پڑ رہی ہوں تو یہی کہا جائے گا کہ یہاں ایک زبردست قدرت کا ہاتھ ہے۔ جس کے سامنے ہر شئی بے بس ہے۔ تو یہ معاملہ مافوق الاسباب ہوگا۔ اس وقت اگر کوئی انسان سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی پیر، فقیر، ولی، نبی، فرشتہ یا جن غرض خدا کے علاوہ جس کو پکارے گا وہ مافوق الاسباب ہوگا اور شرک ہوگا۔

## تحت الاسباب کا مطلب

کسی کام کے تحت الاسباب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ بظاہر کسی چیز کی وجہ سے کوئی کام ہوتا ہوا نظر آئے۔ مثلاً روٹی کھائی، بھوک اتر گئی۔ پانی پیا، پیاس ختم ہو گئی۔ بیمار ہوئے، دوائی کھائی، تندرست ہو گئے۔ کوئی دریا میں ڈوب کر مر گیا۔ آگ لگ گئی اور مر گیا تو یہی کہا جائے گا کہ یہ کام اسباب کے تحت ہوئے ہیں اور حکیموں ڈاکٹروں کے علاج کرنے سے جو شفاء ملتی ہے وہ بھی تحت الاسباب ہوتی ہے۔

## خلاصہ کلام

اگر کوئی آدمی کسی کو پکارتا ہے اور عقیدہ یہ رکھتا ہے کہ بغیر کسی سبب کے وہ اس کی ہر حاجت وضرورت پوری کرے گا۔اس کی آواز کو بروقت ہر جگہ سے سنتا ہے تو اس کے مشرک وکافر ہونے میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ جیسے یا رسول اللہ مدد یا پھر یا علی مدد کے نعرے لگائے جاتے ہیں۔ صرف ان کو مختار کل، حاجت روا، مشکل کشا سمجھ کر۔ باقی ذاتی اور عطائی کا جو فرق کرتے ہیں اس کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں۔ اگر اسباب کے درجہ میں کسی کو اپنے کام کے لئے بلاتا ہے کہ اس کے واسطہ اور سبب سے کام جلدی ہو جائے گا۔ اختیار سب خدا کو ہیں۔ اس نے بھی خدا سے ہی دعا وغیرہ کے ذریعے کام کروانا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ وسیلہ اور توسل اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا پکڑنا یہ اہل سنت کا عقیدہ ہے اور اس کی مکمل بحث ''التحقیق المتین فی حیات النبی الامین ﷺ'' میں دیکھی جا سکتی ہے۔

## مختار کل صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے قرآن کریم کی روشنی میں

آیت نمبر۱...... ''الم تعلم ان اللہ لہ ملک السموات والارض وما لکم من دون اللہ من ولی ولانصیر (بقرة:۱۰۷)'' ﴿کیا آپ نہیں جانتے کہ بیشک اللہ تعالیٰ کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی ملک اور نہیں ہے تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی کارساز اور نہ ہی کوئی مددگار۔﴾

معلوم ہوا کہ سلطنت وقدرت کے لحاظ سے کلی اختیار صرف اللہ پاک کو ہے۔

آیت نمبر۲...... ''وللہ ملک السموات والارض وما بینهمایخلق مایشاء واللہ علی کل شئی قدیر (مائدہ:۱۷)'' ﴿اور اللہ ہی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر شئی پر قدرت واختیار رکھنے والا ہے۔﴾

معلوم ہوا کہ مخلوق میں سے کسی کا زور اس کے سامنے نہیں چلتا۔ سب اختیار ابرار اس کے سامنے مجبور و بے بس ہیں۔

آیت نمبر۳...... ''وللہ ملک السموات والارض وما فیهن وهو علیٰ کل شئی قدیر (مائدہ:۱۲۰)'' ﴿اور اللہ ہی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے اور وہی اللہ تعالیٰ ہر شئی پر قادر ہے۔﴾

آیت نمبر۴...... ''قل من بیده ملکوت کل شئی وھو یجیر ولا یجار علیه ان کنتم تعلمون (مؤمنون:۸۸)'' ﴿آپ پوچھیں کہ کون ہے، جس کے قبضہ قدرت میں ہے ہر شئی کی بادشاہت اور وہی پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا، اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ۔﴾ ''سیقولون لله'' ﴿عنقریب بتائیں گے اللہ۔﴾

معلوم ہوا کہ ہر چیز پر صرف اللہ تعالیٰ کا اختیار چلتا ہے اور وہی ذات کلی اختیار رکھنے والی مختار کل ہے۔ جس کو چاہے معاف فرمادے اور جس کو چاہے پکڑ لے۔ کوئی اس سے اس مجرم کو نہیں بچا سکتا۔

آیت نمبر۵...... ''قل من یرزقکم من السماء والارض امن یملك السمع والابصار ومن یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ومن یدبر الامر،فیسقولون الله فقل افلا تتقون، فذالکم الله ربکم الحق فماذا بعد الحق الا الضلل فانی تصرفون (یونس:۳۲)'' ﴿آپ ان سے پوچھیں کہ کون روزی دیتا ہے تم کو آسمان وزمین سے یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا؟ اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور کون تدبیر کرتا ہے کاموں کی؟ پس وہ جواب دیں گے کہ اللہ! تو آپ فرمائیں کہ پھر تم ڈرتے نہیں ہو، پس یہی تمہارا اللہ ہے رب ہے تمہارا سچا۔ پھر کیا رہ گیا حق کے بعد سوائے گمراہی کے، پس تم کہاں لوٹے جا رہے ہو۔﴾

فائدہ...... معلوم ہوا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو ہی اصلی مالک و خالق اور تمام کاموں کا انتظام کرنے والا، تدبیر کرنے والا سمجھتا ہے۔ اس کو چاہئے پکار سننے والا، مددگار، کارساز، کلی اختیار رکھنے والا صرف اللہ تعالیٰ کو ہی سمجھے نہ کہ مخلوق میں سے کسی کو۔

قارئین کرام! کتنے افسوس کی بات ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو عاشق رسول، غلامان رسول، اہل سنت والجماعت کہلانے والے ہیں۔ ان کے سامنے وہ آیات و احادیث پیش کی جا رہی ہیں جو مشرکین کے سامنے پیش کی جاتی تھیں اور پیش کرنے والے بھی ایسے علماء حضرات جن کی علمی خدمات کو دنیا داد دیتی ہے۔ آخر کوئی وجہ تو ہے کہ اتنے بڑے مفتیان کرام اور ان حضرات کی عبارات کو دیکھ کر اور ان کے حالات کو دیکھ کر کہ مزاروں کے سامنے ایسے گرے پڑے ہوتے ہیں جیسے خدا کے سامنے گرے پڑے ہوں۔ شرک کا فتویٰ لگا رہے ہیں۔ ان حضرات سے دردمندانہ گذارش ہے کہ اپنی عبادات اور اپنے عقائد کا سنجیدگی سے تعصب کی عینک اتار کر مطالعہ کریں۔ غور وفکر کریں۔ اہل علم حضرات سے پوچھ لیں کہ ایسے عقائد درست ہیں یا نہیں ورنہ خوب سمجھ لو کہ

عقائد کا معاملہ ہے اللہ کے سامنے جہالت وغیرہ کا کوئی عذر قابل قبول نہ ہوگا۔'' واللہ الموفق وھو یھدی السبیل''

آیت نمبر۶ ....... ''وان یمسسک اللہ بضرفلا کاشف لہ الا ھو وان یمسسک بخیر فھو علی کل شئی قدیر (انعام:۱۷)'' ﴿اور اگر آپ کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کو دور کرنے والا سوائے اسی کے کوئی نہیں اور اگر وہ آپ کو نفع پہنچائے تو وہ ہر چیز پر قدرت اور اختیار رکھنے والا ہے۔﴾

معلوم ہوا کہ نفع ونقصان کا مالک صرف اللہ پاک ہے نہ کہ مخلوق میں سے کوئی شئی۔

آیت نمبر۷ ....... ''قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ، ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک (انعام:۵۰)'' ﴿آپ فرمادیجئے کہ نہ میں تمہیں یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں تمام غیوب کو جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔﴾

آیت نمبر۸ ....... ''ولا تدع من دون اللہ مالا ینفعک ولا یضرک فان فعلت فانک من الظالمین، وان یمسسک اللہ بضر فلاکاشف لہ،الاھو وان یردک بخیر فلا رادلفضلہ (یونس:۱۰۶)'' ﴿اللہ پاک کے سوامت پکاروان کو جونہ تمہیں نفع پہنچاسکتے ہیں اور نہ ہی نقصان، اگر تو نے ایسا کیا تو بیشک تمہارا شمار ایسا کرنے پر ظالموں میں ہوگا اور اگر اللہ پاک تجھ کو ضرر پہنچانا چاہے تو اس کو سوائے اللہ کے کوئی دور نہیں کرسکتا اور اگر اللہ پاک تجھ پر احسان کرنا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی رد نہیں کرسکتا۔﴾

ان تمام آیات سے روز روشن کی طرح یہ عقیدہ کھل کر سامنے آ گیا کہ مختار کل صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس نے نہ اپنے اختیار کسی کو دیئے ہیں نہ ہی مخلوق میں سے کوئی اختیار رکھنے والا ہے۔ پکار مافوق السبب کا وہی مستحق ہے کسی اور کو مختار سمجھتے ہوئے پکارنا شرک سے خالی نہیں۔

## مختار کل اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، احادیث کی روشنی میں

حدیث نمبر۱ ....... ''عن ابن عباس قال کنت خلف رسول اللہ ﷺ یوما فقال یا غلام،ا حفظ اللہ یحفظک،احفظ اللہ تجدہ تجاھک واذا سالت فسأل اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ واعلم ان الامہ لو اجتمعت علیٰ ان ینفتوک بشئی لم ینفعوک الا بشئی قد کتبہ اللہ لک ولو اجتمعو اعلیٰ ان یضروک بشئی لم یضروک الا بشئی قد کتبہ اللہ علیک رفعت الاقلام وجفت

الصحف" (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۵۳، ترمذی شریف ج ۲ ص ۷۴)

(حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں آپ ﷺ کے پیچھے سوار تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لڑکے! اللہ تعالیٰ کے حقوق کی پابندی کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کرے گا۔ جب بھی کسی چیز کا سوال کرنا ہو تو اللہ تعالیٰ سے ہی سوال کرو اور جب مدد کی ضرورت ہو تو اللہ پاک ہی سے مدد طلب کرو اور یقین رکھو اس بات کا کہ اگر ساری امت مل کر تجھے کوئی نفع پہنچانا چاہے تو تجھے کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتی سوائے اس کے اللہ تعالیٰ نے جو تیرے لئے مقدر کر دیا ہے اور اگر ساری امت مل کر تجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے مقدر کر دیا ہے۔ قلم جو کچھ تقدیر لکھ چکا وہی ہوگا اور تقدیر کے رجسٹر بھی خشک ہو چکے ہیں۔)

فائدہ...... ہمارا سارا اختلاف مختار کل کے بارے میں پکار مافوق الاسباب کا ہے کہ جو بھی یہ عقیدہ رکھے گا کہ ہر وقت، ہر جگہ، ہر کسی کی، ہر شئی میں سوائے اللہ کے کوئی اور بھی مخلوق میں سے مدد کرتا ہے جیسے کہ یا رسول اللہ مدد، یا علی مدد، یا غوث پاک مدد وغیرہ نعرے سننے میں آتے رہتے ہیں۔ یہ عین شرک ہیں۔ کیونکہ نعرے لگانے والے کا یہی خیال ہوتا ہے کہ اللہ کا رسول حاضر و ناظر بھی ہے، عالم الغیب بھی ہے، مختار کل بھی ہے جبکہ یہ عقیدہ قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں واضح الفاظ موجود ہیں کہ جب بھی کچھ مانگنا ہو اللہ تعالیٰ سے مانگو اور جب بھی مدد طلب کرنی ہو اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو۔ یا اللہ مدد کا نعرہ لگاؤ کیونکہ وہی کلی اختیار رکھنے والا ہے۔

حدیث نمبر ۲...... "عن عمر بن الخطابؓ انه قال لما مات عبدالله بن ابی بن سلول دعی له رسول الله ﷺ ليصلی عليه فلما قام رسول الله ﷺ وثبت الله قلت يا رسول الله اتصلی علی ابن ابی وقد قال يوم كذا، كذا و كذا الخ"

(حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ جب رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول فوت ہو گیا تو آپ ﷺ کو بلایا گیا تاکہ آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ پس آپ ﷺ تیار ہو گئے اور چلنے لگے اس کی طرف۔ پس میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ ﷺ منافق کا نماز جنازہ پڑھائیں گے؟ حالانکہ اس نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں تکلیف پہنچائی ہے۔ (مقصد حضرت عمرؓ کا تھا کہ آپ ﷺ جنازہ نہ پڑھائیں۔) لیکن آپ ﷺ نے ان کے بیٹے کی دل جوئی کے لئے نماز جنازہ پڑھا ہی دیا۔)

''قال فصلی علیه رسول اللهﷺ ثم انصرف فلم یمکث الا یسیرا حتی نزلت الایتان من براءة ولا تصل علی احد منهم مات ابدا الیٰ قوله وهم فاسقون '' (بخاری شریف ج۲ص۶۷۴) (حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ آپﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی پھر واپس لوٹے ۔ پس تھوڑی ہی دیر کے بعد یہ آیت اتری کہ منافقین میں سے کوئی مر جائے تو اس پر کبھی نماز جنازہ نہ پڑھئے اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہوں ۔)

اگر آپﷺ مختار کل ہوتے ۔ ہر کام اپنی مرضی سے کر سکتے اور جس کو جو دینا، روکنا، رزق وایمان وغیرہ آپﷺ کے ہاتھ میں ہوتا تو کبھی بھی آپﷺ کی زندگی میں کوئی غیر مسلم دنیا سے نہ جاتا بلکہ سارے مسلمان ہو کر جاتے اور تنگ دست، فقیر کوئی نہ ہوتا اور آپﷺ کو کبھی چندہ مانگنے کی ضرورت پیش نہ آتی ۔ ان سب واقعات کا پیش آنا اس بات پر واضح دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی مختار کل ہے ۔ بغیر کسی سبب کے وہی سب کچھ کر سکتا ہے ۔

**حدیث نمبر۳......** ''عن سعید بن المسیب عن ابیه قال لما حضرت اباطالب الوفاة دخل علیه النبیﷺ وعنده ابوجهل وعبدالله بن ابی امیة فقال النبیؐ ای عم قل لا اله الاالله احاج لك بها عندالله فقال ابو جهل وعبدالله بن ابی امیة یا ابا طالب اترغب عن ملة عبدالمطلب، فقال النبیﷺ لا ستغفرن لك مالم انه عنك فنزلت ماکان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربیٰ من بعد ما تبین لهم انهم اصحاب الجحیم'' (بخاری شریف ج۲ص۶۷۵)

(حضرت سعید بن مسیبؒ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے اور پہلے سے اس کے پاس ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ موجود تھے ۔ پس آپﷺ نے فرمایا اے میرے پیارے چچا! کلمہ شریف لا الٰہ الا اللہ پڑھ لو، میں اس کلمہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے سفارش کراؤں گا تیرے لئے اللہ سے جھگڑوں گا ۔ پس ابوجہل اور ابی امیہ نے کہا اے ابوطالب ! کیا تو عبدالمطلب یعنی باپ دادے کا دین چھوڑ دے گا؟ پس آپﷺ یہ فرماتے ہوئے واپس آ گئے کہ میں تیرے لئے اللہ پاک سے بخشش کی دعا کرتا رہوں گا جب تک مجھے روک نہ دیا جائے ۔ پس پھر یہ آیت اتری کہ نبی اور ایمان والوں کے لئے مناسب نہیں کہ کسی مشرک کے لئے استغفار کریں ۔ اگر چہ وہ قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہو ۔ بعد اس کے کہ یہ واضح ہو چکا کہ وہ جہنمی ہیں ۔)

فائدہ...... بریلویوں کا تو عقیدہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کو اختیار دیا گیا ہے کہ جس کے لئے چاہیں، اس کی زندگی میں توبہ کا دروازہ بند کر دیں اور جس کے لئے چاہیں موت کے بعد بھی توبہ کا دروازہ کھول دیں اور زندہ کر کے اس کو مسلمان کر دیں۔ دیکھئے ''سلطنت مصطفیٰ مفتی احمد یار گجراتی ص ۵۸۔'' کیا خیال ہے آپ ﷺ نے ابو طالب کا توبہ کا دروازہ بند کر دیا تھا؟ اگر آپ کا جواب یہی ہے کہ ہاں حکمت اسی میں تھی کہ توبہ کا دروازہ بند کر دیا جائے تو اس کا صاف مطلب پھر یہ ہوگا کہ آپ ﷺ چاہتے کہ وہ کافر ہو کر مرے تو آپ ﷺ کی نبوت و شان کے خلاف ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو نبوت ہی اس لئے دی تھی کہ آپ ﷺ لوگوں کو مسلمان بنائیں نہ کہ کافر اور ساتھ ہی یہ بات بھی ہے کہ آپ ﷺ نے زندہ کر کے آخر عمر تک ابو طالب کو کلمہ نہ پڑھایا تھا۔ اس میں بھی یہی بات آئے گی کہ گویا آپ ﷺ چاہتے ہیں کہ خلق خدا عذاب میں گرفتار رہے۔

ایسا عقیدہ کفر ہے۔ سب سے بڑی گستاخی ہے۔ قرآن و حدیث سے انکار ہے کیونکہ قرآن میں آتا ہے کہ آپ ﷺ کافروں کے ایمان کے لئے اتنے پریشان ہوتے تھے کہ شاید اسی غم میں فوت نہ ہو جائیں۔ ''فلعلك باخع نفسك ان لا يكونوا مؤمنين'' اور بریلوی حضرات کہتے ہیں کہ نہیں، آپ ﷺ کی مرضی تھی کہ آپ ﷺ کو اختیار تھا۔ آپ ﷺ مختار کل تھے۔ یہ عقیدہ قرآن و حدیث سے واضح ٹکرانے کی وجہ سے باطل اور مردود ہے۔ ایسے عقیدے رکھنے والے کبھی مسلمان نہیں ہو سکتے اور سب سے بڑے گستاخ ہیں۔ انہی کے بارے میں علامہ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے کہا تھا:

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

قارئین کرام! آپ ﷺ دعائیں کرنے کے باوجود، چاہنے کے باوجود ابو طالب کو مؤمن نہ بنا سکے۔ معلوم ہوا کہ مختار کل صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

حدیث نمبر ۴...... ''وعن حنظله بن ابی سفیان سمعت سالم بن عبدالله يقول كان رسول الله ﷺ يدعوا على صفوان بن اميه وسهيل بن عمرو والحارث بن هشام فنزلت ليس لك من الامر شئى او يتوب عليهم او يعذبهم فانهم ظالمون'' (بخاری شریف ج ۲ ص ۵۸۲)

(حضرت حنظلہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سالم بن عبداللہؓ سے سنا ہے، وہ فرماتے تھے کہ آپ ﷺ نے صفوان بن امیہ، سہیل بن عمر، حارث بن ہشام کے لئے بددعا کی (کیونکہ یہ

مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے میں پیش پیش تھے۔) لیکن اللہ پاک نے یہ آیت اتار کر بددعا سے
روک دیا"لیس لك من الامر شئی" ﴿آپ کو کوئی اختیار نہیں معاملات میں سے کسی شئی کے
بارے میں۔﴾ یہاں تک اللہ تعالیٰ خود ان پر متوجہ ہو جائے (کہ ایمان کی توفیق دے دے) یا(
ان کو سزا دے کیونکہ وہ ظالم ہیں۔) اگر آپ ﷺ مختار کل ہوتے تو کبھی آپ ﷺ کو روکا نہ جاتا۔
حدیث نمبر۵...... آپ ﷺ کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام جب وحی لاتے تو
آپ ﷺ بھی ساتھ پڑھتے جاتے تھے تاکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے جانے کے بعد بھول نہ
جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو روک دیا اور فرمایا"لا تحرك به لسانك لتعجل به، ان
علینا جمعه و قرآنه فاذا قرأناه فاتبع قرأنه (قیامة: ١٦)"(بخاری شریف
ج۱ص۳) (آپ اپنی زبان کو حرکت نہ دیا کریں تاکہ آپ اس کو جلدی جلدی لیں۔ اس کو جمع کرنا
اور پڑھوا دینا تو ہمارے ذمہ ہے تو جب ہم اس کو پڑھنے لگیں تو آپ اس کے تابع ہو جایا کریں۔)

معلوم ہوا کہ مختار کل اللہ پاک کی ذات ہے نہ کہ آپ ﷺ، کیونکہ آپ ﷺ اگر مختار
کل ہوتے تو نہ آپ ﷺ کو پڑھنے کی ضرورت پیش آتی نہ ہی آپ ﷺ کو بھولنے کا کوئی خوف ہوتا
اور نہ ہی آپ ﷺ کو کوئی روکنے والا ہوتا۔ ان سب چیزوں کا پیش آنا آپ ﷺ کے مختار کل
ہونے کی نفی کرتا ہے۔

## آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں مختار کل نہیں ہوں

حدیث نمبر۶...... "عن ابی هریرةؓ قال قام رسول اللهﷺ حین انزل الله
وانذر عشیر تك الاقربین قال یا معشرقریش او کلمة نحوها اشتروا انفسکم
لا اغنی عنکم من الله شئاً یابنی عبد مناف لا اغنی عنکم من الله شئا یا
عباس ابن عبدالمطلب لا اغنی عنك من الله شئا ویا صفیه عمه رسول
اللهﷺ لا اغنی عنك من الله شئا ویا فاطمه بنت محمدﷺ سلینی فاشئت
من مالی لا اغنی عنك من الله شئا" (بخاری شریف ج۲ص۷۰۲، مسلم شریف ج۱ص۱۱۴)

(بیشک ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کھڑے ہوئے جس وقت یہ آیت اتری کہ
آپ اپنے قبیلہ کے رشتہ داروں کو خدا سے ڈرایئے اور فرمایا کہ: اے قریش کی جماعت! اپنے
نفسوں کو خرید لو (اطاعت کے ساتھ کیونکہ یہی اطاعت ہی نجات کا ثمن ہے) میں تمہیں کچھ فائدہ
نہیں دوں گا اللہ کے مقابلہ میں (اگر ایمان نہ لائے تو رشتہ داری کوئی کام نہ آئے گی، یہ نہ سمجھنا کہ
میں اللہ کا نبی ہوں تمہیں چھڑا لوں گا) اے قبیلہ عبد مناف! اللہ پاک کے مقابلہ میں میں کچھ نفع

نہیں دوں گا۔اے عباس بن عبدالمطلب! خوب سن لو میں کچھ نفع نہیں دوں گا اللہ کے مقابلہ میں۔ اے صفیہ رسول اللہ کی پھوپھی! خوب سن لو کچھ فائدہ نہیں دوں گا اللہ کے مقابلہ میں۔اے فاطمہؓ بنت محمدؐ دنیا کے مال میں سے جو لینا چاہو لے لو لیکن اللہ کے مقابلہ میں کچھ فائدہ نہیں دوں گا (اگر اعمال میں کمی بیشی آ گئی۔)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جس کو عذاب دینا چاہے، اس کو کوئی نہیں بچا سکتا۔ جیسے قرآن پاک میں ہے ''افمن حق علیه كلمة العذاب، افانت تنقذ من فی النار (زمر:۱۹)'' (کیا پس وہ شخص جس پر عذاب کی بات ثابت ہو چکی ہو، کیا آپ ایسے شخص کو چھڑا سکتے ہیں جو جہنم میں ہو؟) مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے اختیار میں نہیں کہ اس کو چھڑائیں لیکن اب قرآن اور حدیث دونوں میں صاف صاف یہ اعلان حق ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے پکڑے ہوئے کو نہیں چھڑا سکتے حتیٰ کہ اپنی ہی لخت جگر سے صاف فرما دیا۔ لیکن جو قرآن وحدیث کے منکر بڑے درجہ کے گستاخ ہیں وہ کہتے ہیں:

خدا جس کو پکڑے چھڑا لے محمدؐ
محمدؐ جو پکڑے چھڑا کوئی نہیں سکتا

اب ان کے عقیدے کا قرآن وحدیث کے ساتھ واضح تضاد ہے جو ان کے مردود ہونے کی واضح دلیل ہے۔

حدیث نمبر ۷...... ''عن عائشةؓ قالت جاء اعرابی الی النبی ﷺ فقال تقبلون الصبیان فما نقبلهم فقال النبی ﷺ او املك لك اذا نزع الله من قلبك الرحمة'' (بخاری شریف ج۲ص۸۸۷) (حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ ایک دیہاتی آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا (اور آپ ﷺ بچوں سے پیار کر رہے تھے) پس اس نے تعجب سے پوچھا کہ آپ بچوں سے پیار کرتے ہو ہم تو اپنے بچوں سے پیار و بوسہ نہیں لیتے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے رحمت کو نکال دیا ہے تو میں کس چیز کا مالک ہوں؟) (کہ تیرے دل میں رحمت ڈال دوں؟)

عقائد کے لئے واضح الفاظ اور قطعی دلیل چاہئے۔ ہم الحمدللہ اس پر پابند ہیں اور ہمارا عقیدہ واضح الفاظ میں قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمادیا کہ میں کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔ مختار کل نہیں ہوں۔ فریق مخالف قرآن وحدیث تو دور کی بات ہے۔ صرف ایک سنی عالم کا سلف صالحین میں سے قول دکھا دیں کہ اس نے واضح الفاظ میں کہا ہو کہ حضور ﷺ

مختار کل ہیں اور ہر شئی کے مالک ہیں۔ رہتی دنیا تک ان ۔ کے سر پر قرض ہے۔
حدیث نمبر ۸...... آنحضرت ﷺ نے ازواج مطہرات میں عدل وانصاف کی مثال قائم کی ہے۔ اس میں جو اپنے اختیار میں تھا، باریوں کی تقسیم، کھانے پینے کی تقسیم، اوقات کی تقسیم سب میں برابر تھی۔ لیکن جو اپنے اختیار میں نہیں تھا۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حضور یوں عرض کی۔ ''اللهم هذه قسمتی فیما املك فلا تلمنی فیما تملك و لا املك''

(جامع ترمذی ج ا ص ۱۳۶)

(اے میرے اللہ! جس چیز کا میں مالک ہوں وہ میں نے تقسیم کر دی ہے اور اس چیز میں جس کا صرف تو مالک ہے میں مالک نہیں ہوں (قلبی محبت) اس میں مجھے قصوروار نہ ٹھہرانا۔)

معلوم ہوا کلی اختیار صرف اللہ پاک کی ذات کو ہے اور اللہ پاک نے وہ اختیار کسی کو نہیں دیئے جیسا کہ مشرکین کا تصور تھا اور ہے۔

حدیث نمبر ۹...... ''اللهم بعلمك الغيب وقدرتك علىٰ الخلق احینی ما علمت الحياة خيرا لی و توفنی اذا علمت الوفاة خيرا لیٰ'' (مشکوۃ باب جامع الدعاء)

(اے اللہ! اپنے علم غیب اور مخلوق پر اپنی قدرت کے واسطہ سے مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک تیرے علم میں میری زندگی میں خیر ہے اور مجھے وفات دے دے جب تیرے علم میں میرے لئے وفات بہتر ہو۔)

## مختار کل، متصرف ذات، تدبیر کرنے والی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات

## حضرت پیران پیر شیخ شاہ عبدالقادر جیلانیؒ

''ان الخلق عجز عدم لا هلك بايديهم ولا ملك لا غنى بايديهم، ولا فقر، ولا ضربا بايديهم ولا نفع، ولا ملك عندهم الا لله عزوجل، لا قادر غيره، ولا معطى ولا مانع ولا ضار ولا نافع غيره، ولا محيى ولا مميت غيره''

(الفتح الربانی مجلس نمبر ۶۱)

(بیشک مخلوق عاجز اور عدم محض ہے۔ نہ ہلاکت ان کے ہاتھ میں ہے نہ ملک۔ نہ مالداری ان کے قبضہ میں ہے نہ فقر۔ نہ نقصان ان کے ہاتھ میں ہے نہ نفع۔ نہ اللہ پاک کے سواء ان کے پاس کوئی ملک ہے نہ اس کے سوا کوئی قادر ہے اور نہ اس کے سوا کوئی دینے والا ہے نہ روکنے والا اور نہ کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع دے سکتا ہے اور نہ اس کے سواء کوئی زندگی دینے والا ہے نہ موت۔)

نوٹ...... پیران پیر کا عقیدہ عین قرآن وحدیث کے مطابق ہے کہ مختار کل صرف اللہ پاک کی ذات ہے۔ اس کے علاوہ کوئی نہیں۔ لیکن ان عقل کے اندھوں کا حال دیکھو کہ خود حضرت شیخ کو ہی مختار کل بنادیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے......

۱...... بغیر غوث کے زمین وآسمان قائم نہیں رہ سکتے۔ (ملفوظات احمد رضا ج ۱ص ۱۲۸)

۲......

مرا حامی مرا مشکل کشا بغداد کا دلہا
مرا حاجت روا، عقدہ کشا بغداد کا دلہا

(باغ فردوس ص ۱۲)

۳......

سگ ناکارہ ہوں، مجرم ہوں سیاہ کار (بیشک) مگر
دستگیری کو مری سید جیلاں ہوگا

(باغ فردوس ص ۸)

۴......

حسرت کوئی نہ مدد کرے کیا مضائقہ
کافی ہیں غوث اعظم جیلاں میرے لئے

(تذکرہ غوث اعظم ص ۲۱)

## پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا دوسرا قول

"وكل ذالك يفعل فاعل وتدبير مدبر وهوالله عزوجل" (فتوح الغیب ص ۱۵ مقالہ نمبر ۱۰) (اور یہ سب کچھ ایک فاعل کے فعل اور ایک مدبر کی تدبیر کا نتیجہ ہے اور وہ فاعل اور مدبر صرف اللہ تعالیٰ ہے۔)

## امام عبدالوہاب شعرانیؒ

"انى اقول قولا جازما بقلبى ان الله اله واحد لاثانى له منزه عن الصاحبة والولد مالك لا شريك له ملك لا وزير معه صانع لا مدبر معه" (الیواقیت والجواہر ج ۱ص ۴) (بیشک میں اپنے دل کی گہرائی سے پورے جزم اور یقین سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی تنہا الہ ہے۔ اس کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ وہ بیوی اور اولاد سے پاک ہے۔ وہ مالک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ بادشاہ ہے اس کا کوئی وزیر نہیں۔ وہ صانع ہے اس کے ساتھ کوئی

مدبر نہیں ہے۔) (جو حضرات اللہ پاک کے لئے نائب اور وزیر مقرر کرتے ہیں اور مثالیں دیتے ہیں۔ان کے لئے یہ عبارت لمحہ فکریہ ہے۔)

## حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

''لا شریک لہ فی وجوب الوجود ولافی استحقاق العبادۃ ولا فی الخلق والتدبیر فلا یستحق العبادۃ اے اقصیٰ غایتہ التعظیم الاھو ولایشفیٰ مریضا ولا یرزق رزقا ولا یکشف ضرا الا ھو بمعنی ان یقول الشئی کن فیکون لا بمعنی التسبیب العادی الظاھری کمایقال شفی الطیب المریض ورزق الامیر الجند فھذا غیرہ وان اشتبھہ فی اللفظ'' (تفہیمات الٰہیہ ج اص ۱۴۵)

(اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے صفت وجوب، وجود اور استحقاق عبادت اور خلق اور تدبر میں کوئی دوسرا شریک نہیں اور کوئی اعلیٰ درجہ کی تعظیم اور عبادت کا مستحق نہیں ہے اور نہ ہی کوئی اللہ تعالیٰ کے بغیر شفا دے سکتا ہے اور نہ رزق دے سکتا ہے اور نہ کوئی تکلیف دور کرسکتا ہے۔ یہ سب کام صرف اسی کے ہیں۔ جب وہ کسی چیز کے بارے میں فرماتا ہے، ہوجا، تو وہ ہوجاتی ہے۔اللہ پاک کے یہ سب کام سبب عادی اور ظاہری سے ماوراء ہیں۔ایسے نہیں جیسے کہ کہا جاتا ہے کہ ڈاکٹر نے مریض کو شفا دی اور امیر لشکر نے فوج کو رزق تنخواہ دی (کیونکہ یہ سب ظاہری اور عادی اسباب کے تحت ہے) اور اللہ تعالیٰ کا عطا کرنا اس کے سواء ہوتا ہے۔اگرچہ لفظ میں اشتباہ واقع ہو جاتا ہے۔)

فائدہ...... بعض جاہلوں نے اللہ کی مدد کو اور غیر اللہ کی مدد کو ایک سمجھ لیا ہے۔حالانکہ زمین وآسمان کا فرق ہے۔اللہ تعالیٰ جو مدد کرتا ہے وہ بغیر اسباب کے کل اختیار کے ساتھ کرتا ہے اور غیر اللہ جو کسی کی ہمدردی اور مدد کرتے ہیں۔ان کا صرف وسیلہ ہوتا ہے۔ ورنہ ان کو اختیار کچھ نہیں ہوتا کسی کو شفا دینے یا بیماری دور کرنے کا۔یعنی اللہ پاک کی مدد مافوق الاسباب ہوتی ہے اور غیر اللہ کی مدد تحت الاسباب ہے۔لیکن جو علم وعقل سے عاری ہوتے ہیں۔وہ دونوں کو ایک سمجھ کر لوگوں کو خوب گمراہ کرتے ہیں۔ملاحظہ فرمائیے۔

مدد مانگنے کی دوسری صورت یہ ہے کہ غیر اللہ سے یہ سمجھ کر مدد مانگی جائے کہ یہ خدا ہی کا بندہ ہے اور خدا ہی کی مخلوق ہے اور اس کے پاس جو تصرفات اور اختیارات اور مدد کرنے کے جتنے ذرائع ہیں۔اللہ ہی کی بخشی ہوئی عطاء ہے اور اللہ پاک نے اسے ہماری مدد کا ایک وسیلہ بنایا ہے تو غیر اللہ سے ایسی مدد مانگنا کسی صورت میں شرک یا برابری نہیں۔ ذرا سوچئے اگر اس عقیدے کی

روشنی میں غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک مان لیا جائے تو اس اصول اور ضابطے کے تحت جو ہم دن
رات صبح شام ہر گھڑی جو غیر اللہ سے مدد مانگتے ہیں، یہ سب شرک ہو جائے گا۔ کون نہیں جانتا کہ
حقیقی شفا دینے والی ذات اللہ پاک کی ہے۔ مگر اس کے باوجود ہم ڈاکٹروں، حکیموں سے شفا کے
لئے مدد طلب کرتے ہیں...... تو معلوم ہوا کہ غیر اللہ سے اس طرح مدد لینا جائز ہے اور اس کا ثبوت
قرآن وحدیث میں کثرت سے ملتا ہے۔ (حق کی تلاش ص ۱۵۰ مولوی نجم مصطفائی)

## خلاصۂ کلام

یہ کہ غیر اللہ کو بھی تمام اختیارات اور تصرفات ہیں لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ اللہ پاک
کے پاس ذاتی ہیں اور غیر اللہ کے پاس عطائی ہیں اور اللہ کی اجازت وحکم سے ہیں۔ گویا ان
حضرات کے نزدیک ساری مخلوق مختار کل ہے ایک دو کی بات نہیں۔ ایسے عقیدے اللہ تعالیٰ ان کو
اور ان کے اکابرین کو مبارک کرے۔ آمین ثم آمین!

## حضرت ملا علی قاریؒ

حضرت ایک حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تمام امور میں اللہ پاک ہی
پر اعتماد کرنا چاہئے۔ یعنی اس کے سوا کسی سے سوال نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ اس کے سواء کوئی بھی
عطاء اور منع اور دفع ضرر اور جلب منفعت پر قادر نہیں ہے۔ کیونکہ ماسواء اللہ تو اپنے نفوس کے لئے
بھی نفع وضرر کے مالک نہیں ہیں اور نہ موت وحیات اور دوبارہ کی زندگی ان کے اختیار میں ہے۔
(مرقاۃ حاشیہ مشکوۃ ج ۲ ص ۱۵۹) (ان حضرات کو ذرا غور وفکر کرنی چاہئے جو یہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ
کے اختیار میں ہے کہ کسی کے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے اس کو مسلمان کرنا۔)
(دیکھئے سلطنت مصطفیٰ ص ۵۸)

## حضرت شاہ رفیع الدینؒ

آپؒ فرماتے ہیں "وحق تعالیٰ از وزیر و مشیر مبرا و عالی است کار
خوہ بدیگرے نہ سپرد و مستحق عبادت کسے رانا ساختہ " (فتاویٰ شاہ رفیع
الدین ص ۱۳) (حق تعالیٰ وزیر اور مشیر رکھنے سے پاک اور بری ہے۔ اس نے اپنا کام کسی دوسرے
کے سپرد نہیں کیا اور نہ کسی کو مستحق عبادت قرار دیا ہے۔)
ان لوگوں کو ایسے مسلک سے توبہ کرنی چاہئے جس میں یہ عقیدہ سکھایا جاتا ہو کہ اللہ
پاک وزیر بھی بناتا ہے اور مشیر بھی رکھتا ہے۔ ہر کام اللہ پاک آپ ﷺ سے مشورہ کر کے کرتا ہے۔
ملاحظہ فرمایئے......

۱...... ''ان ربی استشار فی امتی ماذا افعل بھم ''(بیشک میرے رب نے میری امت کے بارہ میں مجھ سے مشورہ طلب کیا ہے کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں۔)

(الامن والعلی ص ۸۴)

۲...... بلا شبہ ملک جبار ذوی الاقتدار اپنے مقرب کو وزیر اعظم کے پاس اپنے پیام و احکام لے کر بھیجے۔

(فتاویٰ افریقہ ص ۴۴)

## عمدۃ المفسرین حافظ ابن کثیرؒ

''وربك یخلق مایشاء و یختار،ماکان لهم الخیرة سبحان الله و تعالیٰ عما یشرکون،( قصص ) ''(اور تیرا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور وہی مختار ہے اور ان کے ہاتھ میں اختیار نہیں اللہ پاک بلند اور پاک ہے،اس چیز سے جس کو شریک بتلاتے ہیں۔)

اس کی تفسیر کرتے ہوئے حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک اس آیت کریمہ میں یہ بتانا چاہتا ہے کہ وہی خلق اور اختیار میں منفرد ہے اور اس میں اس کا کوئی شریک نہیں اور نہ اس کے حکم کو کوئی ٹال سکتا ہے۔یہی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے''وربك یخلق مایشاء ویختار ''یعنی جو کچھ وہ چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔غرضیکہ تمام امور اس کے ہاتھ میں ہیں۔عام ہے کہ خیر کے کام ہوں یا شر کے کام ہوں،تمام امور کا مرجع وہی ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۹۷)

## علامہ السید محمود آلوسی الحنفیؒ

''له وحده ملك جمیع الموجودات، والتصرف المطلق فیها ایجادا واعداما واحیاء وامامة لا احد سواه استقلال ولا اشتراكا ''(تفسیر روح المعانی ج ۴ ص ۹۹)(اسی اکیلے کے لئے ہے جمیع موجودات کی ملک اور کسی چیز کے ایجاد اور ختم کرنے کا مطلق تصرف اسی کے اختیار میں ہے اور زندہ کرنے اور مارنے کا بھی اس کے علاوہ کوئی ان چیزوں کا حق دار نہیں۔نہ مستقل نہ بطور شرکت کے (یعنی عطائی طور پر))"

## امام المفسرین حضرت امام رازیؒ

''فمن یملك من افعال الله شئاً والملك هو القدرة یعنی ضمن الذی یقدر علی دفع شئی من افعال الله تعالیٰ وضع شئی من مراده ''(تفسیر کبیر ج ۳ ص ۳۸۵)(پس کون ہے مالک اللہ کے کاموں میں سے کسی شئی کا اور ملک کا معنی ہے قدرت و اختیار یعنی پس کون ہے وہ شخص جو قادر ہو اللہ تعالیٰ کے کاموں میں سے کسی کام کے ٹالنے اور دفع

کرنے پر اور کون ہے جو اللہ پاک کی مراد روکنے پر قادر ہو۔ (کوئی نہیں))

معلوم ہوا کہ سب کاموں کی قدرت اور اختیار اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں۔

## امام ابن جریرؒ

''الم تعلم یا محمد، ان لی ملک السموات والارض وسلطانهما دون غیری احکم فیهما وفیما بینهما ما اشاء وامر فیهما وفیما بینهما بما اشاء...... انا المنفرد بولا یتکم والدفاع عنکم والمتوحد بنصر کم بعزی وسلطانی'' (تفسیر ابن جریر ص ۴۸۲) ذیل آیت ''قل انی علی بینة من ربی وکذبتم به''

(اے محمد ﷺ! کیا آپ نہیں جانتے کہ میرے لئے ہی آسمانوں اور زمین کا ملک ہے اور ان دونوں کی بادشاہی صرف مجھے حاصل ہے۔ میرے علاوہ کسی کو حاصل نہیں اور میں ان میں حاکم ہوں اور ان دونوں کے جو درمیان ہے جو میں چاہوں حکم کرتا ہوں۔ میں تمہاری ولایت میں اور تم سے دفاع کرنے میں اکیلا ہوں اور تمہاری مدد کرنے میں اپنی بادشاہی اور غلبے کے ساتھ اکیلا ہوں۔) معلوم ہوا کہ جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ بغیر غوث کے زمین آسمان نہیں رہ سکتے۔ ان کا سلف صالحین کے عقیدے سے کوئی تعلق نہیں۔

## شیخ المحدثین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

کفریہ عقائد، شرکیہ عقائد اور باطل عقائد کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''وانبیاء و مرسلین علیهم السلام را لوازم الوهیت از علم غیب وشنیدن فریاد هر کس و هر جا وقدرت بر جمیع مقدورات ثابت کند'' (تفسیر عزیزی پ ا ص ۵۲) (انبیاء اور رسولوں کے لئے لوازم الوہیت ثابت کرنا مثلاً علم غیب اور ہر جگہ سے فریاد سننا اور تمام مقدورات پر قدرت ثابت کرنا (وغیرہ وغیرہ کفر و شرک ہوگا۔)

## حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا دوسرا قول

''واعلم ان طلب الحوائج من الموتیٰ عالما بانه سبب لانجا مها کفر یجب الاحتراز عنه تحرمه هذه الکلمة والناس الیوم فیهما منهمکون'' (الخیر الکثیر ص ۱۰۵) (خوب جان لو کہ مردوں کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہوئے ضرورتیں طلب کرنا کہ وہ ضروریات کو پورا کرنے میں محض سبب ہیں، خالص کفر ہے۔ اس سے بچنا واجب ہے اور اس کو یہ کلمہ (شہادت) حرام قرار دیتا ہے۔ اس زمانہ میں تو بہت لوگ اس کفر والے کام میں مبتلا ہیں۔)

فائدہ...... جو حضرات ان لوگوں کو اپنا امام اور پیشوا مانتے ہیں۔ جن کا عقیدہ یہ ہے کہ ''غیر اللہ سے یہ سمجھ کر مدد مانگی جائے کہ یہ خدا ہی کا بندہ ہے اور خدا ہی کی مخلوق ہے (بت وغیرہ) اس کے پاس جو تصرفات واختیارات ہیں اور مدد کرنے کے جتنے ذرائع ہیں۔ وہ اللہ ہی کی بخشی ہوئی عطاء ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے ہماری مدد کا وسیلہ اور سبب بنایا ہے تو غیر اللہ سے ایسی مدد مانگنا کسی صورت میں شرک یا برابری نہیں۔'' (حق کی تلاش ص ۱۵۰)

تو ایسے لوگوں کو چاہئے کہ خدارا اپنے اکابرین اور علماء سوء کے عقیدہ پر بھی غور کریں اور سلف صالحین کی عبارات پر بھی غور کریں۔ ہمارا تمہارا اختلاف تو بعد کا ہے۔ ہم تو تمہیں ان حضرات کی عبارات پیش کر رہے ہیں جو حضرات دونوں کے ہاں قابل اعتماد ہیں۔ اب آپ حضرات دیکھیں کہ کیسے سلف صالحین کی عبارات کے ساتھ ان مشرک لوگوں کی عبارتیں ٹکراتی ہیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ قبر والوں سے محض سبب کے طور پر ضرورت کو طلب کرنا کفر ہے۔ لیکن یہ کج دل علماء کہتے ہیں کہ محض وسیلہ بنا کر غیر اللہ سے مدد طلب کرنا کوئی شرک وکفر نہیں۔ اب فیصلہ آپ حضرات کے ہاتھ میں ہے۔

واعظ کی محبتوں سے قائل ہو گئے تم

کوئی جواب شافی اس سے بن نہ آیا

## شیخ الاسلام علامہ انور شاہ کشمیریؒ

حضرت کشمیریؒ امام ابن تیمیہ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''ان الانبیاء علیھم السلام لا یملکون شئا حال حیوتھم کما انھم لا ملک لھم بعد وفاتھم، واستدل بھذا الحدیث وقال انہ قاسم لا غیر ولا ملک لہ اصلا '' (فیض الباری ج ۲ ص ۱۷۱) (بیشک انبیاء علیہم السلام زندگی میں بھی کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے تھے جیسا کہ ان کی وفات کے بعد ان کا کوئی اختیار نہیں اور انہوں (ابن تیمیہؒ) نے اسی حدیث سے استدلال کیا ہے اور کہا کہ آپ صرف قاسم ہیں ملک واختیار آپ ﷺ کا بالکل نہیں۔)

جو حضرات حدیث ''انما انا قاسم واللہ یعطی '' سے غلط استدلال کر کے آپ ﷺ کے لئے کلی اختیار ثابت کرتے ہیں۔ ان کے لئے عبرت کا مقام ہے کہ ان کا عقیدہ سلف کے عقیدے کے بالکل خلاف ہے۔

## حضرت علامہ سہودیؒ

حضرت امام رزینؒ نے روایت کی ہے کہ جب مسجد نبوی کی تعمیر جاری تھی آپ ﷺ

بھی صحابہ کرامؓ کے ساتھ پتھر، اینٹیں وغیرہ اٹھانے میں شامل تھے۔ چنانچہ ایک موقع پر آپ ﷺ کے ہاتھ اینٹ تھی تو ایک صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے دے دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اذهب مخذ غیرها فلست بافقر الی الله منی" (جاؤ تم دوسری اینٹ لے آؤ، پس نہیں ہے تو مجھ سے زیادہ اللہ کا محتاج۔) (وفاء الوفا ج ا ص ۳۳۳)

یعنی اللہ کے محتاج ہونے میں، میں اور تو برابر ہیں۔ جس طرح تجھے نیکیوں اور اللہ کی رضا کی ضرورت ہے، اسی طرح مجھے بھی ہے۔ تو جب آپ ﷺ خود فرما رہے ہیں کہ میں بھی اللہ تعالیٰ کا محتاج ہوں۔ اسی سے سب کچھ حاصل کرتا ہوں تو مختار کل کیسے ہوئے؟ مختار کل کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔

## انبیاء، اولیاء کے بارے میں مختار کل کا عقیدہ شرک وکفر ہے

## فتاویٰ جات کی روشنی میں

سوال نمبرا...... جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ آپ ﷺ بشر نہیں بلکہ نور ہیں۔ یعنی خدا کے نور سے جدا ہیں۔ یا ان کو خدا نے نوری ذات سے پیدا کیا ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام عالم الغیب ماکان و ما یکون اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ اسی طرح تمام پیغمبر علیہم السلام، پیر، فقیر خدائی طاقتوں کے مالک ہیں۔ اب ہمیں فقیروں پیروں سے حاجت مانگنی چاہئے۔ کیونکہ یہ ہمارے خدا کے وکیل (وزیر) ہیں۔ ہماری سفارش کر کے کام کروا دیں گے۔ ایسے عقیدے والا آدمی شریعت محمدی ﷺ میں مسلمان ہے یا کافر۔ اس کے ساتھ مسلمانوں جیسا برتاؤ کرنا چاہئے یعنی نماز جنازہ پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا چاہئے یا نہیں۔

الجواب حامدا و مصلیا!...... ایسے عقیدے رکھنا درست نہیں۔ ایسے شخص کو توبہ لازم ہے۔ اگر ایسے عقیدے والے آدمی کو ان عقیدوں کے اعتبار سے دلائل کی روشنی میں دیکھا جائے اور تاویل بعید کر کے اس کو نہ بچایا جائے تو اس کو مؤمن و موحد نہیں کہا جائے گا بلکہ اس کے اوپر مشرک ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔ مگر چونکہ شریعت کا حکم یہ بھی ہے کہ جہاں تک ہو سکے مسلمان پر کفر کا حکم نہ لگایا جائے اور اس کے کلام کی ایسی تاویل کر لی جائے کہ وہ مسلمان رہ سکے اور کفر سے بچ جائے۔ خواہ وہ تاویل کتنی ہی بعید ہو۔ اس لئے ایسے آدمی پر کفر کا فتویٰ لگا کر اس کو اسلام سے خارج نہیں کیا جا سکتا اور مسلمانوں کی طرح تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ کو منع نہیں کیا جاتا۔ پس اسی سے سمجھ لیجئے کہ ایسے عقیدے کتنے غلط اور خطرناک ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ا ص ۳۵۱)

**فائدہ......** قارئین کرام! اہل حق کی کوشش اور احتیاط دیکھیں کہ اتنے خطرناک عقائد ہونے کے باوجود یہ کہہ رہے ہیں کہ کوشش کر کے کوئی ایسی تاویل نکال لو جوان کو کفر وشرک سے بچا سکے۔ اگر چہ وہ تاویل بریلوی حضرات نہیں مانیں گے۔ لیکن ہم نے تاویل کرنی ہے تا کہ مخلوق خدا کو جہاں تک ہو سکے، جہنم سے بچالیں۔ یہ اہل حق کی نشانی ہے۔ جبکہ باطل پرستوں کا یہ طریق کار ہے کہ خواہ مخواہ ایک کفریہ عقیدہ کسی کے ذمہ لگا دو پھر اس پر کفر، گستاخ کا فتویٰ لگا دو چاہے وہ چیخ چیخ کر یہ کہتا رہے کہ جو تم میرے اوپر الزام لگا رہے ہو کہ تیرا یہ عقیدہ ہے وہ میرا عقیدہ نہیں ہے۔ نہ انہوں نے عبارات کو دیکھنا ہے نہ ہمارے عقائد کی کتابوں کو دیکھنا ہے۔ نہ کسی کی کوئی بات سننی ہے بس ایک رٹ طوطے والی کہ تو کافر ہے گستاخ ہے، وہابی ہے۔ فلاں فلاں یہ سب کچھ باطل ہونے کی واضح دلیل ہے اور اپنے اوپر قیاس کرنے کی عمدہ مثال ہے۔

**سوال نمبر۲......**

اللہ میرے بادشاہ ہیں محمد وزیر

توڑ دو میری مصیبتیں کھول دو میری زنجیر

مدد کر پیران پیر

آیا اس قسم کے کلمات شرک ہیں؟

**الجواب حامداو مصلیا......** حضرت پیران پیر قدس سرہ یا اور کسی بزرگ مرحوم سے مدد مانگنا جائز نہیں۔ اگر اعتقاد یہ ہو کہ وہ مدد کرتے ہیں اور میری آواز کو سنتے ہیں تو یہ شرک ہے۔ اس لئے ہرگز اس طرح دعا نہ کی جائے۔ دعا صرف اللہ پاک سے مانگنی چاہئے کہ وہ واجب الوجود اور خالق ہے۔ حاظر و ناظر ہے۔ معین و مددگار ہے۔ سمیع و بصیر ہے اور کسی کی یہ شان نہیں۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ا ص ۳۵۱)

**سوال نمبر۳......** اولیاء کرام کی ارواح کو متصرف فی الامور اور عالم الغیب سمجھنا کیسا ہے؟

**الجواب ومنہ الصدق والصواب......** اس عقیدے کا کفر ہونا قرآن وحدیث سے مصرح ہے۔

(احسن الفتاویٰ ج ا ص ۳۶)

**سوال نمبر۴......** کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین ایسے شخص کے متعلق جس کا عقیدہ اور بیان حسب ذیل ہو۔

ا...... پیغمبر اعظم حضرت محمد ﷺ نے میرے لئے فرمایا ہے کہ نماز پڑھنے سے آزاد ہے۔ (یعنی یہ عقیدہ رکھتا ہے آپ ﷺ کل مختار ہیں اور نمازیں جس کو چاہیں معاف کر دیں اور جو فرض

چاہیں معاف کردیں۔)                                   (بہار شریعت ص ۲۲ حصہ اول)

الجواب ومنہ الصدق والصواب......      مندرجہ بالا سوال عقائد رکھنے والا شخص زندیق ہے۔نماز وغیرہ ظاہری احکام کا انکار کفر ہے۔ایسے شخص کا معتقد ہونا ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ ہر شخص پر اس کی تکذیب اور انکار واجب ہے۔ جو شخص اس کی تصدیق کرے وہ بھی زندیق ہے۔

(احسن الفتاوی ج ۱ ص ۳۴)

نوٹ......      مذکورہ بالا سوال کے تحت کل چھ سوالات دیئے گئے ہیں۔ان میں سے ایک سوال تحریر کردیا گیا ہے۔ جو ہمارے عقیدہ مختار کل سے تعلق رکھتا ہے۔

سوال نمبر ۵......      اگر رسول اللہ ﷺ کو غائبانہ ان الفاظ سے آواز دی جائے۔ یا محمد، یا رسول اللہ وغیرہ بغیر درود شریف کہے۔ کبھی یا ہر وقت اس نداء سے کوئی محبت رکھتا ہے تو یہ جائز ہے یا نہیں اور دلیل جواز ''السلام علیک ایھا النبی ''جو التحیات میں ہے ہوسکتی ہے یا نہیں؟

جواب......      یا محمد، یا رسول اللہ کہنے والا اگر یہ سمجھ کر نداء کرتا ہے کہ حضور ﷺ میری آواز کو ہر وقت اور ہر جگہ سے سنتے ہیں تو یہ نداء ناجائز اور خیال غلط ہے اور اگر اس خیال سے کہ میرے یہ الفاظ حضور ﷺ کو فرشتے پہنچا دیتے ہیں تو درود وسلام کیساتھ یہ خیال درست ہے۔ لیکن بغیر درود وسلام کے اس عقیدہ اور خیال کی صحت کے لئے کوئی دلیل شرعی نہیں اور اگر محض فرط محبت میں بغیر اس عقیدے کے کہتا ہے کہ حضور ﷺ سنتے ہیں یا حضور ﷺ کو یہ الفاظ فرشتے پہنچا دیتے ہیں تو فی نفسہ مباح ہے۔ مگر چونکہ اکثر عوام اس بدعقیدگی میں مبتلا ہیں کہ حضور ﷺ ہر جگہ حاظر و ناظر ہیں اور ہر جگہ سے یا محمد، یا رسول اللہ کہنے والے کی آواز سن لیتے ہیں۔ اس لئے ایسے موہوم الفاظ کا نہ کہنا اور لوگوں کو اس کے استعمال سے منع کرنا ہی بہتر ہے۔

قرآن پاک کے الفاظ''یا یھا النبی جاھد الکفار، یا یھا المزمل، یاایھا النبی ''جو تشہد میں ہے، ان سے حضور ﷺ کے حاضر وناظر ہونے پر استدلال کرنا صحیح نہیں ''یا ایھا المزمل ''اور قرآن پاک کے تمام خطابات حالت حیات میں نازل ہوئے اور بعد از وفات حکایۃً پڑھے جاتے ہیں۔ کیونکہ قرآن پاک کے ایک ایک لفظ اور ایک ایک نقطہ کی حفاظت واجب ہے اور تشہد کا خطاب سلام کے ساتھ ہے جو فرشتے حضور ﷺ تک پہنچا دیتے ہیں۔

(کفایت المفتی ج ۱ ص ۱۵۷)

سوال نمبر ۶......      ''اغثنی یا رسول اللہ ''کہنا درست ہے یا نہیں؟ (یعنی عقیدہ مختار کل رکھتے ہوئے یوں فریاد کرنا کہ اے اللہ کے رسول! میری مدد فرما، جائز ہے یا نہیں،)

جواب...... ''اغثنی یا رسول اللہ'' کہنا اگر اس خیال سے ہو کہ آنحضرت ﷺ ہر جگہ سے اس کلمہ کو سنتے ہیں اور فریاد رسی کرتے ہیں تو شرک ہے اور اگر اس خیال سے ہو کہ آپ فریاد رسی کرنے پر اور ہر قسم کی حاجت روائی کرنے پر قدرت رکھتے ہیں جب بھی شرک ہے۔ ہاں اگر فریاد رسی سے مراد خدا پاک کی جناب میں شفاعت ہو اور ہر جگہ سے حضور ﷺ کے سننے کا اعتقاد نہ ہو تو شرک نہیں مگر بے کار اور عبث ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ تک اس کلمے کے پہنچنے کا کوئی ثبوت شرعی نہیں۔ (کفایت المفتی ج ۱ ص ۱۹۰)

## فریق مخالف سے مطالبہ

ہم نے قرآن پاک وحدیث، سلف صالحین کے اقوال اور فتاویٰ جات کی روشنی میں صاف اور واضح یہ ثابت کر دیا ہے کہ کلی اختیار رکھنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کے علاوہ کسی کو مختار کل سمجھنا شرک وکفر ہے۔ فریق مخالف سے یہ مطالبہ ہے کہ اپنا عقیدہ کہ آپ ﷺ مختار کل ہیں ہر شئی میں قرآن وحدیث سے تو شاید تمہیں مس نہیں۔ چلو سلف صالحین میں سے کسی صحیح سنی عالم کا یہ قول پیش کر دیں کہ اس نے کہا ہو کہ آپ ﷺ مختار کل ہیں سارے اختیار رکھنے والے ہیں۔ اگر سلف سے تعلق ہے تو ثابت کرو۔

انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زباں میری ہے بات ان کی
انہی کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی
آخر تو لائیں گے کوئی آفت فغاں سے ہم
حجت تمام کرتے ہیں آسمان سے ہم

## عقیدہ مختار کل پر بریلوی حضرات کے شبہات اور اس کے جوابات

شبہ نمبر ۱...... ''ویحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث ویضع عنھم اسرھم، والا غلال التی کانت علیھم (اعراف:۱۹) ''﴿اور حلال کرتا ہے ان کے لئے پاکیزہ چیزیں اور حرام کرتا ہے ان پر ناپاک چیزوں کو اور دور کرتا ہے ان سے بوجھ اور وہ طوق جو ان پر تھے۔﴾

معلوم ہوا کہ آپ ﷺ حرام کرنے والے بھی ہیں اور حلال کرنے والے بھی ہیں اور دافع البلاء بھی ہیں۔ مشکل کشا لوگوں کے بوجھوں کو اتارنے والے ہیں۔ لہٰذا مختار کل ہوئے

جواب...... جب قرآن وحدیث کی تشریح سلف صالحین سے چلی آ رہی ہے اور عقائد بھی قرآن وحدیث کی روشنی میں ثابت ہو چکے ہیں تو تمہیں نئے سرے سے عقائد ثابت کرنے

کے لئے قرآن وحدیث پیش کرنے کی اور اپنی طرف سے تشریح کرنے کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے۔ اگر اس آیت سے آج تک سلف صالحین میں سے کسی نے عقیدہ مختار کل ثابت کرنے کے لئے اس آیت کو پیش کیا ہے تو دلیل لاؤ ورنہ یہی سمجھا جائے گا کہ قرآن وحدیث چودہ صدیوں میں العیاذ باللہ کسی کو نہ سمجھ آیا اور یہ عقائد کسی کو نہ سمجھ آئے۔

ماشاء اللہ اس صدی میں نئے مجتہد اور نئے نئے عقیدے پیش کرنے والے" ضلوا واضلوا" آ گئے ہیں۔ ایسے مجتہدین کے اجتہاد انہی کے پیروکاروں کو مبارک۔ تمہیں یہ مبارک اور ہمیں سلف صالحین اور مجتہدین نصیب۔ نصیب اپنا اپنا۔ قسمت اپنی اپنی۔

فائدہ...... قارئین کرام! جب بھی کوئی آدمی سلف صالحین کی اتباع چھوڑ کر، فقہ سے ثابت شدہ مسائل چھوڑ کر اور عقائد کی کتابوں کے عقیدے چھوڑ کر نئے سرے سے کوئی عقیدہ بھی ثابت کرنے کے لئے قرآن وحدیث کا سہارا لیتا ہے تو یہ اس کے باطل و مردود ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ قرآن وحدیث کی تشریح کی روشنی میں جو عقائد ثابت ہونے تھے وہ ہو چکے۔ اب ان کا نئے سرے سے ثابت کرنا اس بات پر دال ہوگا کہ ان گمراہ لوگوں کو سلف میں سے کسی پر کوئی اعتبار نہیں۔ قرآن، حدیث کا سہارا لے کر غلط تاویل کر کے اپنی عوام کو غلط راستے پر لگائے ہوئے ہیں لہٰذا ان جیسے مشرکین سے بچنا اور بچانا فرض کے درجہ میں ہے۔

جواب نمبر۲...... یہ آیت سورۃ اعراف کی ہے جو مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے۔ اگر آپ کو حلال یا حرام کرنے کا کلی اختیار مل چکا تھا تو مدینہ منورہ میں جب ایک موقع پر آپ ﷺ نے اپنے آپ پر شہد کو حرام کر دیا تھا تو پھر اللہ تعالیٰ نے بطور تنبیہ کے یہ آیت کیوں اتاری "یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک " ﴿اے پیارے نبی تو نے کیوں حرام کیا ہے اس چیز کو جس کو اللہ نے تیرے لئے حلال کیا ہے۔﴾ یعنی حرام نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اگر مکی آیت سے مختار کل سمجھا جائے تو پھر مدنی آیت کے ساتھ تعارض آ جائے گا کہ اللہ نے پہلے اختیار دے دیا پھر تنبیہ بھی کر دی اور اختیار ختم کر دیا۔ یعنی تعارض آ گیا۔ حالانکہ قرآن کریم میں تعارض ہو ہی نہیں سکتا لہٰذا فریق مخالف کا اس سے عقیدہ مختار کل ثابت کرنا قطعاً جائز نہیں۔

جواب نمبر۳...... جب ایک مرتبہ حضرت علی المرتضیٰؓ نے ابوجہل کی لڑکی سے نکاح کا ارادہ کر لیا تھا تو آپ ﷺ نے ایک بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا جس میں یہ الفاظ بھی تھے" وانی لست احرم حلالا ولا احل حراما لکن واللہ لا تجتمع ببنت رسول اللہ وببنت عدو اللہ ابدا "(بخاری شریف ج۱ ص ۴۳۸، مسلم شریف ج۲ ص ۲۹۰) (بیشک میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال

نہیں کرتا لیکن اللہ کی قسم! رسول اللہ کی بیٹی اور دشمن خدا کی بیٹی کبھی ایک گھر میں جمع نہیں ہو سکتیں۔)
یعنی آپ ﷺ یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ اگر چہ شرعی لحاظ سے حضرت علیؓ ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے۔ میں اس کو حرام نہیں کر سکتا لیکن حضرت فاطمہؓ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ اس کی تکلیف میری تکلیف ہوگی لہٰذا نکاح کی حضرت علیؓ کو کبھی اجازت نہیں دوں گا۔ اگر کرنا چاہتا ہے تو میری بیٹی کو طلاق دے دے۔ ملاحظہ فرمائیے (بخاری شریف ج ۲ ص ۷۸۷)
معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے خود واضح فرمادیا کہ میں مختار کل نہیں کسی چیز کے حلال یا حرام کرنے کا۔ دشمنان رسول کا اس آیت سے مختار کل ثابت کرنا رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے تضاد ثابت کرنا ہے جو کہ ان کے غلط ہونے کی علامت ہے۔ باقی آیت کا کیا مطلب ہے اس کا جواب ہم اسی عقیدہ مختار کل کے شروع میں دے چکے ہیں وہاں ملاحظہ فرما لیجئے۔

**شبہ نمبر۲......** ''وما اٰتکم الرسول فخذوہ ومانھا کم عنہ فانتھوا (حشر)'' ﴿اور جو چیز تمہیں رسول دیں اس کو لے لو اور جس چیز سے تمہیں منع کریں اس سے رک جاؤ۔) معلوم ہوا کہ حضور ﷺ مختار کل ہوئے جو چیز مرضی دیں یا نہ دیں۔

**جواب......** اب پتہ چلا ہے کہ بریلوی حضرات زیادہ تر شیعوں کے ساتھ عقائد میں ملتے جلتے ہیں۔ شیعوں نے بھی آپ ﷺ اور ائمہ کرام کو مختار کل مان کر دلیل میں اسی آیت کو پیش کیا ہے اور ان حضرات نے بھی ٹھیک ان کی پیروی کی ہے۔ یہ پیروی انہی حضرات کو مبارک اور شاید کہ یا علی مدد پر نعرہ لگاتے ہوئے اسی وجہ سے زور لگاتے ہیں کہ شیعوں کو یقین ہو جائے کہ ہم تمہارے بھائی ہیں۔ ہم کو علیحدہ مت سمجھنا اور یہ نعرہ بھی انہی حضرات کا ایجاد کردہ ہے شیعہ سنی بھائی بھائی، تیسری قوم کہاں سے آئی۔ کبوتر با کبوتر، باز با باز، الجنس یمیل الی الجنس۔

**جواب نمبر۲......** نبی اور رسول کا یہ منصب نہیں کہ کسی چیز کو بذات خود حلال یا حرام کرے۔ کیونکہ نبی و رسول کا منصب احکام کی تبلیغ کرنا ہے ''یا یھا الرسول بلغ ماانزل الیک من ربک'' تو جس چیز کی نسبت حلت یا حرمت میں رسول کی طرف ہے وہ مجازی طور پر ہے نہ کہ حقیقی طور پر حرام کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ وہی حرام یا حلال شدہ چیز کو رسول کی زبانی امت کو اطلاع دلوائی جاتی ہے۔

**فائدہ......** اس قسم کی جتنی بھی یہ لوگ اپنے عقیدہ مختار کل پر دلیلیں پیش کرتے ہیں وہ اس قسم کا دھوکہ ہوتا ہے، حقیقت کچھ نہیں ہوتی۔ نہ ہی ان کے پاس اپنے عقیدے کے لئے کسی سلف کی

کی ہوئی تشریح موجود ہوتی ہے۔ باقی سب دلیلوں کے جوابات کوانہی جوابات پر قیاس کرلو۔

شبہ نمبر۳...... "من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین وانما انا قاسم واللہ یعطی" (مشکوۃ ج۱ص۳۲) (جس شخص کے بارے میں اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے (جس سے فریق مخالف محروم ہے) سوائے اس کے نہیں میں تو تقسیم کرنے والا ہوں اور خدا دینے والا ہے۔)

معلوم ہوا کہ ہر چیز دینے والا اللہ تعالیٰ ہے اور تقسیم کرنے والے رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اب اپنی مرضی ہے کسی کو دیں نہ دیں لہٰذا ہمارا عقیدہ مختار کل ثابت ہو گیا۔

جواب نمبر۱...... عقیدے کے لئے متواتر یا قطعی دلیل چاہئے یہ خبر واحد ہے لہٰذا تمہارا عقیدہ ثابت نہیں ہوسکتا۔ اگر ثابت کیا تو احناف کے ہاں قابل قبول نہ ہوگا۔ جیسے کہ اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا تحریر کرتے ہیں کہ عمومات آیات قطعیہ قرآنیہ کی مخالفت میں اخبار احاد سے استناد محض ہرزہ بافی ہے۔ (الفیوض الملکیہ ص۵۲، انباء المصطفیٰ ص۴)

اور جتنی بھی احادیث فریق مخالف اپنے عقیدے پر پیش کرتے ہیں۔ وہ سب خبر واحد ہیں۔ جن سے خود ان کے اکابرین کے نزدیک بھی عقیدہ ثابت کرنا اور سند پکڑنا ہرزہ بافی دھوکہ بازی ہے۔

جواب نمبر۲...... اگر اس حدیث کے بھی یہی معنی لے کر کہ ہر چیز رسول اللہ ﷺ کے واسطہ سے تقسیم ہوتی ہے، عقیدہ ثابت کیا جائے تو اس آیت کے خلاف ہوگا "نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیوۃ الدنیا (زخرف)" ﴿ہم ہی مخلوق کے درمیان دنیا کی زندگی میں معیشت، روزی تقسیم کرتے ہیں۔﴾ لہٰذا حدیث کے ایسے معنی ہوں گے جو قرآن کے مخالف نہ ہوں اور اس حدیث کے بھی خلاف ہوگا جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "ان اللہ قسم بینکم اخلاقکم کما قسم بینکم ارزاقکم وان اللہ یعطی الدنیا من یحب ومن لا یحب ولا یعطی الایمان الا من یحب" (مشکوۃ ج۱ص۲۲۵)

(بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان اسی طرح خود اخلاق تقسیم کر دیئے ہیں جس طرح کہ اس نے تمہارے درمیان رزق تقسیم کر دیئے ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ دنیا اس کو بھی دیتا ہے جس سے اس کو محبت ہوتی ہے اور اس کو بھی دیتا ہے جس سے محبت نہیں ہوتی اور ایمان صرف اسی کو دیتا ہے جس سے اس کو محبت ہوتی ہے۔)

معلوم ہوا کہ اخلاق اور روزی اللہ تعالیٰ خود تقسیم کرتا ہے۔ درمیان میں کسی کو واسطہ اور

وسیلہ نہیں بناتا۔اب اگر حدیث ''انما انا قاسم'' سے یہی مراد لیا جائے جو فریق مخالف مراد لیتا ہے تو اس حدیث کا قرآن کے ساتھ ٹکراؤ ہو جائے گا جو کہ مناسب نہیں لہٰذا حدیث کے یہ معنی ہوں گے۔

## حدیث'' انما انا قاسم واللہ یعطی "کا مطلب

حدیث کا اب صحیح مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔میرا کام تو صرف اتنا ہے کہ احکام جو خدا کی طرف سے آئے ہیں، تقسیم کر دیتا ہوں۔مثلاً مالدار اور فقیر کے درمیان یوں تقسیم فرمائی کہ مال دار اپنے مال سے حصہ زکوٰۃ نکالے، حج کرے، قربانی صدقہ وغیرہ ادا کرے اور غریب کے حصہ میں یہ چیزیں نہیں ہیں۔ تندرست اور بیمار کے درمیان یوں تقسیم فرمائی کہ تندرست کھڑے ہو کر نماز پڑھے، روزہ رمضان میں رکھے۔لیکن جو بیمار ہے اس کے لئے رخصت ہے۔بیٹھ کر نماز پڑھ لے۔پانی استعمال کرنے سے تکلیف ہوتی ہے تو تیمم ہے۔پٹی پر مسح ہے وہ کر لے۔

خاوند اور بیوی کے حقوق کے درمیان تقسیم فرمائی کہ خاوند کے ذمہ یہ حقوق ہیں بیوی کے ذمہ یہ حقوق ہیں۔استاد و شاگرد کے درمیان حقوق کی تقسیم فرمائی۔غرض جس کے ذمہ جو حقوق ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے احکام دیئے ہیں۔آپ ﷺ نے تقسیم فرما دیئے ہیں۔حاکم کے ذمے یہ حقوق اور رعایا کے ذمے یہ حقوق اور یہی مطلب علامہ طیبیؒ نے بیان فرمایا ہے کہ آپ ﷺ پر منجانب اللہ جو کچھ نازل ہوتا تھا اس کو آپ ﷺ وحی الٰہی کے مطابق لوگوں میں تقسیم فرما دیتے ہیں۔شرف و فضل کے وہ اہل ہوتے تھے۔ (ترمذی شریف ج۱ ص ۱۰۷ حاشیہ)

جواب نمبر۳...... محدثین کرام نے اس حدیث کو حدیث کی کتابوں میں جہاں ''باب العلم اور باب الغنیمت'' آتا ہے اس میں درج کیا ہے اور محدثین کا اصول یہ ہے کہ ہر حدیث کو اسی باب کے مناسب ذکر کرتے ہیں جس باب کا عنوان دیا گیا ہوتا ہے۔اس سے بھی معلوم ہوا کہ اس حدیث کا تعلق صرف علم کی تقسیم اور مال غنیمت کی تقسیم سے ہے نہ کہ ہر چیز کی تقسیم مراد ہے جیسے کہ فریق مخالف نے سمجھ لیا ہے۔جیسے علامہ الحنفیؒ نے اس کی شرح کی ہے جو ہماری اس بات کی تائید ہے۔

''اقسم بینکم ما امر فی اللہ بقسمته من اموال الغنائم ونحوھا او غیرھا کتبلیغ الاحکام'' (حاشیہ عزیزی ج۲ ص ۲۷) (میں تمہارے درمیان وہی کچھ تقسیم کرتا ہوں جس کا اللہ تعالیٰ مجھے حکم دیتا ہے یعنی مال غنیمت اور اس جیسی اور چیزیں صدقات وغیرہ یا اس کے علاوہ جیسے تبلیغ احکام وغیرہ۔)

شبہ نمبر۴....... بخاری و مسلم شریف میں یہ روایت آتی ہے ''اعطیت مفاتح خزائن الارض '' یعنی مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئی ہیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے خزانے کی چابیاں آپ ﷺ کے پاس ہیں۔ اب جس کو چاہیں جو چاہیں عطاء فرمائیں یا نہ لہٰذا مختار کل ہونا ثابت ہو گیا۔

جواب نمبر۱...... ہمیشہ سے باطل پرست لوگوں کا یہی طریق کار رہا ہے کہ قرآن وحدیث کی ایسی تشریح اور مطلب بیان کرو کہ اس میں لوگوں کو تضاد، ٹکراؤ اور مخالفت نظر آئے اور لوگ زیادہ سے زیادہ قرآن وحدیث سے دور ہو کر ہماری طرح ''ضلوا و اضلوا '' کے مصداق بن جائیں۔ اگر حدیث کا یہی مطلب لیا جائے کہ تمام خزانوں کی چابیاں آپ ﷺ کے پاس ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ کیوں آپ ﷺ کی زبان مبارک سے کہلوایا ''قل لا اقول لکم عندی خزائن الله '' کہ آپ ﷺ فرما دیجئے کہ میرے پاس اللہ کے خزانے نہیں ہیں۔ کیا معاذ اللہ اللہ پاک آپ ﷺ کی زبان مبارک سے خلاف واقع بات کہلوانا چاہتا ہے؟ اگر یہی بات ہے تو پھر کفر کا کوئی شک نہ رہا۔

جواب نمبر۲...... حدیث کا مطلب اور معنی وہ مراد ہوگا جو محدثین کرام نے صدیوں پہلے کر دیا ہے۔

۱...... چنانچہ امام نوویؒ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''فان معناه الاخبار بان امته تملك خزائن الارض وقد وقع ذالك '' (شرح مسلم ص۲۵۰) (اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ اللہ پاک نے اپنے نبی ﷺ کو خبر دی ہے کہ آپ ﷺ کی امت زمین کے خزانوں کی مالک بنے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہو رہا ہے۔)

۲...... علامہ عزیزیؒ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''استعارة لو عدالله بفتح البلاد '' (السراج المنیر ج۱ ص۲۴۵) (یعنی حدیث میں استعارہ اور کنایہ ہے کہ اللہ نے شہروں کے فتح کرنے کا وعدہ کیا ہے اور بذریعہ خواب آپ ﷺ کو بشارت سنائی گئی ہے۔)

(مسلم ج۲ ص۲۴۴) اور (ابوعوانہ ج۱ ص۳۹۵) میں ''بینا انا نائم '' کی قید موجود ہے۔

۳...... اور ایک دوسری حدیث بھی اس حدیث کی وہی تشریح کرتی ہے جو مذکورہ بالا کر دی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''واعطانی الکنزین الاحمر والا بیض وان امتی سیبلغ ما زری لی منها '' (اور اللہ پاک نے مجھے دونوں خزانے دیئے ہیں سرخ اور سفید (قیصر و کسریٰ کی حکومتیں مراد ہیں) اور میری امت ضرور وہاں تک پہنچے گی جہاں تک مجھے مشاہدہ کرایا گیا ہے۔

(مستدرک ج۴ ص۴۴۹)

## عقیدہ مختار کل کے متعلق بریلوی حضرات سے چند سوالات

سوال نمبرا....... اگر آپ ﷺ مختار کل تھے تو دنیا میں زندگی کے اندر اندر سب کافروں کو مسلمان کیوں نہ کر دیا باوجود رحمت اللعالمین ہونے کے؟ حتیٰ کہ اپنے چچا کو بھی مسلمان نہ کیا آخر کیوں؟ کیا آپ کی طرف سے صرف یہی جواب ہوگا کہ حکمت اسی میں تھی؟ میرا سوال یہ ہوگا کہ کسی کو کافر رکھنے میں اور جہنم میں ڈالنے میں کون سی حکمت ہے؟ جبکہ اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ''فلعلك باخع نفسك ان لا یکونوا مؤمنین '' ﴿شاید کے اپنے آپ کو ہلاک کر دیں گے اس وجہ سے وہ ایمان لانے والے نہیں۔﴾ تو اتنی طلب اور اتنی رحمت کے باوجود کافر رکھنے میں حکمت نظر آتی نہیں۔ ہاں آپ حضرات مجتہد ہیں۔ جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔

سوال نمبر۲....... آپ ﷺ کو تبلیغ کرنے کا اختیار تھا یا نہیں؟ تبلیغ کرنا فرض تھی یا نہیں؟ اگر تو آپ حضرات کہتے ہیں کہ تبلیغ کرنا فرض تھا تو پھر مختار کل ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ جس پر کوئی چیز فرض کر دی جائے۔ اس کے لئے اس فرض کو پورا کرنا فرض ہوتا ہے اختیار نہیں ہوتا۔ اگر آپ حضرات کہیں کہ تبلیغ کرنا آپ ﷺ پر فرض نہیں تھا تو پھر اللہ پاک نے یوں کیوں فرمایا ''یا یها الرسول بلغ ماانزل الیك من ربك وان لم تفعل فمابلغت رسالته''

﴿اے رسول آپ آگے پہنچا دیں جو آپ کی طرف اتارا گیا ہے آپ کے رب کی طرف سے، آپ نے اگر ایسا نہ کیا تو نے کچھ نہ پہنچایا اس کا پیغام﴾ نیز اگر تبلیغ فرض نہیں تھی تو پھر ایک مباح کام کے لئے کسی سے جہاد کرنا جائز ہے؟ اپنے ساتھیوں کو شہید کروانا جائز ہے؟ فما هو جوابکم

سوال نمبر۳....... آپ ﷺ پر نمازیں پڑھنا فرض تھا یا نہیں؟ وقت کے اندر اندر پڑھنا فرض تھا یا نہیں؟ اگر تو وقت میں فرض نماز پڑھنا فرض تھا تو مختار کل سارے اختیار رکھنے والے ثابت نہ ہوئے۔ اگر آپ ﷺ پر نماز پڑھنا فرض نہیں تھا اور مؤمنین پر نماز پڑھنا فرض تھا اس آیت کی وجہ سے ''ان الصلوٰۃ کانت علیٰ المؤمنین کتا باموقوتا (نساء:۱۰۳) ''مؤمنین پر وقت میں نماز پڑھنا فرض ہے تو پھر آپ ﷺ نے امامت کرائی ہے مسلمانوں کی، نفل پڑھنے والا، جس پر نماز فرض نہیں کیا اس شخص کی امامت کرا سکتا ہے جس پر نماز فرض ہو۔ اگر آپ حضرات کہتے ہیں کرا سکتا ہے تو پھر تمام مفتیان کرام، فقہا کرام نے غلط مسئلہ لکھا کہ نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض والے کی نماز نہیں ہوتی۔ اگر نہیں کرا سکتا تو آپ ﷺ نے کیوں کرائی؟ یا انی تدبر

سوال نمبر۴....... اللہ پاک کی طرف سے جو احکام بصورت قرآن اترتے تھے۔ ان میں

آپ ﷺ کو ردوبدل کرنے کا اختیار تھا یا نہیں؟ اگر تو اختیار نہیں تھا پھر تو مختار کل نہ ہوئے۔ اصل سنت والجماعت علماء دیوبند کا عقیدہ واضح ہو گیا۔ اگر ردوبدل کا اختیار تھا تو پھر جب کافر مطالبہ کرتے تھے کہ آپ قرآن میں تھوڑی سی تبدیلی کر دیں تو ہم آپ ﷺ کو پیغمبر مان لیں۔ تو آپ ﷺ نے یہ کیوں فرمایا کہ میں کسی تبدیلی کا اختیار نہیں رکھتا اور آپ ﷺ سے اللہ پاک نے یہ کیوں اعلان کروایا کہ آپ ﷺ بتا دیں کہ میں کسی تبدیلی کا اختیار نہیں رکھتا۔

جیسے ''قال الذین لا یرجون لقاء نائت بقران غیر هذا او بدله قل مایکون لی ان ابدله من تلقاء نفسی، ان اتبع الا مایوحی الی، انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم (نساء:۱۰)'' ﴿کہتے وہ لوگ جن کو ہماری ملاقات کی امید نہیں کہ آپ اس کے علاوہ کوئی اور قرآن لے آؤ، یا اس میں ردوبدل کر دو، آپ فرما دیجئے کہ مجھے کوئی اختیار نہیں کہ میں بدل ڈالوں اس کو اپنی طرف سے، میں تو صرف اس کی اتباع کرتا ہوں جو میری طرف وحی آئے، بیشک میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں نافرمانی کروں اپنے رب کی بڑے دن کے عذاب سے۔﴾

کیا کلی اختیار رکھنے والا کسی سے ڈرتا ہے؟ اسے کسی چیز کا خوف ہوتا ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو مختار کل نہ ہوئے۔ اگر جواب نفی میں ہے تو آپ نے کیوں فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں نافرمانی کرنے کی صورت میں بڑے دن کے عذاب سے؟

**سوال نمبر ۵......** آپ ﷺ کو منافقین کا نماز جنازہ پڑھنے کا اختیار تھا یا نہیں؟ اگر اختیار نہیں تھا تو پھر مختار کل نہ ہوئے۔ اگر اختیار تھا تو پھر اللہ پاک نے یہ کیوں فرمایا'' ولا تصل علی احد منهم مات ابدا ولا تقم علیٰ قبره '' (آپ منافقوں کا نماز جنازہ ہمیشہ کے لئے نہ پڑھئے اور نہ ان کی قبر پر کھڑے ہوں۔)

**سوال نمبر ۶......** آپ ﷺ کو مشرکین کے لئے دعا استغفار کرنے کی اجازت تھی یا نہیں؟ اگر تو اجازت نہیں تھی تو پھر مختار کل نہ ہوئے۔ اگر اجازت تھی تو پھر اللہ پاک نے روکا کیوں؟'' ما کان لنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربیٰ من بعد ما تبین لهم انهم اصحاب الجحیم (توبه:۱۴)'' ﴿نبی کریم اور مومنین کو یہ حق نہیں کہ وہ مشرکین کے لئے بخشش کی دعا کریں۔ اگر چہ وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ بعد اس کے کہ ان کو معلوم ہو چکا ہو کہ وہ جہنمی ہیں۔﴾ (یہ روکنا مختار کل کی نفی کرتا ہے۔)

## عقیدہ صلوٰۃ وسلام قبل الاذان ...... پانچواں اختلاف

### علماء دیوبند کا عقیدہ

جو شخص روضہ اطہر پر حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام پیش کرے وہ آپ ﷺ بنفس نفیس خود سنتے ہیں اور پڑھنے والے خوش نصیب کو اس کا جواب بھی عنائت فرماتے ہیں اور جو شخص جس وقت جس جگہ سے مقام بعید سے صلوٰۃ وسلام پڑھے، اس کو مقرر شدہ فرشتے آپ ﷺ کے پاس پہنچا دیتے ہیں اور اس کا بھی آپ ﷺ جواب عنائت فرماتے ہیں۔ لیکن اگر درود شریف کو کسی وقت کے ساتھ خاص کر دیا جائے اور اس وقت پڑھنے کو ضروری سمجھا جائے اور جو اس وقت نہ پڑھے اس پر ملامت کی جائے اور درود کے منکر ہونے، گستاخ ہونے کا فتویٰ لگایا دیا جائے۔ تو یہ صورت حال بدعت سیۂ ہوگی۔ گناہ کبیرہ ہوگا۔ جس سے توبہ کرنا ضروری وفرض ہے

اور چونکہ حدیث شریف سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ ایک فرشتے کو اللہ پاک نے روضہ اطہر کے پاس متعین فرمایا ہے اور اس کو سننے کی قوت اتنی دی ہے کہ وہ ہر جگہ سے ہر وقت پڑھا ہوا درود وسلام سن لیتا ہے اور آپ ﷺ کو اطلاع دے دیتا ہے۔ اب اگر کوئی اسی نیت سے "الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللّٰہ" پڑھتا ہے کہ فرشتہ سن کر جب آپ ﷺ تک پہنچائے تو یا رسول اللہ کا خطاب صحیح ہو جائے گا۔ آپ ﷺ کے حاضر وناظر ہونے کا عقیدہ نہیں تو بالکل ٹھیک ہے، جائز ہے۔ اگر عقیدہ آپ ﷺ کے بارے میں حاضر وناظر ہونے کا رکھ کر اس طرح درود وسلام پڑھا جائے کہ آپ ﷺ خود سن رہے ہیں یہ جائز نہیں اور روضہ اطہر پر حاضر ہو کر مذکورہ بالا الفاظ کے ساتھ درود پڑھنا جائز ہے۔

### بریلوی حضرات کا عقیدہ

جو آدمی جس وقت جس جگہ سے آپ ﷺ پر درود شریف پڑھتا ہے۔ آپ ﷺ بنفس نفیس خود سنتے ہیں اور چونکہ آپ ﷺ ہر وقت، ہر جگہ حاضر وناظر ہیں لہٰذا الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنا بالکل ٹھیک ہے اور اذان سے پہلے بھی درود پڑھنا چاہئے۔ جو آدمی اذان سے پہلے درود نہیں پڑھتا وہ گویا درود کا منکر ہے۔ گستاخ اور وہابی ہے۔ اذان سے پہلے پڑھا گیا درود شریف کوئی بدعت نہیں بلکہ فرض واجب کا حکم رکھتا ہے۔ قرآن وحدیث میں جہاں کہیں درود شریف کی فضیلت آئی وہ اس صلوٰۃ وسلام کو بھی شامل ہے۔ جو اذان سے پہلے مقید کر دیا گیا ہے۔

نوٹ:...... اب ہندو پاک میں اذان پہلے درود شریف پڑھنا فرقہ بریلویت کی ایک خاص

علامت بن چکی ہے لہٰذا جس مسجد ومحلہ میں اذان سے قبل یا بعد میں درود شریف پڑھا جائے گا۔ صلوٰۃ وسلام پڑھا جائے گا وہ نام نہاد سنی اور بریلوی کہلائیں گے اور جہاں یہ رسم ورواج نہیں وہ وہابی اور گستاخ کہلائیں گے۔

نوٹ...... یہ عقیدہ بریلویوں کا ہم نے ان کی کسی کتاب سے نقل نہیں کیا ہے بلکہ عرف عام میں جو ہم نے اپنے کانوں سے بریلویوں سے سنا ہے اس کے مطابق لکھا ہے۔

فائدہ...... عرف عام اور بریلویوں کے ذہنوں میں یہ بات ڈال دی گئی ہے کہ علماء حق دیوبند کی طرف جو لوگ بھی منسوب ہیں اور جو بھی علماء حق دیوبند والے عقیدے رکھتے ہیں۔ وہ درود شریف کے منکر ہیں اور درود شریف پڑھنے والے شخص کو بدعتی اور مشرک کہتے ہیں اور درود شریف پڑھنے کو ناجائز وحرام بتاتے ہیں۔

## علماء حق دیوبند پر افتراء وبہتان

یہ محض افتراء، جھوٹ اور بہتان ہے۔ کبھی کسی عام سنی دیوبندی نے بھی کسی کو درود شریف پڑھنے سے منع نہیں کیا اور جو درود پڑھنے کو حرام وناجائز سمجھتے ہیں ان کا علماء حق دیوبند کے ساتھ دور کا بھی تعلق نہیں۔ علماء حق دیوبند تو یہ سمجھتے ہیں کہ جو شخص جتنا درود پڑھے گا اتنا زیادہ اللہ پاک اور اس کے رسول کے قریب ہوگا اور اتنا زیادہ اس کو فیضان رسول ﷺ پہنچے گا اور یہ شخص شفاعت نبوی کا مستحق ہوگا اور اگر یہ کہہ دیا جائے کہ علماء حق دیوبند اہل سنت والجماعت جتنا درود شریف پڑھتے ہیں اتنا کسی اور فرقے کو توفیق نہیں ہوتی تو یہ مبالغہ نہ ہوگا بلکہ حقیقت ہوگی۔

اور علماء حق دیوبند کی تصنیف شدہ کتابیں دنیا میں سب فرقوں سے زیادہ ہیں تو درود شریف بھی ان کے ہاں ہی زیادہ پڑھا و لکھا جاتا ہے۔ کیونکہ جب کبھی بھی حضور سرور کائنات، فخر دوعالم، سید الانبیاء، خاتم الانبیاء ﷺ کا نام نامی اسم گرامی آتا ہے تو وہ سارے درود شریف لازمی پڑھتے ہیں اور زیادہ درود شریف پڑھنا ہی اہل سنت والجماعت کی نشانی ہے۔

معلوم ہو گیا کہ اصل حقیقی اہل سنت والجماعت علماء دیوبند حضرات ہیں۔ ان کے علاوہ جتنے فرقے ہیں وہ اہل سنت والجماعت کی راہ سے ہٹے ہوئے ہیں تو ثابت ہو گیا کہ درود شریف سب سے زیادہ اہل سنت والجماعت علماء حق دیوبند پڑھتے ہیں۔ تو اب یہ کہنا کہ دیوبندی حضرات درود پڑھنے سے منع کرتے ہیں۔ درود پڑھنے والے کو مشرک اور بدعتی کہتے ہیں، یہ سراسر جھوٹ اور بہتان ہوگا۔ جس کا گناہ اس کہنے والے کے ذمے ہے۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ جو آدمی درود شریف کو کسی خاص وقت کے ساتھ مقید کر کے پڑھے اور اس کو دین کا مسئلہ سمجھے اور دوسروں کو اس

خاص وقت میں نہ پڑھنے کی وجہ سے ملامت کرے۔ گستاخ اور وہابی کے فتوے لگائے (جیسا کہ بریلوی حضرات نے درود شریف کو اذان سے متصل قبل یا بعد میں مقید کر دیا ہے اور نہ پڑھنے والے کو گستاخ کہتے ہیں۔) تو چونکہ یہ صورت اور کیفیت بدعت کے زمرے میں آ جاتی ہے لہٰذا اس سے روکنا علماء حق کا فرض بنتا ہے۔ نہ روکنے والا کتمان علم کی بیماری میں مبتلا ہے۔

## علماء حق دیوبند بدعت سے روکتے ہیں نہ کہ درود شریف پڑھنے سے

لہٰذا معلوم ہو گیا کہ علماء حق بدعت اور گناہ سے روکتے ہیں نہ کہ درود شریف پڑھنے سے روکتے ہیں۔ اب جو شخص اس بدعت کے روکنے کو درود شریف سے روکنا سمجھے اس سے بڑا جاہل شاید دنیا میں کہیں پیدا ہوا ہے نہ قیامت تک ہو گا۔

## مطلق و مقید کی تعریف

چونکہ اکثر بریلویوں کو مطلق مقید کی نہ تعریف آتی ہے نہ ہی یہ لوگ مطلق مقید سمجھتے ہیں جس کی وجہ سے اکثر مسائل میں بے چارے بدعت کو کار ثواب سمجھ کر دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ اس لئے مطلق مقید کی تعریف اصول فقہ کی کتابوں سے ذکر کی جاتی ہے تاکہ اس کی روشنی میں بدعت و سنت کا فرق واضح ہو جائے۔

## مطلق کی تعریف

''امر مطلق غیر مقید بوقت یفوت بفوته'' (نور الانوار ص ۵۲)

امر مطلق وہ ہوتا ہے جو کسی خاص وقت کے ساتھ مقید نہ ہو کہ وہ وقت ختم ہو جائے تو وہ امر مطلق فوت ہو جائے جیسے زکوٰۃ وغیرہ۔ یعنی مطلق وہ لفظ کہلاتا ہے جو صرف ذات پر دلالت کرتا ہے اور وہ ذات کسی وصف یا حالت کے ساتھ خاص نہ ہو جیسے زکوٰۃ۔ یہ لفظ ایک ایسی ذات پر دلالت کرتا ہے جو کسی حالت یا کسی وصف کے ساتھ خاص نہیں بلکہ زکوٰۃ جب اور جس حالت میں جیسی کیسی ادا کرو وہ ادا ہو گی۔ اس کے ساتھ یہ قید نہیں کہ فلاں وقت میں دینا شرط ہے۔ نہ دو گے تو قضاء ہو جائے گی۔ یا اعلیٰ قسم کی دینا شرط ہے نہیں دو گے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہو گی۔ ایسی بات نہیں بلکہ زکوٰۃ جب اور جس حالت میں ادا کرو گے تو وہ ادا ہی ہو گی۔ اس کو کہا جاتا ہے مطلق۔

## مقید کی تعریف

امر مقید وہ ہوتا ہے جو کسی وقت کے ساتھ خاص ہو۔ اگر وقت ختم ہو جائے تو وہ کام قضاء ہو جائے جیسے نماز وغیرہ۔ یعنی مقید وہ لفظ کہلاتا ہے جو ایسی ذات پر دلالت کرتا ہو جو کسی

حالت، کیفیت یا صفت کے ساتھ خاص ہے۔ جیسے نماز ہے۔ یہ ایک مخصوص حالت و کیفیت کے ساتھ خاص ہے۔ اگر اسی حالت کے ساتھ ادا کی گئی تو ادا ہوگی ورنہ نہیں اور وہ حالت ہے کہ نماز کا وقت ہو۔ انسان طاہر و پاک ہو۔ تکبیر تحریمہ، قیام و رکوع وغیرہ اگر ان میں سے کوئی چیز نہ پائی جائے تو نماز ادا نہیں ہوگی۔ یہ ہے مقید کی تعریف۔

فائدہ...... اب غور کریں اس بات پر کہ درود شریف پڑھنے کا حکم مطلق ہے یا مقید ہے؟ قرآن و حدیث میں جہاں کہیں درود شریف کا حکم بیان کیا گیا ہے یا اس کے فضائل بیان کئے گئے ہیں وہ سب مطلق ہیں۔ کسی حالت کے ساتھ خاص نہیں کہ جب انسان آذان دینے والی حالت میں ہو تو اس وقت پڑھے۔ کسی وقت کے ساتھ خاص نہیں کہ جب اذان دینے کا وقت ہو تو اذان دیتے وقت اذان سے قبل پہلے یا بعد میں پڑھے۔ کسی کیفیت کے ساتھ خاص نہیں کہ ضروری الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کے ہی الفاظ کہنے ہیں اس کے علاوہ جائز نہیں۔

جب یہ درود شریف کسی وقت یا حالت یا کیفیت کے ساتھ خاص نہیں تو یہ بریلوی حضرات اس کو وقت کے ساتھ کیوں خاص کرتے ہیں؟ صرف اذان کے ساتھ کیوں خاص کرتے ہیں؟ اسی حالت اور اسی کیفیت کے ساتھ کیوں خاص کرتے ہیں؟ اس کا خاص کرنا علامت ہے اس بات کی کہ انہوں نے مطلق حکم کو مقید کر دیا ہے جبکہ مطلق حکم کو خبر واحد اور قیاس کے ساتھ بھی مقید کرنا احناف کے نزدیک جائز ہی نہیں۔

ان کے پاس خبر واحد تو دور کی بات ہے قیاس بھی نہیں کہ اس حالت کو کسی دوسری حالت پر قیاس کر کے کہیں کہ وہ صحیح لہٰذا یہ حالت بھی صحیح۔ جب ان کے پاس مطلق کو مقید کرنے کی کوئی دلیل نہیں تو ان کا مطلق درود کو مقید کرنا باطل ہوا۔ (اب یہ بات غور سے پڑھیں کہ مطلق کو مقید کرنا باطل ہے نہ کہ درود شریف پڑھنا باطل ہے۔) اور باطل کام کو اگر شرعی مسئلہ بنا کر عمل کیا جائے تو یہی بدعت اور گناہ ہے۔ جس سے بچنا لازم ہے۔

## درود شریف والے حکم مطلق کو مقید کرنے کی دلیل

باقی رہی یہ بات کہ انہوں نے کیسے حکم مطلق کو مقید کیا ہے تو اس کے لئے دلیل یہ ہے کہ یہ حضرات اسی وقت میں آذان کے ساتھ درود پڑھنے کو لازمی سمجھتے ہیں اور نہ پڑھنے والوں کو ملامت کے مستحق سمجھتے ہیں۔ گستاخ ہونے کے فتوے لگاتے ہیں۔ یہ ان کے فتوے، ملامت اور درود کے منکر ہونے کا حکم لگانا بھی دلیل ہے کہ انہوں نے اذان کے ساتھ صلوٰۃ وسلام پڑھنا لازمی سمجھا ہوا ہے اور لازمی سمجھنا ہی مطلق کو مقید کرنا ہے۔

## بریلوی حضرات کا عوام کو دھوکہ

کبھی کبھی یہ لوگ عوام کو یوں بھی دھوکہ دیتے ہیں کہ درود شریف پڑھنے کا حکم مطلق ہے۔ جس وقت مرضی پڑھو لہٰذا اذان کے وقت پڑھو تو یہ بھی مطلق ہے مقید نہیں۔ جو ہمیں اس آذان کے وقت پڑھنے سے روکتے ہیں وہ درود والے حکم مطلق کو مقید کرتے ہیں کہ اس وقت نہ پڑھو باقی جس وقت مرضی پڑھو لہٰذا ان کا یہ کہنا کہ اس وقت نہ پڑھو یہی مطلق کو مقید کرنا ہے۔

قارئین کرام! اس طرح دھوکہ دینا اور عوام کو گمراہ کرنا ان جاہل مولویوں کا کام ہے جن کو یہ پتہ ہی نہیں کہ درود والے حکم کو ہم نے مقید کیا ہے اور ان علماء حق نے روکا ہے اور روکنے کو کوئی بے وقوف بھی یہ نہیں کہتا کہ مطلق کو مقید کر رہا ہے۔ کیا مقید کی آپ نے یہی تعریف پڑھی ہے کہ کسی کو روکنا کسی کام سے یہ مقید ہے؟ روکنے کو مقید کہنا جہل مرکب ہونے کی مترادف ہے۔

## خلاصہ کلام

یہ کہ درود شریف پڑھنا بہت اعلیٰ وافضل کام ہے جس وقت جس کیفیت کے ساتھ مرضی پڑھا جائے۔ کسی وقت خاص کے ساتھ مقید کرنا جائز ہی نہیں۔ علماء حق دیو بند جو بریلوی حضرات کو روکتے ہیں وہ درود شریف پڑھنے سے نہیں روکتے بلکہ انہوں نے جو مطلق کو مقید کیا ہے اس سے روکتے ہیں کیونکہ اب یہ بدعت کے زمرے میں داخل ہو چکے ہیں لہٰذا ان کو بدعت سے آگاہ کرنا علماء حق کا مذہبی فریضہ ہے اور ان بریلویوں کا یہ سمجھنا کہ اذان کے مخصوص وقت میں درود پڑھنے سے روکنا خود درود سے روکنا ہے یہ بے وقوفی، گمراہی ہے۔ علماء حق پر بہتان اور جھوٹ باندھنا ہے۔

## احناف حضرات کا اصول

احناف حضرات کا اصول کی کتابوں میں یہ ایک اصول موجود ہے کہ جس آیت یا حدیث یا دلیل سے جو کچھ جتنا ثابت ہے اتنا ہی ثابت کرو۔ اس سے زائد ثابت کرنا جائز ہی نہیں۔ جو شخص کسی دلیل سے ثابت ہونے والے مسئلہ سے زائد کوئی چیز ثابت کرتا ہے تو یہ زائد ثابت کرنا فاسد اور ضعیف ہوگا۔ مثلاً اصول فقہ کی کتاب اصول الشاشی میں یہ عبارت موجود ہے "ثم نذكر طرقامن التمسكات الضعيفه الفاسدة عندالاحناف" (پھر ہم وہ طریقے ذکر کرتے ہیں جن سے دلیل پکڑنا احناف حضرات کے نزدیک ضعیف اور فاسد ہے۔)

"منها التمسك بقوله عليه الصلوٰة والسلام فى اربعين شاة شاة لا ثبات عدم جواز دفع القيمة ضعيف لا نه يقتضى وجوب الشاة ولا خلاف فيه وانما الخلاف فى سقوط الواجب باداء القى (اصول الشاشی ص ۵۱)

(ان ضعیف اور فاسد دلیلوں میں سے ایک دلیل آپ ﷺ کے اس قول کے ساتھ دلیل پکڑنا ہے کہ چالیس بکریوں میں ایک بکری (زکوٰۃ کی واجب) ہے لہٰذا ثابت ہو گیا کہ اس زکوٰۃ والی بکری کی قیمت زکوٰۃ میں دینا جائز نہیں۔ (اس طرح دلیل پکڑنا) ضعیف ہے۔ اس لئے کہ بیشک حدیث تو صرف بکری کے واجب ہونے کا تقاضا کرتی ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ ہاں اختلاف تو اس بات میں ہے کہ اس بکری کی قیمت ادا کرنے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں۔

مسئلہ...... یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس چالیس بکریاں موجود ہوں اور وہ سال کا اکثر حصہ چر کر گذارتی ہوں اور ان میں سال ہو جائے تو ان میں ایک بکری زکوٰۃ کی واجب ہو جائے گی۔

## احناف وشوافع کا اختلاف

### احناف کا مسلک

اب احناف کا مسلک ہے کہ جب ان چالیس بکریوں میں بطور زکوٰۃ ایک بکری واجب ہو جائے تو زکوٰۃ ادا کرنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے اسی بکری کو دے دے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اگر زکوٰۃ میں بکری کی بجائے بکری کی قیمت دے دے تو یہ بھی صحیح بلکہ مستحسن ہے۔

### شوافع کا مسلک

شوافع کا مسلک یہ ہے کہ زکوٰۃ ادا کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے وہ یہ کہ چالیس بکریوں میں جو بکری زکوٰۃ کی واجب ہوئی ہے۔ صرف اسی کو ادا کرو۔ اگر بکری کی بجائے بکری کی قیمت اداء کی گئی تو زکوٰۃ ادا نہ ہو گی۔

### شوافع کی دلیل

حضرت امام شافعیؒ کی دلیل بھی حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''في اربعين شاة شاة'' کہ چالیس بکریوں میں ایک بکری ہے۔ حدیث میں بکری کی وضاحت آ گئی ہے لہٰذا اسی بکری ہی کو دینا واجب ہے اور جو اس کی قیمت ادا کرے گا اس کی زکوٰۃ اداء نہ ہو گی۔

### احناف کی طرف سے جواب

احناف حضرات امام شافعیؒ کو یہ جواب دیتے ہیں کہ آپ کا اس حدیث سے دلیل پکڑنا ضعیف اور فاسد ہے کیونکہ یہ حدیث تو صرف بکری کے واجب ہونے کا تقاضا کرتی ہے کہ چالیس بکریوں میں ایک بکری زکوٰۃ کی واجب ہو گی اور اس بات کے ہم احناف بھی قائل ہیں کہ چالیس

بکریوں میں ایک بکری زکوٰۃ کی واجب ہو جاتی ہے۔ ہمارا اس بارے میں آپ کے ساتھ کوئی اختلاف نہیں۔ ہاں اختلاف تو اس بات میں ہے کہ اگر بکری کی بجائے بکری کی قیمت اداء کریں تو زکوٰۃ اداء ہوگی یا نہیں۔

آپ کہتے ہیں کہ زکوٰۃ اداء نہیں ہوگی اس پر کوئی دلیل دیں۔ اس حدیث کو دلیل نہیں بنا سکتے۔ کیونکہ یہ حدیث قیمت دینے یا نہ دینے کے بارے میں ساکت وخاموش ہے۔ جب قیمت کے بارے میں اس حدیث سے کچھ ثابت نہیں ہو رہا۔ اب اسی حدیث کو ہی قیمت نہ دینے کے بارے میں دلیل بنانا فاسد اور ضعیف ہے۔ کیونکہ حدیث سے جتنا ثابت ہے اتنا ثابت کرنا ضروری ہے۔ اس سے زائد ثابت کرنا جائز ہی نہیں۔

## احناف کی دلیل

احناف حضرات جو یہ کہتے ہیں کہ قیمت دینے سے زکوٰۃ اداء ہو جائے گی۔ وہ اس حدیث سے دلیل نہیں پکڑتے کیونکہ حدیث اس بارے میں ساکت ہے۔ وہ ایک مستقل دلیل دیتے ہیں اور وہ دلیل ہے ''قیاس'' کہ جس طرح بکری اداء کرنے سے فقیروں کی ضرورت پوری ہوتی ہے۔ اسی طرح قیمت اداء کرنے سے بھی ضرورت پوری ہوگی بلکہ احسن طریقے سے پوری ہو گی لہٰذا قیمت دینے سے زکوٰۃ اداء ہو جائے گی۔ تو جس طرح ہم نے قیمت دینے کے لئے ایک مستقل دلیل دی ہے اسی طرح تم بھی ایک مستقل دلیل لاؤ۔

### خلاصہ بحث

اب خلاصہ اس بحث کا یہ نکلا کہ احناف حضرات کے نزدیک جس آیت یا جس حدیث سے جتنی چیز ثابت ہے۔ اتنی ہی ثابت کرو۔ اس سے زائد کوئی چیز ثابت نہ کرو۔ اگر زائد کوئی چیز ثابت کی پھر اس حدیث یا آیت کو دلیل بنایا تو یہ دلیل فاسد اور ضعیف ہوگی۔ فاسد اور ضعیف دلیل سے احناف کے نزدیک کوئی مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔ جب مسئلہ ثابت نہیں ہوتا تو عقیدہ ثابت کرنا بطریق اولیٰ ثابت نہیں ہوگا۔ اگر کسی نے اس طریقہ پر عقیدہ یا مسئلہ ثابت کیا تو احناف کے نزدیک نہ اس عقیدے کا اعتبار ہوگا نہ اس مسئلہ کا۔

## اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنے پر بریلویوں کے پاس کوئی دلیل نہیں

اب اسی اصول کو سامنے رکھ کر غور کریں کہ قرآن وحدیث میں صلوٰۃ وسلام درود شریف پڑھنے کے بارے میں جتنی آیات یا حدیثیں یا ائمہ سلف حضرات کے اقوال پائے جاتے ہیں۔ ان سب میں صرف اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ درود شریف پڑھنا چاہیے۔ اس سے زائد کوئی چیز ان

دلیلوں سے ثابت نہیں ہوتی۔ نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ اذان سے قبل پہلے یا بعد میں درود شریف لازمی پڑھو۔ نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ نہ پڑھو۔ اب جو حضرات اذان سے پہلے یا بعد میں صلوٰۃ وسلام یا تعوذ وتسمیہ اور درود والی آیت پڑھتے ہیں ان کو چاہئے کہ مستقل ایک ایسی دلیل دیں جس میں اس بات کی وضاحت ہو کہ آذان سے پہلے یا بعد میں درود لازمی ہے۔

کیونکہ عقیدے کی بات ہے اور عقیدے کے لئے واضح اور متواتر دلیل چاہئے۔ جن آیات اور احادیث میں درود ثابت ہے۔ ان کو دلیل نہیں بنا سکتے۔ کیونکہ یہ دلیلیں اس بارے میں خاموش ہیں کہ اذان سے پہلے پڑھو یا نہ پڑھو۔ اب انہی آیات واحادیث سے غلط استدلال کرتے رہنا فاسد ہے۔ کیونکہ ان سے صرف درود شریف پڑھنا ثابت ہوتا ہے اور اس کے الحمدللہ علماء حق دیوبند حضرات قائل ہیں۔ اس میں اختلاف ہی نہیں۔ اختلاف تو اس بارے میں ہے کہ آذان سے پہلے پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر آپ کہتے ہو کہ جائز ہے تو پھر ان آیات واحادیث کی بجائے کوئی مستقل دوسری دلیل لائیں جس میں وضاحت ہو کہ اذان سے قبل یا بعد میں درود شریف پڑھنا جائز ہے۔ اگر انہی آیات واحادیث کو پیش کیا گیا تو یہ پیش کرنا اور آپ حضرات کا دلیل پکڑنا فاسد اور ضعیف ہوگا۔ احناف کے نزدیک فاسد اور ضعیف دلیل سے مسئلہ ثابت نہیں ہوتا چہ جائیکہ حنفی ہونے کا ڈ .یدار ہونے کے باوجود فاسد اور ضعیف دلیل سے عقیدہ ثابت کریں۔

علماء حق دیوبندی دلیل کہ اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام جائز نہیں

دلیل نمبرا...... ''من عمل عملا لیس علیه امرنا فهو رد'' (صحیح مسلم ج ۲ ص ۷۷)

(جس شخص نے ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم موجود نہیں تو پس وہ عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں مردود و باطل ہے۔

فائدہ...... اس بات کو دوبارہ ذہن نشین کرلیں کہ علماء حق دیوبند اور بریلوی حضرات کا درود شریف پڑھنے کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں۔ اختلاف اس بارے میں ہے کہ اذان سے پہلے جو لازمی سمجھا جاتا ہے وہ جائز ہے یا نہیں۔ بریلویوں کے ہاں جائز ہے۔ لیکن اس بارے میں ان کے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں جس سے ثابت ہو کہ آذان سے پہلے درود پڑھنا چاہئے علماء حق دیوبند کے پاس مستقل دلیل موجود ہے کہ اذان سے پہلے درود پڑھنا جائز نہیں اور وہ دلیل یہی حدیث ہے جس سے ثابت ہو رہا ہے کہ جس کام یا عمل پر کوئی دلیل یا حدیث یا حکم موجود نہ ہو وہ مردود ہے۔ تو جب اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام کے لئے حکم موجود نہیں تو اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنا باطل و مردود ہوا۔

دلیل نمبر۲...... ''من احدث فی امرنا ھذاما لیس منه فھورد ''(بخاری ج۲ص۱۷۱)(جس شخص نے ہمارے دین کے معاملے میں وہ کام کیا جو ہمارے دین میں سے نہیں۔ پس وہ کام مردود اور باطل ہے۔)

فائدہ...... جب بریلوی حضرات کے پاس آذان سے قبل صلوٰۃ وسلام پڑھنے پر کوئی دلیل وقول نہیں اور اس صلوٰۃ وسلام کو دین سمجھ کر پڑھتے ہیں آذان سے پہلے تو یہ پڑھنا بغیر دلیل کے ہوا اور بغیر دلیل کے جو کام دین میں شروع کر دیا جائے وہ اس حدیث کی وجہ سے مردود و باطل ہوگا لہٰذا آذان سے قبل صلوٰۃ وسلام پڑھنے والا کام باطل اور مردود ہے۔

دلیل نمبر۳...... جب کسی عمل کے بارے میں شریعت کے اندر نہ اجازت موجود ہو نہ ممانعت موجود ہو تو وہ زیادہ سے زیادہ مباح کا درجہ رکھتا ہے اور مباح کا یہ حکم ہے کہ اگر وہ کام کر لیا جائے تو ثواب نہ ہو اگر نہ کیا جائے تو گناہ نہ ہو یعنی کرنا نہ کرنا برابر ہو۔ اب جب کسی حدیث یا آیت میں آذان سے قبل صلوٰۃ وسلام کی نہ اجازت موجود ہے نہ ممانعت موجود ہے تو یہ مباح ہوگا اور مباح کام کو نیکی سمجھ کر کرنا اس کو مستحب بنانا ہے۔ جب ایک مباح کام کو مستحب کا درجہ دینا ہے تو یہ شریعت میں جائز ہی نہیں۔ کیونکہ مباح کو مباح رکھنا اور مستحت کو مستحب رکھنا واجب اور ضروری ہے۔ جب مباح کو مباح رکھنا واجب ہوا تو اس کو مستحب بنانا بریلویوں کے لئے جائز ہی نہیں۔

جب جائز نہیں تو اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام کو مستحب کا درجہ دینا بھی جائز نہیں۔ اب چونکہ یہ لوگ مستحب بلکہ واجب سمجھتے ہیں اور بغیر کسی دلیل کے سمجھتے ہیں تو یہ بھی ''من احدث فی امرنا، اور من عمل عملا'' والی حدیث کی وجہ سے باطل و مردود ہوگا۔

نوٹ...... کسی کام کو مباح یا مستحب یا واجب سمجھنا ہو تو اس میں عرف عام کو دیکھ لیا جائے کہ لوگ، عوام اس کو کس چیز کا درجہ دے رہے ہیں۔ اگر وہ کسی کام پر کسی ایک شخص کو بھی کام نہ کرنے پر ملامت کرتے ہیں۔ برا بھلا کہتے ہیں۔ وہابی گستاخ ہونے کے فتوے لگاتے ہیں تو سمجھ لیا جائے کہ اس کام کو عرف عام میں واجب کا درجہ دیا جا رہا ہے۔ کیونکہ واجب ہی کے چھوڑنے پر ملامت کا انسان مستحق ہوتا ہے نہ کہ مباح یا مستحب کے چھوڑنے پر۔

اب بریلوی حضرات چونکہ قبل الاذان صلوٰۃ وسلام نہ پڑھنے والے کو ملامت کرتے ہیں لہٰذا یہی سمجھا جائے گا کہ انہوں نے ایک مباح کام کو واجب سمجھ رکھا ہے جو کہ دین میں زیادتی ہے اور دین میں اپنی طرف سے زیادتی کرنا جائز نہیں، بدعت ہے لہٰذا ان کا قبل الاذان صلوٰۃ و سلام پڑھنا بدعت ہوگا۔ جیسے علامہ حلبیؒ لکھتے ہیں کہ جو نمازوں کے بعد ذکر بالجہر کیا جاتا ہے یہ مکروہ

ہے۔ کیونکہ عوام اس کو سنت سے بڑھ کر واجب سمجھتی ہے اور ہر ایسا مباح جو اس طرف لے جائے کہ مباح نہ رہے وہ مباح ہی نہیں ہوگا بلکہ مکروہ ہو جائے گا۔ (غنیۃ المتملی ص ۲۱۸)

دلیل نمبر ۴...... کسی کام کا آپ ﷺ، صحابہ کرامؓ، تابعین تبع تابعین کے دور میں نہ ہونا یہ بھی مستقل دلیل ہوتی ہے کہ کسی کام کے ناجائز ہونے پر جب آپ ﷺ کے دور مبارک سے لے کر چودہ صدیوں تک قبل الاذان صلوٰۃ وسلام والا کام نہیں ہوا تو یہ بھی اس کے ناجائز ہونے پر دلیل ہے۔ جیسا کہ دسویں صدی کے امام حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:

''والمتابعة كما تكون في الفعل تكون في الترك ايضاً فمن واظب علىٰ فعل لم يفعله الشارع فهو مبتدع '' (مرقات ج ۱ ص ۴۱) (جس طرح کسی کام کے کرنے میں پیروی ہوتی ہے '' آپ ﷺ یا صحابہؓ نے کیا ہے لہٰذا سنت ہے کرنا چاہئے '' اسی طرح کسی کام کے نہ کئے جانے میں بھی پیروی ہوتی ہے ''یعنی آپ ﷺ اور صحابہؓ نے نہیں کیا لہٰذا یہ کام نہیں کرنا چاہئے '' پس جو شخص کسی کام کو اہتمام سے کرے '' جیسے بریلوی قبل الاذان صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں '' اور آپ ﷺ نے ایسا نہ کیا ہو تو وہ بدعتی ہے۔)

## شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں

''قال الامام الشاطبیؒ واما الترك فمحله في الاصل غيرا لمأذون فيه وهو المكروه والممنوع فتركه عليه الصلوٰة والسلام دال علىٰ مرجوحية الفعل وهواما مطلقا واما في حال '' (فتح الملہم ج ۱ ص ۴۵) (حضرت امام شاطبیؒ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا کسی کام کو نہ کرنا یہ اصل میں اس کے جائز نہ ہونے کے محل میں ہے اور وہ کام اگر کیا گیا تو مکروہ وممنوع ٹھہرے گا۔ آپ ﷺ کا نہ کرنا بتلاتا ہے کہ یہ کام مرجوح ہے '' اس کا نہ ہونا بہتر ہے '') عام ہے کہ یہ مطلقاً ناجائز ہو یا کسی موقع پر ناجائز ہو۔

## فقہاء احناف کا قول

آپ ﷺ عبادت سب سے زیادہ کرتے تھے اور نوافل کا اہتمام بھی بہت زیادہ کرتے تھے اور عبادت کا شوق وذوق بھی سب سے زیادہ تھا۔ لیکن آپ ﷺ نے صبح صادق ہونے کے بعد اور سورج طلوع ہونے سے پہلے صرف فجر کی سنتوں اور فرض کا اہتمام کیا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی نفل وغیرہ ادا نہیں کئے۔ فقہاء احناف نے آپ ﷺ کے نہ پڑھنے کو مستقل دلیل بنایا ہے کہ صبح صادق کے بعد سورج نکلنے سے پہلے نفل پڑھنا مکروہ ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

''ويكره ان يتنفل بعد طلوع الفجر باكثر من ركعتي الفجر لانه عليه

الصلوٰة والسلام لم یزد علیها حرصه علی الصلوٰة ''(ہدایہ ج اص ۵۳)(اور مکروہ ہے کہ فجر کے طلوع ہونے کے بعد فجر کی دوسنتوں سے زیادہ نفل پڑھے جائیں۔ کیونکہ آپ ﷺ نے فجر کی دوسنتوں پر کچھ زیادہ نہیں کیا باوجود اس بات کے کہ آپ ﷺ کو نماز کا شوق تھا۔)

معلوم ہوا کہ خیر القرون میں کسی کام کا نہ ہونا، اس کے ناجائز ہونے پر مستقل دلیل ہے۔ اسی طرح عید کی نماز سے پہلے آپ ﷺ نے نہ نفل پڑھے ہیں نہ ہی نفل پڑھنے سے روکا ہے۔ تو یہ نہ پڑھنا مستقل دلیل ہے کہ عید کی نماز سے پہلے نفل پڑھنا جائز نہیں۔

''ولا یتنفل فی المصلیٰ قبل العید، لان النبی ﷺ لم یفعل ذالك، مع حرصه علی الصلوٰة ''(ہدایہ ج اص ۱۱۸)(عید کی نماز سے پہلے عید گاہ میں نفل پڑھنا جائز نہیں کیونکہ آپ ﷺ نے کبھی ایسے نہیں کیا باوجود اس بات کے کہ آپ ﷺ کو نماز پڑھنے کا بے حد شوق تھا۔)

اسی طرح عید کی نماز پہلے اذان اور اقامت اس وجہ سے نہیں ہوتی کہ آپ ﷺ اور صحابہ کرام کے دور میں نہیں ہوتی تھی۔ معلوم ہو گیا کہ کسی کام کا چودہ صدیوں میں نہ ہونا اس کے ناجائز ہونے پر واضح دلیل ہے۔ یہی دلیل ہو گی دعا بعد الجنازہ اور تیجہ چالیسواں، جمعراتیں وغیرہ کرنے کی کہ وہ بھی ناجائز ہیں۔ کیونکہ صحابہؓ کے دور میں نہیں ہوئے۔''فافهم یا اخی''

## پانچویں دلیل اور سنت کی تعریف

## سنت کی تعریف

''السنة الطریقة المسلوكة فی الدین وحكمها ان یطالب المرء باقامتها، من غیر افتراض ولا وجوب لا نها طریقة امرنا باحیاء ها مستحق الائمة بتركها''(حسامی شریف ص ۱۲۳)(سنت کا لغوی معنی ہے طریقہ، اچھا ہو یا برا۔)

## سنت کا اصطلاحی معنی

سنت ایسے پسندیدہ طریقے کو کہتے ہیں جس کو دین میں چلنے کے لئے اختیار کیا گیا ہو۔ بغیر اس کے کہ اس پر چلنے کو فرض یا واجب سمجھا جائے اور اس کا حکم یہ ہے کہ مکلف انسان سے اس کو اداء کرنے کا مطالبہ کیا جائے (کہ بھائی اس کام کو کرو) کیونکہ سنت وہ ایسا ایک طریقہ ہے کہ اس کو زندہ رکھنے کا مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے۔ پس جو شخص سنت کو چھوڑ دے وہ ملامت کا مستحق ہو گا۔

چند چیزیں سنت کی تعریف سے سمجھی گئیں:

۱...... دین میں چلنے والے طریقہ کو سنت کہتے ہیں، نہ کہ دنیاوی امور میں چلنے والے طریقہ کو۔
۲...... سنت کو فرض اور واجب کا درجہ نہ دیا جائے۔
۳...... مسلمانوں سے اس سنت کو ادا کرنے کا مطالبہ کیا جائے۔
۴...... جو سنت پر عمل نہ کرے وہ عتاب اور ملامت کا مستحق ہوگا۔ اب جہاں جس کام میں یہ تعریف پائی جائے گی وہ سنت سمجھا جائے گا اور جس کام میں یہ تعریف نہ پائی جائے وہ سنت نہیں سمجھا جائے گا۔

مثلاً دنیاوی کام جتنے بھی ہوتے ہیں ان میں یہ تعریف نہیں پائی جاتی کہ کسی آدمی نے اگر دنیا کا کوئی کام نہیں کیا تو شریعت کی طرف سے اس پر ڈانٹ پڑی ہو کہ یہ کام تو نے کیوں نہیں کیا اور دنیاوی کاموں کو زندہ کرنے کا باقی رکھنے کا بھی شریعت نے کوئی حکم نہیں دیا۔ معلوم ہوا کہ دنیاوی کام جتنے ہیں وہ سنت نہیں۔ البتہ اگر نیت درست کر لی جائے کہ یہ کام میں اس لئے کرتا ہوں تاکہ حلال روزی کما کر تمام وہ حقوق اداء کروں گا جو شریعت نے میرے ذمہ لگائے ہیں تو اس کو اس کام کا ثواب ملے گا اور اسی طرح کسی کام کے ذرائع اور وسائل اختیار کرنا بھی دنیاوی امور میں شامل ہوگا۔ اس میں سنت والا حکم نہیں لگے گا اور جو ذرائع یا وسائل دین پر چلنے کے لئے اختیار کیے جاتے ہیں وہ بھی اسی زمرے میں شامل ہوں گے

جب یہ ذرائع اور وسائل دنیاوی امور میں شامل ہوئے تو ان کو دین نہ سمجھا گیا جب دین نہیں تو سنت یا بدعت کا حکم بھی نہیں لگے گا۔ اب بریلوی حضرات کا یہ کہنا کہ تم نے مدرسے بنائے ہوئے ہیں۔ ختم بخاری کرتے ہو۔ صرف ونحو والی کتابیں پڑھتے ہو وغیرہ وغیرہ۔ یہ پہلے نہیں تھے اب ہیں لہٰذا بدعت ہوئے تو یہ ان کا دھوکہ ہے کیونکہ یہ دنیاوی امور ہیں اور دنیاوی امور میں سنت اور بدعت کا حکم جاری نہیں ہوتا اور دنیاوی امور ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہ کام نہ کرنے والوں پر کوئی ملامت وغیرہ نہیں ہوتی۔

ہاں بریلویوں نے چونکہ قبل الاذان صلوٰۃ وسلام نہ پڑھنے والوں کو ملامت کا مستحق ٹھہرایا ہوا ہے اور ملامت کا مستحق وہ ہوتا ہے جو سنت چھوڑ دے۔ معلوم ہوا کہ قبل الاذان صلوٰۃ و سلام سنت سمجھ کر پڑھتے ہیں۔ جب انہوں نے ایک نئے کام کو دین میں داخل کر کے اس کو سنت سمجھا تو یہی بدعت کی تعریف ہے۔ تو ان کا یہ کام بدعت ہوا جس سے بچنا فرض کا درجہ رکھتا ہے۔

## بریلوی حضرات کا اعلیٰ حضرت کے فتوؤں کو ماننے سے انکار

جب انسان عقل پرست بن جاتا ہے تو اس کو اپنے اکابرین بھی غلط راہ پر چلتے ہوئے

نظر آتے ہیں۔ اب یہ بریلوی حضرات بدعات میں اتنے پختہ ہو چکے ہیں کہ قرآن وحدیث سے تو پہلے بیزار تھے۔ ان کو ماننے کے لئے تو ویسے تیار نہیں ہیں۔ لیکن اعلیٰ حضرت نے جو انہیں اپنا مذہب پیش کیا ہے اور اپنا دین پیش کیا ہے اور اس پر چلنے کی ان کو وصیت کی ہے۔ یہ بہادر لوگ اب اس بات کو بھی ماننے کے لئے تیار نہیں۔ وہ وصیت ملاحظہ فرمائیں۔

اعلیٰ حضرت نے کہا کہ میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے، اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ (وصایا شریف ص ۸) اب بریلوی حضرات کو چاہیے تھا کہ جو کچھ اعلیٰ حضرت کی کتابوں سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہیں اور اس کی وصیت پر عمل کریں لیکن یہ لوگ ایسے کوئی قسمت کے مارے اور ہارے ہوئے ہیں کہ ان کو نہ اب اعلیٰ حضرت کا دین و مذہب پسند ہے نہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا۔ اعلیٰ حضرت کی کتابوں سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ہر ایسا کام جو آپ ﷺ وخلفاء راشدین و احکام فقہ کے خلاف ہو وہ نئی بات ہوتی ہے، یعنی بدعت ہوتا ہے۔ جس سے بچنا لازمی ہے، ملاحظہ فرمایئے۔

اعلیٰ حضرت نے لکھا ہے کہ جو بات رسول اللہ ﷺ وخلفاء راشدین و احکام فقہ کے خلاف نکلی ہو وہی نئی بات ہے (اس سے بچنا چاہئے) (احکام شریعت ص ۲۲۸)

اب غور کریں کہ اذان سے پہلے یا بعد میں قبل صلوٰۃ وسلام احکام فقہ کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ ہر فقہ کی کتاب میں باب الاذان آتا ہے اور اس کے احکام پڑھائے جاتے ہیں لیکن کسی فقہ کی کتاب میں یہ مسئلہ نہیں کہ اذان سے پہلے یا بعد میں قبل مروجہ صلوٰۃ وسلام پڑھو۔ جب یہ فقہ کے خلاف ہوا تو اعلیٰ حضرت کی وصیت کو مانتے ہوئے ان بریلویوں کو چاہیے تھا کہ اس بدعت کو چھوڑ دیتے لیکن اب یقین کے درجہ میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اعلیٰ حضرت کا پورا خاندان بھی قبروں سے اٹھ کر آجائے اور ان کو یہ کہے کہ یہ بدعت ہے، چھوڑ دو یہ لوگ ان پر بھی وہابی گستاخ کے فتوے لگا کر دوبارہ قبروں میں گھسیڑ دیں گے اور یہ الزام ان پر لگائیں گے کہ قبروں میں جانے کے بعد تم نے وہابیوں سے صلح کرلی ہے یا پھر فرشتوں نے سیدھا کر دیا ہے کہ یہ بات کہنے کے لئے تیار ہو گئے ہو۔

دوسری جگہ اعلیٰ حضرت نے لکھا کہ آذان کے بعد صلوٰۃ وسلام ربیع الآخر ۱۷۸۱ ہجری میں پیر کی رات عشاء میں شروع ہوا۔ اس کے بعد جمعہ میں بھی صلوٰۃ پڑھی گئی اور دس سال کے بعد مغرب کے سواء ہر وقت اذان کے بعد صلوٰۃ پڑھی گئی اور یہ بدعت حسنہ ہے۔

(احکام شریعت ص ۱۳۸ حصہ اول)

**فائدہ......** بدعت، بدعت ہوتی ہے چاہے سیئہ ہو یا حسنہ ہو۔ دونوں دین میں ناجائز وحرام ہیں۔

## بریلوی حضرات کا صحابہ کرامؓ کے نام سے دھوکہ

کبھی کبھی یہ لکھے پڑھے جاہل یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ بہت سارے ایسے کام ہیں جو آپ ﷺ کے دور میں نہیں تھے جو حضرت عمرؓ نے جاری کیے ہیں۔ مثلاً بیس تراویح وغیرہ اور حضرت عثمانؓ نے جاری کئے ہیں دوسری آذان جمعہ کی منبر کے سامنے وغیرہ تو یہ بدعت حسنہ ہیں۔ ایسے ہی ہماری ساری بدعتیں بدعت حسنہ ہیں۔ جیسے وہ صحیح ہیں ایسے یہ صحیح ہیں تو اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ کے کسی کام کو بدعت سرے سے کہہ ہی نہیں سکتے بلکہ وہ سنت کہلاتا ہے کیونکہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "علیکم بسنتي وسنته الخلفاء الراشدین "(میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوطی سے پکڑو۔)

معلوم ہوا کہ خلفاء راشدین نے جو کام کیے وہ سب سنت میں شامل ہوں گے۔ ان کو سنت کہیں گے۔ بدعت کہنا بالکل جائز نہیں۔

**جواب نمبر۲......** دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر کہیں بالفرض والمحال یہ بات آئی بھی ہے کہ فلاں صحابی نے بدعت حسنہ جاری کی ہے تو اس سے صرف لغوی مطلب ومعنی مراد ہوتا ہے کہ فلاں صحابی نے ایک نیا کام شروع کیا۔ چونکہ وہ نیا کام بھی صحابہ کے دور میں ہوا ہے۔ تمام صحابہؓ نے اس پر سکوت اختیار کیا ہے یا خود اس پر عمل کیا ہے تو وہ نیا کام بھی سنت میں ہی شامل ہو جائے گا۔ اس پر بدعت کا لفظ جاری کر کے اس کو بدعت حسنہ کہنا جائز نہیں۔ جو ہمارے عرف عام میں بدعت حسنہ کا مفہوم لیا جاتا ہے۔

اب بریلوی حضرات کا یہ کہنا کہ ہماری بدعات بھی صحابہ کرامؓ کی بدعات کی طرح ہیں۔ معاذ اللہ۔ تو یہ ان کا دھوکہ ہے۔ کیونکہ صحابہ کرامؓ کا کام تو سنت کہلاتا ہے، بدعت کہنا جائز ہی نہیں۔ جب بدعت کہنا جائز ہی نہیں تو پھر یہ حضرات کہہ رہے ہیں کہ ہماری بدعات صحابہ کرامؓ کی بدعات کی طرح ہیں؟

**جواب نمبر۳......** تیسرا جواب یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کے کام پر بدعت کا لفظ لغوی معنی میں جاری ہوتا ہے جبکہ بریلوی حضرات کے دین میں نئے داخل کیے ہوئے کام پر بدعت کا لفظ لغوی

معنوں میں جاری ہو ہی نہیں سکتا بلکہ اصطلاحی معنوں میں بدعت کا لفظ جاری ہوگا کہ دین کے اندر اپنی طرف سے ایک نیا کام داخل کر کے اس کو دین ہی سمجھتے ہیں اور نہ کرنے والے پر ملامت کرتے ہیں لہٰذا ان کا کام صحابہؓ کے کام سے دور کا واسطہ نہیں رکھتا لہٰذا ان کے لئے اپنے کاموں کو صحابہ کرامؓ کے کاموں کے ساتھ تشبیہ دینا زا دھوکہ ہے۔

## حضرت مجدد الف ثانیؒ کا قول مبارک کہ بدعت حسنہ سے بھی اجتناب کیا جائے

حضرتؒ فرماتے ہیں کہ فقیر کسی بدعت میں حسن نہیں دیکھتا۔ نہ اس میں کسی قسم کی نورانیت محسوس کرتا ہے۔ نور صرف سنت ہے اور بدعت میں اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ اگر کوئی کام سنت سمجھ کر کیا جائے اور وہ کام سنت کے پیمانہ میں نہ ڈھلا ہوا ہو اور کام کرنے والا اسے ثواب کا کام سمجھ کر کر رہا ہو تو وہ یقیناً بدعت ہے۔ (منقول از مطالعہ بریلویت ج ۶ ص ۱۰۶)

دوسری جگہ حضرت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کے نور کو بدعات کے اندھیروں نے چھپا دیا ہے اور ملت مصطفویؐ کی رونق کو ان نوایجاد باتوں کی کدورتوں نے برباد کر دیا ہے۔ کتنے تعجب کی بات ہے کہ ایک جماعت ان بدعات کو مستحسن (بدعت حسنہ) جانتی ہے اور ان کو نیکیاں سمجھتی ہے اور ان (بدعتوں) کے ذریعے دین وملت کی تکمیل کرنا چاہتی ہے۔ اللہ پاک ان لوگوں کو سیدھے راستے کی ہدایت دے یہ لوگ نہیں جانتے کہ دین ان بدعات سے پہلے مکمل ہو چکا ہے۔ جیسے کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے ''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا'' پس دین کا کمال بدعات میں سمجھنا درحقیقت اس آیت کریمہ کے مضمون سے انکار کرنے کے مترادف ہے۔ (مکتوبات دفتر اول ص ۳۰۲)

معلوم ہوا کہ بدعت حسنہ بھی بدعت سیئہ کے برابر ہے دونوں میں کوئی فرق نہیں لہٰذ بریلویوں کا یہ کہنا کہ قبل الاذان صلوٰۃ وسلام بدعت حسنہ ہے لہٰذا جائز ہے، گمراہی ہوگا۔

## بدعت حسنہ کا قائل ہونا رسالت پر خیانت کا الزام لگانا ہے

## حضرت امام مالکؒ کا قول

''من ابتدع فی الاسلام بدعة یراها حسنة فقدزعم ان محمداً ﷺ خان الرسالة لان الله تعالیٰ یقول الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا، فمالم یکن یو مئذ فلا یکون الیوم دینا''

(الاعتصام للشاطبی ج ا ص ۴۹) (جس شخص نے اسلام میں کوئی بدعت جاری کی اور اس کو بدعت حسنہ سمجھنے لگا تو گویا اس نے یہ گمان کرلیا کہ آپ ﷺ نے خدا کے احکام پہچاننے میں خیانت کی ہے کیونکہ اللہ پاک نے فرمادیا ہے کہ میں نے آج تمہارا دین مکمل کردیا ہے اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی ہے اور تمہارے اسلام کو دین چن لیا۔ پس جو کام اس دور میں دین نہ تھا آج بھی دین نہیں ہو سکتا۔)

معلوم ہوا کہ بدعت حسنہ، بدعت سیہ سے بھی زیادہ بری ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ پر رسالت کے پہچاننے میں خیانت کا الزام آتا ہے۔ معاذ اللہ

## حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا واقعہ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے قریب ایک آدمی نے چھینک ماری اور یہ الفاظ ادا کئے ''الحمدللّٰہ والسلام علیٰ رسول اللّٰہ'' فوراً حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے روکتے ہوئے یہ کہا ''وانا اقول الحمدللّٰہ والسلام علیٰ رسول اللّٰہ لیس ھکذا علمنا رسول اللّٰہ ﷺ ان نقول الحمدللّٰہ علی کل حال'' (مشکوۃ شریف ج ۲ ص ۴۰۶، ترمذی شریف ج ۲ ص ۹۸) (میں بھی کہتا ہوں الحمد للہ والسلام علیٰ رسول اللہ لیکن یہ چھینک مارنے کا موقع صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا نہیں بلکہ چھینک آتے وقت آپ ﷺ نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم صرف الحمد للہ علیٰ کل حال کہیں۔)

فائدہ...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا یہ واقعہ اس چیز پر دلالت کرتا ہے کہ آپ ﷺ نے ہر موقع کی، ہر کام کی، جو دن یا رات میں پیش آنے والا ہے، تقسیم کردی ہے کہ فلاں موقع پر فلاں کام اس طرح اداء کرنا ہے۔ اب اگر سنت پر عمل کرنا چاہتے ہو تو جس موقع پر جو تقسیم آپ ﷺ نے دی ہے اسی کو اختیار کرنا ہوگا۔ اس کے علاوہ اپنی طرف سے کوئی الفاظ بڑھادیئے، کسی موقع پر کسی کام میں تو یہ سنت نہ ہوگا بلکہ بدعت شمار ہوگی اور ساتھ یہ بھی اعتراض ختم کردیا کہ بھائی یہ نہ سمجھنا کہ اللہ پاک کی تعریف وحمد کا یا صلوٰۃ وسلام کا منکر ہوں بلکہ میں یہ سب کچھ پڑھتا ہوں۔ شاید کہ تو یہ سمجھے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ صلوٰۃ وسلام کا منکر ہے تبھی روک رہا ہے۔ ہرگز ایسی بات نہیں۔

قارئین کرام! بعینہ یہی صورت حال آج علماء حق دیوبند اور بریلوی حضرات کے ساتھ

پیش آئی ہوئی ہے کہ علماء حق دیوبند ان کو یہ کہتے ہیں کہ بھائی ہر موقع اور ہر کام کی تقسیم جب آپ ﷺ نے فرمادی ہے۔ کسی تعلیم میں کوئی کمی وبیشی نہیں چھوڑی تو اس آذان کے موقع پر بھی آپ ﷺ نے پوری کی پوری تعلیم دے دی ہے۔ کیسے کھڑا ہونا ہے۔ کیسے الفاظ اداء کرنے ہیں۔ آذان کے بعد مؤذن نے کیا پڑھنا ہے۔ سننے والے حضرات کیا پڑھیں۔ سب کچھ آپ ﷺ نے بتادیا ہے۔اب آذان کے وقت کسی چیز کے اضافے کی ضرورت نہیں۔اگر اضافہ کرو گے تو بجائے ثواب کے بدعت کا گناہ ہوگا اور ہم جو تمہیں آذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنے سے روکتے ہیں وہ اس وجہ سے نہیں کہ صلوٰۃ وسلام پڑھنا جائز نہیں بلکہ اس وجہ سے روکا جاتا ہے کہ یہ موقع صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی تعلیم نہیں دی۔لہٰذا پڑھنا جائز ہی نہیں۔

اگر تم علماء حق دیوبند پر یہ الزام لگاتے ہو کہ نہیں تم اس وجہ سے روکتے ہو کہ تمہارے نزدیک درود پڑھنا جائز نہیں تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی اس روایت کا آپ کے پاس کیا جواب ہے؟انہیں بھی معاذ اللہ یہ الزام دو گے۔اگر جواب اثبات میں ہے تو اپنے ایمان کی سلامتی پر غور و فکر کریں۔اگر جواب نفی میں ہے تو پھر حضرات علماء دیوبند پر بھی الزام لگانا چھوڑ دیں اور اس بدعت کو بھی چھوڑ دیں۔جزاکم اللہ تعالیٰ

## انگوٹھے چومنا بدعت ہے

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ ہر موقع پر آپ ﷺ نے تعلیم دے دی ہے تو اسی سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ اذان کے وقت یا کسی اور خاص موقع پر آپ ﷺ کا نام نامی اسم گرامی آجائے تو وہاں کیا کرنا چاہئے۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر یہ تعلیم دی ہے کہ اگر میرا نام نامی اسم گرامی کسی موقع پر آجائے تو مجھ پر درود شریف پڑھو جو نہیں پڑھے گا وہ سب سے زیادہ بخیل ہے۔ پوری زندگی مبارک میں کبھی کسی موقع پر اشارۃً یا کنایۃً آپ ﷺ نے یہ بات نہیں کہی کہ میرے نام آنے پر انگوٹھے چوم کر آنکھوں کو لگاؤ۔ خواہ اذان کا موقع ہو یا کوئی اور۔ جب آپ ﷺ نے کبھی یہ تعلیم نہیں دی تو وہ ہستی جس کا درجہ اور محبت کائنات میں انبیاء کرامؑ کے بعد سب سے زیادہ ہے۔ کیا وہ آپ ﷺ کی تعلیم کے خلاف کوئی کام کرسکتا ہے۔ میری مراد حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں جن کی طرف یہ من گھڑت روایت وعمل منسوب کیا جاتا ہے کہ انہوں نے کسی موقع پر انگوٹھے چوم کر

آنکھوں پر لگائے تھے۔ یہ بات سراسر خلاف عقل ونقل ہے۔ کبھی حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایسے نہیں کیا۔ جو کچھ آپؓ کی طرف منسوب ہے وہ سب کچھ غلط ہے۔

ملاحظہ فرمایئے (راہ سنت مؤلفہ حضرت مولانا سرفراز خان صفدر ص ۲۳۲)

اب اس بات پر غور فرمائیں کہ علماء حق دیوبند جو بریلوی حضرات کو روکتے ہیں کہ انگوٹھے نہ چومو۔ وہ وہ اس وجہ سے نہیں کہ انگوٹھے چومنا جائز نہیں بلکہ چومنا جائز ہے۔ انگوٹھوں کی بجائے جس وقت مرضی آئے پورا ہاتھ چوم لو۔ ایک نہیں دونوں ہاتھ چوم ہو تمہیں کس نے چومنے سے روکا ہے۔ لیکن جو خاص موقع پر صرف آپ ﷺ کے نام نامی اسم گرامی کے آنے پر چومتے ہو یہ شریعت کے خلاف ہے۔ اس کی شریعت نے تعلیم نہ دی۔ اس وقت خاص میں چومنا اور نہ چومنے والے کو ملامت کرنا، گستاخ ٹھہرانا، منکر رسول ﷺ کے فتوے لگانا، یہ سب کچھ بدعت پر دلالت کرتا ہے اور بدعت سے روکنا علماء حق کا فرض منصبی ہے جس کو وہ احسن طریقے سے ادا کر رہے ہیں۔

خلاصہ کلام

علماء حق دیوبند خرافات سے روکتے ہیں۔ ان چیزوں کا اہتمام کرنا تمہارے اس کام کو بدعت سیئہ میں داخل کر دیتا ہے اور بدعت سیئہ کبیرہ گناہ ہے۔ جس سے توبہ فرض ہے۔ اب علماء حق روکیں بدعت سے اور ان پر الزام لگایا جائے منکر رسول کا، تو یہ بہتان، افتراء، جھوٹ اور عوام کو دھوکہ دینا ہے۔

## عقیدہ ایصال ثواب ...... چھٹا اختلاف

### علماء دیوبند کا عقیدہ

میت کے لئے استغفار کرنا، دعا کرنا، اللہ کے نام پر صدقہ وخیرات کر کے ایصال ثواب کرنا قرآن کریم کی تلاوت یا درود شریف کلمہ شریف، غرض قولی جتنی عبادتیں ہیں یا مالی جتنی عبادتیں ہیں۔ ان سب کے ذریعے میت کو ایصال ثواب کرنا جائز ہے۔ ایصال ثواب کا فائدہ میت کو ہوتا ہے جس وقت جو چاہے، جس جگہ سے جتنا پڑھ کر ایصال ثواب کر دے وہ میت کو پہنچ جائے گا۔ اس کے لئے کوئی خاص وقت، کوئی خاص حالت وکیفیت کی شرط نہیں۔ ایصال ثواب کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ پاک جتنی نیکی کی توفیق دے دے۔ نیکی کر کے یہ نیت کرے کہ یا

اللہ میں نے جو کچھ نیکی کی ہے اس کو اپنی بارگاہ عالی میں قبول فرما اور آپ ﷺ کے طفیل اس کا ثواب میرے فلاں عزیز کو پہنچادے۔

یا جس وقت وہ نیکی شروع کرر ہا ہے اس وقت بھی یہ نیت کرسکتا ہے کہ یا اللہ جو کچھ میں نیکی کروں۔ اس کو قبول فرما اور آپ ﷺ کے طفیل حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک جتنے مسلمان دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں۔ ان سب کو اس نیکی کا ثواب پہنچادے تو وہ ثواب ان سب تک پہنچ جائے گا۔ اس ایصال ثواب کے لئے تیجہ، ساتواں، چالیسواں وغیرہ کا اہتمام شریعت میں جائز نہیں۔ جو کوئی اہتمام کرتے ہیں وہ بدعت کے مرتکب ہیں۔ اس اہتمام کی وجہ سے جو کچھ پڑھا جاتا ہے اس کا میت کو ذرہ بھر کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

فائدہ...... اپنی طرف سے کسی کام کو شروع کرنا، جیسے تیجہ، ساتواں، چالیسواں وغیرہ پھر اس کو شریعت کا حصہ سمجھنا اور یہ کام جو نہ کرے اس پر طرح طرح کے الزام لگانا، جائز نہیں۔ علماء حق دیوبند بریلوی حضرات کو یہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے دور میں کبھی کسی موقع پر یہ اہتمام نہیں کیا گیا نہ ہی آپ ﷺ کے بعد خیر القرون میں یہ کام کیا گیا ہے اور نہ ہی خیر القرون میں کبھی کسی نے اس طرح تیجہ وغیرہ کی تعلیم دی ہے۔ اس وجہ سے یہ اہتمام جائز نہیں۔ ہاں ایصال ثواب ہر دور میں ہوتا رہا ہے اور آپ ﷺ نے اس کی پوری پوری تعلیم بھی دی ہے اور طریقہ بھی عمل کر کے بتا دیا ہے۔ علماء حق دیوبند ایصال ثواب کے قائل ہیں اور سب سے زیادہ چونکہ ان کے مدارس میں علماء وطلباء کرام ہمہ وقت نیکی میں مصروف رہتے ہیں۔ اس لئے اس کا ثواب خود بخود بزرگوں کو پہنچ رہا ہے اور کتابوں اور قرآن پاک کے اختتام پر نام لے لے کر دعا اور ایصال ثواب کیا جاتا ہے۔

اسی لئے اگر یہ کہہ دیا جائے کہ جتنا ایصال ثواب علماء حق دیوبند کرتے ہیں۔ اتنا کسی اور فرقے کو نہ توفیق ہوتی ہے نہ وہ ایصال ثواب کرتے ہیں تو یہ مبالغہ نہ ہوگا بلکہ حقیقت ہوگی۔ جو سب کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ علماء حق دیوبند پر یہ الزام لگانا کہ وہ ایصال ثواب کے قائل نہیں۔ یہ جھوٹ ہے، دھوکہ دہی ہے۔ علماء حق سے عوام کو دور کرنے کے مترادف ہے۔ علماء حق ایصال ثواب سے نہیں روکتے بلکہ بدعت سے روکتے ہیں۔ ہاں اگر ایصال ثواب سے روکنے کی وجہ سے انسان ایصال ثواب کا منکر بن جاتا ہے تو سب سے بڑا منکر ایصال ثواب سے روکنے

والا، گستاخ، وہابی، کافر، قرآن کو نہ ماننے والا، اعلیٰ حضرت جناب احمد رضا ہوگا۔ جس کا دین ومذہب تم نے اختیار کیا ہوا ہے۔ کیونکہ اس نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے جو علماء حق دیوبند دیتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:

## اعلیٰ حضرت کا فتویٰ کہ تیجہ وغیرہ کا اہتمام جائز نہیں

فتویٰ نمبر۱...... اہل میت کا اہتمام طعام کرنا سرے سے جائز ہی نہیں۔

(احکام شریعت حصہ سوم ص ۹۳)

فتویٰ نمبر۲...... (ایصال ثواب) جب چاہیں کریں۔ انہی دنوں کی گنتی (جمعراتیں وغیرہ) ضروری سمجھنا جہالت ہے۔ (عرفان شریعت حصہ اول ص ۳)

فتویٰ نمبر۳...... یہ دعوت خود ناجائز ہے۔ بدعت شنیعہ وقبیحہ ہے۔ امام احمد اپنے مسند میں اور ابن ماجہ سنن میں بسند صحیح حضرت جریر بن عبداللہؓ سے راوی ہیں ''کنا نعقد الاجتماع الی اھل المیت منعھم الطعام من النیاحۃ'' (ہم گروہ صحابہ کرامؓ اہل میت کے یہاں جمع ہونے اور ان کے کھانا تیار کرنے کو مردے کی نیاحت (مردے پر نوحہ کرنا) سے شمار کرتے تھے جس کی حرمت پر متواتر حدیثیں ہیں (احکام شریعت حصہ سوم ص ۱۹۲)

فتویٰ نمبر۴...... علامہ حلبیؒ اور ملا علی قاریؒ اگر ہمارے ملک کے رواج کو دیکھتے تو مطلقاً ان کے حرام ہونے پر یقین کرتے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کی اجازت دینے میں شیطان مردود کی راہ کھولنا ہے۔ (احکام شریعت ج ۳ ص ۱۹۷)

فتویٰ نمبر۵...... مردہ کا کھانا، صرف فقراء کے لئے ہے۔ عام دعوت کے طور پر جو کرتے ہیں یہ منع ہے غنی نہ کھائے۔ (احکام شریعت حصہ دوم ص ۵۳)

فتویٰ نمبر۶...... یہ تیسرے دن کی دعوت جائز نہیں۔ کیونکہ دعوت خوشی میں ہوتی ہے۔

(احکام شریعت حصہ سوم ص ۱۹۱)

فتویٰ نمبر۷...... میت کے پہلے یا تیسرے دن یا ہفتہ کے بعد (جمعرات) جو کھانے تیار کرائے جاتے ہی۔ سب مکروہ وممنوع ہیں۔ (احکام شریعت حصہ سوم ص ۱۹۲)

فتویٰ نمبر۸...... اللہ عزوجل مسلمانوں کو توفیق بخشے کہ قطعاً ایسی رسوم شنیعہ جس سے ان کے دین ودنیا کا ضرر ہے، ترک کردیں اور طعن بے ہودہ کا لحاظ نہ کریں۔ (ایضاً)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

# یادگار تبصرہ ماہنامہ لولاک ملتان

## مولف ...... حضرت مولانا محمد امین مبارک پوری

# التحقیق المتین فی حیات النبی الامینؐ

صفحات: ۳۴۴: قیمت: رعایتی یکصد تیس روپے: ناشر: ادارہ تالیفات ختم نبوت، ۳۸ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور!

انبیاء علیہم السلام اپنی قبور مبارکہ میں زندہ ہیں۔ آپ ﷺ کی ذات اقدس پر دور سے درود شریف پڑھا جائے تو پہنچایا جاتا ہے۔ مواجہ شریف پر کھڑے ہو کر پیش کیا جائے تو آپ ﷺ سنتے ہیں اور جواب بھی مرحمت فرماتے ہیں۔ یہ عقیدہ امت میں اجماعی رہا۔ ۱۹۵۰ء سے ۱۹۶۰ء کی دہائی میں ایک شخص کے اعتزال نے امت کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا۔ اس شخص کی اعتزال پسندی کی خوئے بد نے مستقل ایک جماعت یا فرقہ کی شکل اختیار کر لی۔ امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ کی کتاب ''تسکین الصدور فی احوال الموتی والقبور'' اور ''سماع موتی'' حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی کی کتاب ''رحمت کائنات'' مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری کی کتاب ''حیات الاموات' خصوصاً حیات النبی سید الکائناتؐ' مولانا سید عبدالشکور ترمذی کی کتاب ''حیات انبیاء کرام علیہم السلام'' مولانا قاری محمد طیب کی کتاب ''حیات الانبیاء'' حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی کی کتاب ''القول التقی فی حیات النبیؐ' مولانا عبدالقدیر کی کتاب ''ارشاد العلماء، الی تحقیق سند سماع الموتی وحیات الانبیاء'' علامہ خالد محمود کی کتاب ''مقام حیات'' اس مسئلہ کی وضاحت کے لئے لکھی گئیں اور اس مسئلہ

پر اتنا جامع اور عمدہ لٹریچر تیار ہو گیا کہ اعتزال پسند طبائع کے لئے فرار کا بہانہ نہ رہا۔ ابھی ماضی قریب میں مولانا نور محمد تونسوی کی کتاب ''قبر کی زندگی'' نے بھی علمی حلقہ میں ایک نام پیدا کیا۔

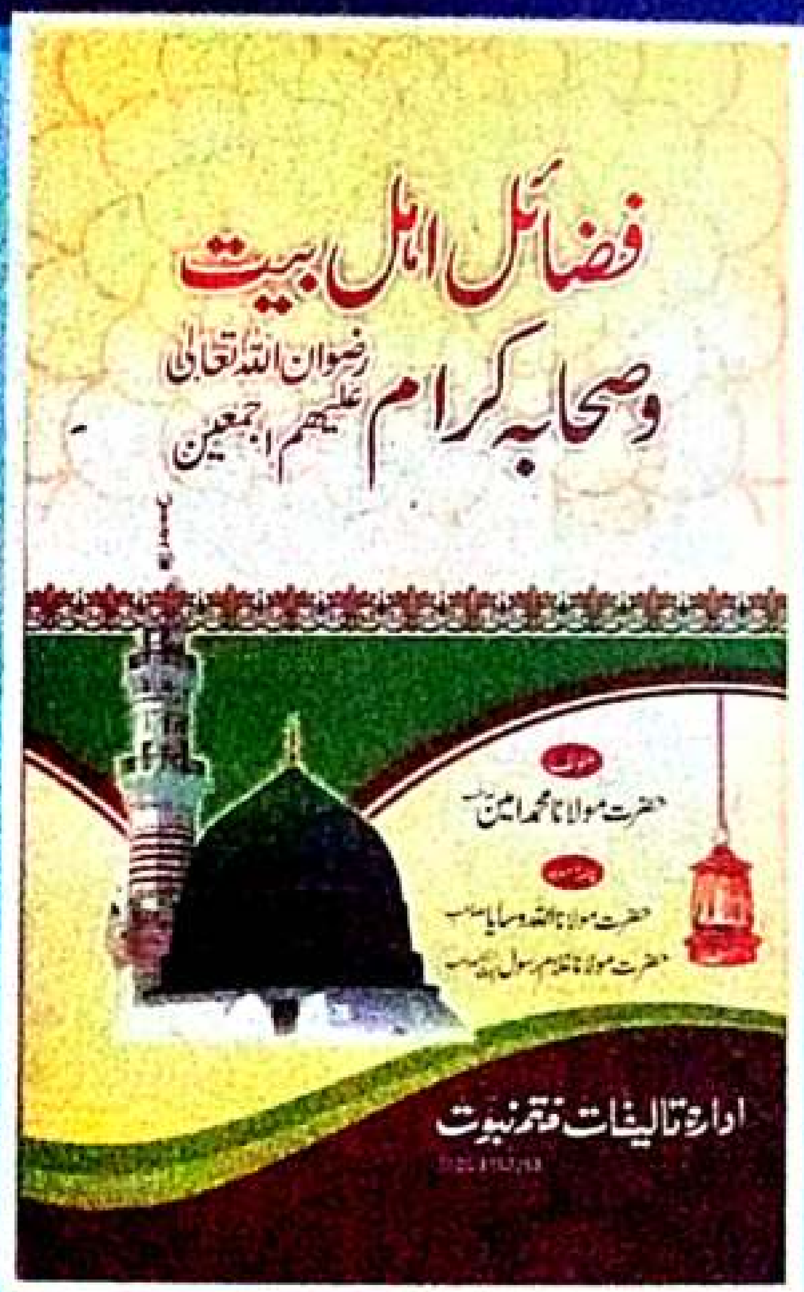
حال میں کتاب ''التحقیق المتین فی حیات النبی الامین'' لکھی گئی۔ اتحاد اہل سنت کے سربراہ مولانا منیر احمد صاحب منور نے اس کتاب کے متعلق تحریر کیا ہے کہ: ''فرقہ معتزلہ کے مسئلہ حیات سمیت دوسرے عقائد باطلہ کا علماء دیوبند کے عقائد صحیحہ کے ساتھ بحوالہ تقابل کر کے عقائد کو مفصل و مدلل انداز میں پیش کیا ہے۔'' اس موضوع کی نامور علمی شخصیت مولانا نور محمد تونسوی فرماتے ہیں کہ: ''ماشاء اللہ مولانا موصوف و مؤلف التحقیق المتین نے خوب لکھا بلکہ تحقیق کا حق ادا کر دیا۔ پہلے اہل حق کا عقیدہ لکھتے ہیں پھر باطل پرستوں کے عقیدہ کو بحوالہ لکھتے ہیں۔ بعدہ کتاب وسنت کے روشن دلائل سے اہل حق کے مسلک کو مبرہن بناتے ہیں اور منکرین کے دلائل کا مدلل رد کرتے ہیں۔ تمام اوہام اور وساوس کو طشت از بام کرتے ہیں۔ مولانا محمد امین مؤلف کتاب التحقیق المتین نے کسی گوشہ کو تشنہ تکمیل نہیں چھوڑا۔''

پروفیسر مولانا محمد مکی علی پوری فرماتے ہیں کہ: ''زیر نظر ضخیم کتاب التحقیق المتین فی حیات النبی الامینؐ میں مؤلف حضرت مولانا محمد امین نے انتہائی فصاحت و تفصیل سے جمیع پہلو اجاگر کئے ہیں۔ یکتا انداز قرآن وسنت واکابر کی عبارات طیبہ، نظریات حقہ، منکرین کی ضلالت آمیزیاں مبرہن کی ہیں۔ تفصیلاً سوالاً جواباً ہر نوع کے ساتھ اس عقیدہ حقہ کا دفاع فرمایا ہے۔ مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے صدر المدرسین اور نامور محقق مولانا غلام رسول دین پوری فرماتے ہیں کہ: ''ایک مضبوط و مستحکم کتاب التحقیق المتین ہے جو علماء اہل سنت والجماعت علماء دیوبند کے سلسلۃ الذہب کی ایک مضبوط کڑی ہے۔ قرآنی آیات و احادیث نبویہ سے مسئلہ عقیدہ حیات النبی کو مزین فرمایا ہے۔ ہر مسئلہ اور ہر چیز کی شاندار عام

فہم انداز میں توضیح وتبیین فرمائی ہے۔ بندہ (مولانا غلام رسول دین پوری) نے مکمل کتاب حرفاً حرفاً پڑھی ہے اور دل سے دعا نکلی ہے اتنی ضخیم کتاب کا لکھنا خاص عنایت خداوندی ہے۔''

ان حضرات علماء کرام کی آراء مبارکہ کے بعد یقینی طور پر کتاب اس لائق ہے کہ علماء، طلباء، عوام وخواص اس کے مطالعہ سے بہرہ ور ہوں۔ مولانا محمد امین مبارکپوری مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ میں درجہ کتب کے استاذ ہیں۔ ان کی یہ کتاب پہلے کے حضرات کی لکھی گئی کتب میں ایک شاندار اضافہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ کاغذ وطباعت عمدہ ہے۔ جلد مضبوط، ٹائٹل چہار رنگا ہے۔ کتاب کی غلطیوں پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ امید ہے کہ کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لیا جائے گا کہ ایک علمی خزانہ ہے۔






مکتبہ نافع بہاولپور

0301-7755153